دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مدظلہ العالی کے رسائل کا مجموعہ



رسائلِ دعوتِ اسلامی

جلد: 4

اس جلد میں آپ پڑھیں گے:

- صحابی کی انفرادی کوشش 14
- سیرت ابو دردا 128
- عشق رسول 195
- گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے 248
- اللہ والوں کا اندازِ تجارت 299



از: نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری

پیشکش: مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران

مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ

رسائلِ دعوتِ اسلامی

(جلد4)

پیش کش

مرکزی مجلسِ شوریٰ

نام کتاب: رسائل دعوتِ اسلامی (جلد: 4)

پیش کش: المدینۃ العلمیۃ
Islamic Research Center

پہلی بار: ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، ستمبر 2024ء

تعداد:

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN: +92211111252692 ,,:92-313-1139278

www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ نئی ٹاور شاپ #الف 15،16 کابلی روڈ پشاور سٹی	0092 341 1458486	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

فہرست

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	11	حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر	40
صحابی کی انفرادی کوشش	14		
صحابی کی انفرادی کوشش	15		
درود شریف کی فضیلت	15	تبلیغ کی اہمیت وافادیت	40
شمعِ رسالت کا پروانہ	16	نیکی کی دعوت	42
آشوب چشم کے مریض	19	ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے	43
محبتوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں	21		
وطن واپسی اور دوبارہ ہجرت	23	افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے	44
مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ	25		
یہ منتخب نوجوان کون تھا؟	27	نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان	45
حسب ونسب	28	انفرادی کوشش	46
ازواج واولاد	28	نایاب مدنی پھول	51
بطورِ مبلغ انتخاب	29	مبلغ ودَاعی کو کیسا ہونا چاہئے؟	51
وجوہات	30	ایمانِ کامل	51
انتخاب کی لاج	33	علاماتِ ایمانِ کامل	52
آپ کی 12 ماہ کی کارکردگی	35	اخلاص	54
دیدارِ مصطفےٰ کی تڑپ	36	رِیاکار کا انجام	56
ماں سے آخری ملاقات	37	علم وعمل کا پیکر	57

علم و عمل کی اہمیت	58	صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال	84
بے عملی کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ	59	بردباری و درگزر کی اعلیٰ مثال	85
		امیر اہلسنت کی بردباری	86
نیکی کی دعوت کون دے؟	60	خود اعتمادی	89
سنتوں کا پیکر	64	معاملہ فہمی	91
جدت پسند مبلغین کیلئے مدنی پھول	66	سونے چاندی سے زیادہ حسین نصیحتیں	92
ولولہ و جذبہ	67		
نیکی کی دعوت اور امیر اہلسنت	68	گرم لوہے پہ چوٹ کاری ورنہ بیکاری	94
نیکی کی دعوت میں استقامت	71		
ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند	72	معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں	95
		مُخاطَب کون ہے؟	96
حصولِ استقامت کا ذریعہ	74	مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھنا	96
اَمیر اَہلسنّت اور عُلَمائے اہلسنّت	75	مخاطب کی حیثیت و مرتبہ کا خیال رکھنا	98
اغیار کی پیروی سے اجتناب	77		
اذان کی ابتدا	77	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا	100
خوش اخلاقی	79		
نرم مزاجی	79	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش	102
تم سے بہتر، مجھ سے بدتر	80		
خندہ پیشانی	81		
نفرت محبت میں بدل گئی	82	شکوک و شبہات دور کرنا	104
صبر و تحمل اور بردباری و درگزر	83	اعلیٰ حضرت کی غیر مسلم پر	105

اِنفرادی کوشش		اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں	131
نیکی کی دعوت کیسی ہے؟	109	اللہ کا وعدہ	134
مجھے گناہ کی اجازت دیجئے	110	سیّدُنا ابو دَرْدَا اور گھر کا مدنی ماحول	134
سَیِّدُنا مُصْعَب بِن عُمَیر کے دیگر اوصافِ حمیدہ	112	سیدنا ابو دَرْدَاء کی شہزادی کی شادی	135
		لڑکا کیسا ہونا چاہیے؟	136
زُہد و تقویٰ	112	سَیِّدَتُنا اُمِّ دَرْدَاء کی دنیا سے بے رغبتی	137
بارگاہِ رسالت میں پذیرائی	113		
اخلاقِ حمیدہ کی گواہی	115	مدنی ماحول کی بہار	139
بدر و اُحد میں شرفِ علمبرداری	116	سیّدُنا ابو دَرْدَاء کا شوقِ عبادت	142
آقا پر جان قربان کر دی	118	شوقِ عبادت میں ترکِ تجارت	142
جان دیدی مگر پرچم اسلام پر آنچ نہ آنے دی	119	سیّدُنا ابو دَرْدَاء کی دنیا اور مالِ دنیا سے بے رغبتی	144
باہمت زوجہ	121	جن کا مال انہی پر وَبال	149
قاتل کی عبرتناک موت	124	بھلائی کس میں ہے؟	149
تکفین	124	سیّدُنا ابو دَرْدَاء کی مال سے نفرت	150
تدفین	125	اصلاحِ امت کا جذبہ	150
انمول درس	126	دعوتِ اسلامی اور اصلاحِ امت کا مدنی جذبہ	151
سیرت ابو دردا	128		
سیرت ابو دردا	129	سیدنا ابو دَرداء اور نیکی کی دعوت کا جذبہ	154
دُرود شریف کی فضیلت	129		
سِیرَتِ سیّدُنا اَبُو دَرْدَاء	130	دنیا ہلاک و برباد کرنے والی ہے	159

قومِ عاد کے ترکہ کی قیمت	161	ایمان کی حلاوت	181
ویران عمارتوں سے عبرت	162	گنہگار سے نہیں، گناہ سے نفرت	181
اصلی گھر	162	مَدَنی محبوب کی زلفوں کا اسیر	183
پُل صراط سے گزرنے والوں کے مختلف انداز	164	سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کے نیکی کی دعوت پر مشتمل دو مکتوب	185
سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کا خوفِ آخرت	165	مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطّاریہ	188
لمحہ بھر غور و فکر کرنے کی فضیلت	166	سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کی کرامات	191
روزِ آخرت سب سے زیادہ خوف والی بات	166	سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کی دعا	192
		بے مثال جنتی نعمتیں	193
کوئی صبح جاتا ہے تو کوئی شام	169	عشقِ رسول	195
سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کی تین محبوب چیزیں	169	عشقِ رسول	196
		درود شریف کی فضیلت	196
سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کے نزدیک عالم کون؟	171	آزادی ٹھکرانے والا غلام	196
		شمعِ رسالت کے پروانے	199
سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کی علم سے محبت	174	مَحَبَّتِ رسول اصلِ ایمان ہے	200
سیِّدُنا ابو دَرْدَاء اور نیکی کی دعوت	175	محبتِ رسول خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے	202
"نیکی کی دعوت" کے (10) حروف کی نسبت سے سیِّدُنا ابو دَرْدَاء سے منقول (10) مدنی پھول	177	سَیِّدُنا صدّیقِ اکبر عاشقِ اکبر ہیں	204
		صدّیق کیلئے ہے خدا اور رسول بس	206
سیِّدُنا اَبُو دَرْدَاء کی نیکی کی دعوت سے محبت	181	فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول	209
		آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا	209

آقا سے پہلے طواف نہ کیا	211	بد عقیدگی سے توبہ	245
آقا کا نام نہیں مٹاؤں گا	213	گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے	248
غزوۂ اُحد کے جانثار صحابہ	215	گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے	249
مَحبَّت کے اسباب	217	دُرود شریف کی فضیلت	249
(1) حُسن و جمال	218	ابولہب کی گستاخی	249
(2) علم	220	ابولہب کون تھا	252
(3) جُود و سَخا	222	ابولہب کا عبرت ناک انجام	254
(4) زُہد و تقویٰ	223	ابولہب کی بیوی کا انجام	255
(5) شفقت و رحم دلی	225	نامۂ مبارک بنام شاہِ فارس کسریٰ	257
(6) حُسنِ اَخلاق	226	محبوبِ خدا کو تکلیف دینے والے پر لعنت	262
مَحبَّت کی علامات	228		
(1) اطاعت و اتّباع	228	عتیبہ کو شیر نے پھاڑ ڈالا	263
اتّباعِ رسول اور امیرِ اہلسنّت	230	استہزا کرنے والوں کا انجام	264
(2) تعظیم و تکریم	232	عامر بن طفیل کا واقعہ	267
(3) کثرتِ ذکر	234	کیا گستاخ کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے؟	270
(4) شوقِ دیدار	236		
(5) محبوب کے دوستوں سے محبت	237	اللہ کی خاطر انتقام	271
		کیا شرعی حدود انسانیت پر ظلم ہیں	272
ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ	239	معاشرتی امن سے مُتعلّق 4 فرامینِ خداوندی	273
سادات کے لئے دوگُنا حصہ	240		
(6) محبوب کے دُشمنوں سے نفرت	242	انسانیّت کے حقیقی دُشمن	274

فقہا کی نظر میں گستاخ کا حکم	276	دُرود شریف کی فضیلت	300
حجاز کے سوداگر کی عبرتناک موت	279	دورِ اسلاف اور طرزِ تجارت	300
عاشقِ رسول کی غیرتِ ایمانی	281	مَعِیشت کا آغاز	302
ناموسِ رسالت کا نابینا محافظ	281	طلبِ حلال ایک فریضہ ہے	304
سزا دینے کا اختیار کس کو ہے؟	283	کسب کی ترغیب پر مشتمل 5 فرامینِ خداوندی	304
گستاخ کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے؟	284	جستجوئے روزگار کی عظمت	305
گستاخانِ رسول ایک بار پھر متحرک	286	کسب کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامینِ مُصطفٰے	306
گستاخِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے	288	انبیائے کرام کے پیشے	307
سرکار کا عاشق بھی کیا داڑھی منڈاتا ہے؟	289	تاجر کو کیسا ہونا چاہئے؟	309
		دین خیر خواہی کا نام ہے	310
گستاخانِ رسول کی تہذیب کا بائیکاٹ	290	بے مثال خیر خواہی	311
		دیانتداری کی اعلیٰ مثال	312
عزّت کا تاج	292	لمحۂ فکریہ	313
عمامہ شریف کے آٹھ فضائل	293	بہت بڑی خیانت	314
اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی	294	رزق کا ضامن کون؟	316
مَن عاشق اور تن گستاخ	295	تجارت اور صحابہ کرام کا معمول	318
غیر مسلم کا قبولِ اسلام	297	﴿1﴾ عیب دار چیز بکنے پر ردِّ عمل	319
اللہ والوں کا اندازِ تجارت	299	﴿2﴾ دیانتدار تاجر	320
اسلاف کا اندازِ تجارت	300	ذرے ذرے کا حساب	322

سب سے مالدار صحابی کے حسابِ قیامت کا احوال	322	معیشت کی تباہی میں سُود کا کردار	342
		سُود کا اُخروی نقصان	343
مالداروں کیلئے لمحۂ فکریہ	324	سُود کی مذمت میں 4 احادیثِ مُبارکہ	345
مال و دولت کے متعلق اچھی اچھی نیتیں	324	جیسی غذا ویسے کام	347
کسبِ حلال کیلئے علمِ دین ضروری ہے	326	لقمۂ حرام قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ	348
		لقمۂ حرام قبولیتِ اعمال میں رکاوٹ	348
مکتوب امیر اہلسنّت	327	میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟	350
اجارہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے	328	رزق میں برکت کے روحانی علاج	352
ہماری بداعمالیاں اور معاشی بحران	333	اسلام میں نظریۂ زکوٰۃ	353
تنگ زندگانی کی وجہ	335	زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمتیں	355
ایک وسوسے کا جواب	338	تعارف دعوتِ اسلامی	356
معاشی خوشحالی کا حسین دور	340	چند شعبہ جات کے اخراجات	358
معاشی خوشحالی کی وجہ	340	زکوٰۃ کون لے سکتا ہے؟	360
معاشی بحران کا سبب	341	ماخذ و مراجع	365

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علما و مشائخ“ کے 10 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 10 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عَمَلِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم** (5) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃُ اللہِ علیہ پڑھوں گا۔ (6) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (7) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (8) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (9) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (10) اس روایت عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[2] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں بیان کردہ باتیں دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا۔

---

1 معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
2 حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

پیشِ لفظ

وعظ و نصیحت اگرچہ دو الگ الگ لفظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر ان سے حقیقت میں کیا مراد ہے، اس میں انتہائی معمولی سا فرق ہے، مثلاً وعظ سے مراد خیر کی ایسی باتیں یاد دلانا ہے جن سے دل نرم پڑ جائے اور ایک قول کے مطابق وعظ ایسی بات کی طرف راہ نمائی کرنے کو کہتے ہیں جو بطریقۂ رغبت وڈر اصلاح کی طرف بلائے۔[1] جبکہ نصیحت کا لفظ خلوص و عبرت کے لیے بھلائی کی بات بتانے اور نیک صلاح مشورے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔[2] جیسا کہ شفا شریف میں ہے کہ جس شخص کو نصیحت کی جارہی ہو، اس کی مکمل بھلائی اور خیر خواہی کے ارادے کو نصیحت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[3]

وعظ و نصیحت کا مقصود چونکہ دوسروں کی اصلاح ہوتا ہے، لہٰذا اگر دیکھا جائے تو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوتِ اسلامی کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت پر مشتمل پر اثر بیانات بھی ہیں، یہ بیانات کرنے والے مبلغین اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کے سرخیل و سردار عظیم مبلغ اسلام، سچے عاشق رسول و پابندِ سنت، با عمل و با کردار، صاحبِ فراست و معاملہ فہم، حاضر جواب و حاضر دماغ، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جہاں دیدہ شخصیت دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِّلُہُ العالی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

نگرانِ شوریٰ کے بیانات تنظیمی طور پر کس قدر اہمیت کے حامل ہیں، ان کے متعلق بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے یہ ارشادات پڑھ لیجئے:

☆ نگرانِ شوریٰ کے بیانات انقلابی ہوتے ہیں۔[4] ☆ نگرانِ شوری کے کئی انقلابی بیانات ہیں،

---

1. تفسیر خازن، پ 11، سورہ یونس، تحت الآیۃ: 57، 2/448
2. اردو لغت کبیر، 20/73 ماخوذاً
3. کتاب الشفا، 2/28
4. ۷ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بمطابق 29 نومبر 2014ء بعد عشاء مدنی مذاکرہ

ان کو عام کیجئے اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] ☆ اللہ پاک کی رحمت سے نگرانِ شوریٰ کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے۔[2]

نگرانِ شوریٰ کے بیانات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تقریباً 2009 یا 2010 میں دعوتِ اسلامی کی کے شعبہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے نگران اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العَالی کے حکم پر بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام تدریسی و دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر یہ ذمہ داری اٹھائی اور صرف تین چار سالوں میں ہی تقریباً 19 کتب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گئے۔ پھر دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا تو اسلامک ریسرچ سنٹر کے چند ذمہ داران بالخصوص مولانا سید عمران اختر شاہ صاحب نے اس علمی ذخیرے میں چند رسائل کا مزید اضافہ کیا اور پھر یہ کام جزوی طور پر تعطل کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اب پھر اگست 2024 کو یہ اہم کام دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا تو سابقہ کاموں کو مجلد شکل میں لانے کی ذمہ داری اس بار بھی مجھے عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو عارضی طور پر موقوف کر کے تمام شائع شدہ کتب و رسائل کا جائزہ لے کر فوری کام کا آغاز کر دیا۔ نگرانِ شوریٰ کے بیانات کا ایک مجموعہ چونکہ **رسائل دعوتِ اسلامی** کے نام سے اور دوسرا **اسلامی شادی** کے نام پہلے ہی شائع ہو چکا ہے، لہٰذا اب ان تمام کتب و رسائل کو کل سات جلدوں میں لانے کا فیصلہ ہوا، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلد نمبر 1:

☆ فیضانِ مرشد ☆ احساسِ ذمہ داری ☆ جنت کی تیاری
☆ وقفِ مدینہ ☆ مدنی کاموں کی تقسیم ☆ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
☆ مدنی مشورے کی اہمیت ☆ تعارف دعوتِ اسلامی

---

[1] ۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمطابق 28 اکتوبر 2014ء کے مدنی مذاکرہ

[2] ۱۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق 11 اکتوبر 2014ء عشاء بعد مدنی مذاکرہ

جلد نمبر2:

☆علم و علما کی شان ☆جامع شرائط پیر ☆پیر پر اعتراض کرنا منع ہے
☆کامل مرید ☆پیارے مرشد ☆علما پر اعتراض منع ہے
☆یہ وقت بھی گزر جائے گا

جلد نمبر3:

☆موت کا تصور ☆شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆غیرت مند شوہر
☆بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆بیٹی کی پرورش ☆بیٹے کی وصیت ☆صدقے کا انعام

جلد نمبر4:

☆صحابی کی انفرادی کوشش ☆سیرت ابو درداء ☆عشق رسول
☆گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے ☆اللہ والوں کا انداز تجارت

جلد نمبر5:

☆سود اور اس کا علاج ☆برائیوں کی ماں ☆گناہوں کی نحوست
☆فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

جلد نمبر6:

☆مقصد حیات ☆ایک زمانہ ایسا آئے گا ☆ہمیں کیا ہو گیا ہے
☆ایک آنکھ والا آدمی ☆جنت کا راستہ

جلد نمبر7:

☆اسلامی شادی

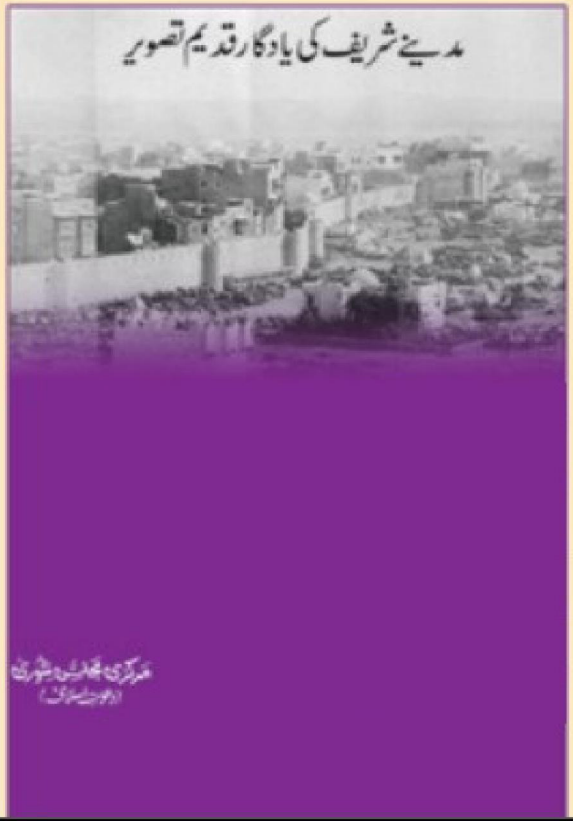
شیر عطار نگرانِ شوریٰ پر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے صدقے نور کی برسات ہو اور آپ کے فیوضات سے دنیا یونہی فیض یاب ہو۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ابو الابصار ابرار اختر القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین (دعوتِ اسلامی)

مدینے کے پہلے مبلغ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت
کے نایاب مدنی پھولوں پر مشتمل فکر انگیز بیان

صحابی کی انفرادی کوشش



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

صحابی کی انفرادی کوشش ①

دُرُود شریف کی فضیلت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی اِدارے **مکتبۃ المدینہ** کے مطبوعہ 50 صَفحات پر مشتمل رسالے ''**جنّتی محل کا سودا**'' میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے درودِ پاک کی یہ فضیلت نقل فرمائی ہے کہ مالکِ خُلد و کوثر، شاہِ بحر و بر، مدینے کے تاجور، انبیا کے سَرْوَر، رسولوں کے افسر، رسولِ انور، محبوبِ داوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہَم ملیں اور مُصافَحہ کریں اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

① .....مبلغ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے یہ بیان ذو القعدۃ الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر 2007ء کو اورنگی ٹاؤن باب المدینہ کراچی میں تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے تربیتی اجتماع میں فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔[1]

شمعِ رسالت کا پروانہ

عرب شریف کے جو بے وَقعت ذرّے نورِ مصطفےٰ سے منور ہو کر آسمانِ رُشد و ہدایت کے روشن ستارے بنے ان میں **بنی عبد الدار** کے ایک **مُتَمَوِّل** گھرانے میں پیدا ہونے والا وہ حسین وجمیل نوجوان بھی تھا جس کے پیدا ہوتے ہی مسرت وشادمانی نے گویا اس گھر میں ڈیرے ڈال لئے تھے، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، مال ودولت کی فراوانی تھی، والدین اپنے اس نورِ نظر کو دنیا کی ہر آسائش فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے، ماں خُنَاس بنت مالِک اور باپ عُمَیر بن ہاشِم کو اپنے لختِ جگر کے سوا کچھ سُجھائی ہی نہ دیتا تھا۔ ماں باپ کی آنکھوں کے اس نور نے ناز ونَعَم (عیش وعشرت، لاڈ پیار) میں پل بڑھ کر جب جوانی کی حُدود میں قدم رکھا تو ناز واَدا کا عالَم یہ تھا کہ جو دیکھتا بس دیکھتا رہ جاتا، اس لئے کہ اس دُرِّ نایاب[2] کا لَبادہ ایسا ہوتا جو مکہ کے کسی فرد کا نہ ہوتا، خوشبو میں ایسے بسا ہوتا کہ جدھر سے گزرتا راہیں مُعَطّر ہو جاتیں اور گزرگاہیں بھی اس کے گزرنے کی

---

[1] .....مسند ابی یعلی، الحدیث: ۲۹۵۱، ج۳، ص۹۵

[2] .....یعنی ایسا قیمتی موتی جو انتہائی کمیاب ہو، عام طور سے میسر نہ آئے یا جو بڑی زحمتوں سے دستیاب ہو

گواہی دیتیں۔ [1]

زندگی کے شب و روز عیش و عشرت کے گلستاں کی بہاروں سے خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے گزر رہے تھے کہ ایک دن اچانک نازونعم کے اس پَرْوَرْدَہ (پَر۔وَر۔دَہ، یعنی پلے ہوئے) نوجوان کی سَماعَت و بَصارَت شدید متاثر ہوئی جب اس کی نگاہ عرب کے ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی اور اس کے کانوں میں پیغامِ الٰہی کی آواز تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگئی۔ ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک ہی جھلک دیکھ کر اسے اپنی کم مائیگی (کم حیثیت ہونے) کا احساس ہوا اور اس کا حُسن ماند پڑ گیا۔ ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ حضرتِ سیِّدنا حَسّان بن ثابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ماہِ مبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسن و جَمال کا تذکِرہ کرتے ہوئے کچھ یوں فرمایا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

آپ سے بڑھ کر حسین آج تک میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں

اور آپ سے زیادہ خوبصورت تو کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ کو آپ کی
مرضی ومنشا کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَحْمٰن نے بھی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسْن و جَمال کو ان الفاظ میں کیا خوب بیان کیا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

پس یہ نوجوان فوراً دارِ ارقم میں مالکِ جنّت، سَراپا رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے دولتِ ایمان سے سرفراز ہو کر اپنا مقدّر سنوار لیا۔ پھر اپنے ایمان کی ضیاباریوں (روشنیوں) کو مزید دوام بخشنے کے لئے سرورِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیا۔ وہ نوجوان خوب جانتا تھا کہ جس معاشرے کا وہ حصّہ ہے وہ کُفر وشِرک کی گہری دلدل میں غرق ہے لہٰذا جن لوگوں کے قُلوب وآذہان ابھی تک نورِ اسلام سے منور نہیں ہوئے جب وہ دینِ حق کے حُسْن وکَمال کو سمجھ نہ پائیں گے تو وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بحرِ جَہالَت کی اَتھاہ گہرائیوں میں لے ڈوبیں گے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے دوسروں سے اپنا مسلمان ہونا مخفی رکھا اور چھپ چھپ

کر دِرِاقدس کی حاضری جاری رکھی۔[1]

آشوبِ چشم کے مریض

ایک دن کسی[2] نے اس نوجوان کو بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز دیکھا تو فوراً جا کر اس کے والدین کو خبر دی کہ ان کے بیٹے نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔[3] والدین کی آنکھوں پر چونکہ کُفر کی پٹّی بندھی تھی اور دل شِرک کے دَبِیز غِلاف (موٹے پردے) میں لپٹا ہوا تھا اور وہ طُلوعِ سحر کی پرنور کرنوں کو دیکھنے اور دعوتِ حق سمجھنے سے بے بہرا تھے، لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ بیٹے کی محبت میں اتنی آسانی سے اسلام کی حقّانیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے؟ اور اگر ایسا کر بھی لیتے تو یقیناً انہیں رَؤسائے قُریش (قریش کے سرداروں) کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑتا۔ چنانچہ والدین نے اپنے بیٹے کو قُریش کی تکالیف سے بچانے کے لئے گھر میں ہی قید کر دیا کیونکہ وہ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اور نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کے بیٹے کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے، اس لئے کہ وہ اس کے ماتھے کی شِکن تک برداشت نہ کر سکتے تھے تو اسے خون میں لَت پَت کیسے دیکھ سکتے تھے؟ یہ نوجوان ہی تو ان کی امیدوں کا سہارا اور آنکھوں کا تارا تھا، اس کی ایسی کونسی خواہش تھی جو

---

[1] ..... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

[2] ..... یہ حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہ کیا تھا۔

[3] ..... الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، الرقم ۲۵۶۲ مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۳۷

انہوں نے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچائی ہو۔ یہ صبح بستر سے اٹھتا تو ماں اپنے لختِ جگر کے لئے من پسند ناشتہ اس کے اٹھنے سے پہلے اس کے سرہانے رکھ دیتی جس کی بھینی بھینی خوشبو اسے بڑی پسند تھی[1] اور اب حال یہ ہے کہ والدین نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر اپنے لختِ جگر کو اندھیرے کمرے میں قید کر دیا ہے اور ہر طرح اس کوشش میں مگن ہیں کہ کسی طرح ان کا لختِ جگر دن کے اجالے سے دور رہے۔ درحقیقت آشوبِ چشم کی دائمی بیماری (یعنی کفر وشرک) نے اس نوجوان کے والدین کو اندھیرے کا عادی بنا رکھا تھا، ان کی آنکھیں سورج کی روشنی برداشت نہیں کر سکتی تھیں اور یہ نادان اپنے تندرست لختِ جگر کو بھی اپنی طرح آشوبِ چشم کا مریض جان کر روشنی سے بچا رہے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جگر گوشہ جن کے دامنِ کرم سے وابستہ ہے وہ تو طبیبوں کے طبیب، ربّ ذوالجلال کے حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قید و بند کی صُعوبتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیوانے کی دیوانگی میں کمی کے بجائے مزید اضافے کا باعث بنیں کیونکہ

---

[1] ……الروض الانف، مصعب بن عمیر ووفد العقبۃ، ج ۲، ص ۲۵۲

وہ پروانہ جانتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں جس ہستی کے جَمالِ جہاں آرا (دنیا کو آراستہ کرنے والے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسن و جمال) کی صورت بسی ہوئی ہے اس میں حُسن اور جَمال وزیبائی کی تمام دل ربائیاں خالق نے جمع فرمادی ہیں تاکہ جو بھی دیوانہ اس بارگاہِ جمال میں آئے تو ایسا کھو جائے کہ بس یہیں کا ہو کر رہ جائے۔

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

محبتوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں

جب شمعِ توحید و رسالت کے پروانوں پر کُفر و شِرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے اہل مکہ کا ظُلم وسِتَم حد سے بڑھنے لگا اور تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ملاحظہ فرمایا کہ ان مَظالِم میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے، سنگدل ظالموں کو ذرا ترس آتا ہے نہ کسی دوسرے شخص میں رحمت وشفقت کا جذبہ بیدار ہوکر توحید کے اِن نام لیواؤں کی نجات کا باعث بنتا ہے اور نہ خود مسلمانوں میں اتنی سکت ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی دادرسی (چارہ سازی) کرسکیں تو آپ کی اجازت سے مشرکین مکہ کی شرانگیزیوں سے تنگ آکر ظلم وستم کی اس بستی سے ہجرت کرکے جب آپ کے جانثار غلاموں کا

ایک قافلہ سوئے حبشہ روانہ ہونے لگا تو مکے کا یہ حسین نوجوان بھی والدین کی محبت اوران کی یادوں سے ناطہ توڑ کر سوئے حبشہ چل دیا اور والدین کی بے پناہ محبت بھی اس کے پاؤں کی زنجیر نہ بنی۔ [1]

اس نوجوان کی ماں پہلے ہی بیٹے کے قبولِ اسلام کے سبب دل برداشتہ تھی اس کے لئے بیٹے کی جدائی کی یہ خبر بجلی گرنے سے کم نہ تھی۔ چنانچہ اس نے قسم کھا لی کہ اپنے نورِ نظر کی واپسی تک کچھ کھائے گی نہ پیے گی، رات دن کھلے آسمان تلے پڑی رہے گی یہاں تک کہ جگر کے ٹکڑے کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آخر کار بھوک پیاس کی شِدّت پر تیز دھوپ نے کاری ضرب کا کام دکھایا اور اس پر بے ہوشی کی حالت بار بار طاری ہونے لگی تو اس کے دوسرے بیٹے والدہ کے منہ میں قطرہ قطرہ پانی ڈالتے رہے تاکہ کہیں اس کا دم ہی نہ نکل جائے۔ [2]

اس نوجوان کی اِستِقامت پر ہزاروں جانیں قربان! ماں بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی مگر اسلام کی محبت کچھ اس طرح اس نوجوان کے دل میں سَمائی کہ اس کے سامنے تمام محبتیں ہیچ ہوگئیں اور ماں کی ساری شفقتیں بُھلا کر اس نے صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کو اپنے دل میں بسا لیا کہ جو ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندے پر شفقت فرمانے والا ہے۔

---

[1] .....اسد الغابة، الرقم ۴۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۰

[2] .....الروض الانف، مصعب بن عمیر ووفد العقبة، ج ۲، ص ۲۵۲

ماں بیٹے کی فطری محبت سے انکار ممکن نہیں مگر یہ نوجوان کمالِ ایمان کے جس درجے پر فائز ہو چکا تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس نوجوان نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ خوشبودار "**لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن**۔[1] یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں" پر عمل کر کے شمعِ رسالت کے پروانوں کے لئے محبت کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جس کے نُقوش تاریخ کے اَوراق میں سُنہری حُروف سے لکھے ہوئے ہیں۔

اک قیس کو لیلیٰ نے مجنوں بنایا تھا
تم نے تو جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

وطن واپسی اور دوبارہ ہجرت

بعثت کے پانچویں سال رَجَبُ الْمُرَجَّب میں جب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں بارہ مَردوں اور چار عورتوں پر مشتمل یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو حبشہ کے بادشاہ نَجاشی نے راہِ خدا کے ان مُسافروں کی خوب خیر خواہی فرمائی اور یہ تمام لوگ آزادی سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے

---

[1] ……بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، الحدیث ۱۴، ج ۱، ص ۱۵

لگے۔ ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ انہوں نے یہ افواہ سنی: **اہلِ مکّہ نے اسلام کی حقّانیت کو تسلیم کرلیا ہے اور اب مکہ میں مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں۔** وطن سے دور مہاجرین کو یہ خبر بڑی روح اَفزا محسوس ہوئی۔ چنانچہ یہ سن کر حُسنِ مُصطَفٰے کے شیدائی خود پر قابو نہ رکھ سکے اور دیدارِ نبی کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے کے لیے فوراً بعض نے واپسی کی راہ لی اور بعض حتمی اطلاع کے انتظار میں وہیں رکے رہے اور جب راستے میں ہی انہیں حقیقت معلوم ہوئی تو بعض واپس چلے گئے اور بعض نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد میں تڑپنے والے دیوانوں نے جدائی کی اذیتوں کو برداشت کرنے پر مکہ والوں کے ظلم وستم سہنے کو ترجیح دی اور آخر مکہ مکرمہ پہنچ گئے، ان واپس آنے والوں میں یہ حسین نوجوان بھی تھا۔ [1]

مکہ پہنچنے پر کفارِ مکہ نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا اور یوں ظلم وستم کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ چنانچہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ اپنے جانثاروں کو حبشہ جانے کا حکم دیا اور اس طرح یہ حسین نوجوان پھر اپنے آقا کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے 82 یا 83 مردوں اور

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

شرح الزرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۵۰۳ وج ۲، ص ۱۶

18 عورتوں کے قافلے میں شریک ہو کر سوئے حبشہ روانہ ہو لیا۔[1] کُفّارِ مکّہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں خوش وخرم زندگی بسر کر رہے ہیں تو گویا ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے، انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح مہاجرینِ حبشہ کی خوشیوں میں زہر کی آمیزش کی جائے مگر ان کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ البتہ! بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے زیادہ دیر تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی برداشت نہ ہو سکی اور وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے، ان لوٹنے والوں میں یہ خوش نصیب حسین نوجوان بھی تھا۔

مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ

کُفّارِ مکّہ کے روز بروز بڑھتے ہوئے ظُلم وستم سے تنگ آ کر مسلمان ایک ایسی سرزمین کی ضرورت شدّت سے محسوس کر رہے تھے جو کفار مکہ کی ریشہ دوانیوں (فتنہ انگیزیوں) سے نہ صرف تمام مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ کا کام دے بلکہ اسلام کا اولین مرکز بننے کی بھی صلاحیت رکھتی ہو۔ چنانچہ جب اس سرزمین میں نورِ اسلام کی کرنیں پہنچیں کہ جسے عنقریب **دَارُ الْهِجْرَت، مَدِیْنَۃُ النَّبِی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مدنی مرکز بننے کا شرف حاصل ہونے والا تھا

---

[1] ……المواھب اللدنیہ، باب ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۳۲

تو وہاں کے رہنے والوں نے بیعت عقبۂ اُولیٰ کے بعد ہادیِ برحق صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں یہ درخواست پیش کی کہ کوئی ایسا **مُبَلِّغ** ان کے ہاں بھیجا جائے جو نہ صرف ان کے علاقے میں اسلام کی دعوت عام کرے بلکہ لوگوں کو قرآنِ کریم کی تعلیمات سے بھی آراستہ کرے۔

مدینہ والوں کو چونکہ ایک ایسے باصلاحیت **مُبَلِّغ** کی ضرورت تھی:

- ..... جو اپنی خداداد صلاحیتوں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بدولت انتہائی کم عرصے میں اسلامی انقلاب برپا کردے۔
- .....جس کی زبان کی شیرینی اور کردار کا حُسن غیر مُسلِموں کے پتّھر دلوں کو پگھلا دے۔
- ..... جو کُفّار کے منہ سے نکلے ہوئے تُرش اور زہریلے تیروں کا جواب اس طرح مسکراتے ہونٹوں سے دے کہ بولے تو رس گھولے۔
- .....جس کی نگاہوں میں دنیاوی مال ومتاع کی حیثیت گھاس کے تنکے کے برابر بھی نہ ہو۔
- .....جو آزمائش کی بھٹّی سے کُندَن بن کر نکلا ہو۔
- .....جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف عشقِ مصطفٰے ہو۔
- ..... جو دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

مدینہ منورہ میں جلوہ گری سے پہلے جانبازوں کا ایک ایسا ہَراوّل دستہ تیار کرے جس کے فلک شگاف نعرے سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوجائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ نبوت نے اس عظیم مشن کے لئے اپنے جس جانثار کا انتخاب کیا وہ بنوعبدالدار کا یہی حسین نوجوان تھا [1] جس نے اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں عیش وعشرت کی زندگی کو ٹھکرا دیا تھا۔

یہ منتخب نوجوان کون تھا؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ نگاہِ مصطفےٰ کو بھا جانے والا یہ نوجوان کون تھا؟ تو جان لیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر سونے کی سیج کو ٹھکرانے والے اس خوش نصیب نوجوان کو آج ساری دنیا حضرت سَیِّدُنا ابو **عبد اللہ مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے جانتی و پہچانتی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار اُن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور **اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن** (یعنی سبقت لے جانے

---

[1]……معرفۃ الصحابۃ، الرقم ۲۷۲۴، مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۲۵۷

والے سب سے پہلے مسلمان ہونے) کا لقب پایا۔ [1]

حسب ونسب

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب یہ ہے: **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر بِنْ هَاشِم بِن عَبد مَنَاف بِن عَبد الدَّار بِن قُصَیّ بن كِلاب بِن مُرَّة القرشی العبدری**۔ اس لحاظ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسب میں دہری نسبت حاصل ہے۔ پہلی یہ کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے خاندان **بنی عبد الدار** سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرورِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والدہ ماجدہ کی جانب سے چوتھی پشت میں جا ملتے ہیں اور دوسری نسبت یہ حاصل ہے کہ والد ماجد کی جانب سے پانچویں پشت میں **قُصَیّ بن كِلاب بِن مُرَّة** پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب مبارک سے جا ملتا ہے۔

ازواج واولاد

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکارِ والا تبار، ہم

---

[1]..... اسد الغابة، الرقم ۴۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۰

بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک نسبت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جَحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی اُمیمہ بنتِ عبدُ المُطّلب کی بیٹی اور ام المومنین حضرت سیدتنا زینب بنت جَحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہن ہیں۔ اوران سے آپ کی زینب نامی ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی۔ ①

بطورِ مبلغ انتخاب

جس سرزمین کو عنقریب **دارُ الھجرت** اور **مدینۃُ النبی** بننے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز اسلام بننا تھا۔ وہاں ضرورت اس امر کی تھی کہ اس سرزمین پر اسلام کی دعوت اس منظم انداز میں عام کی جائے کہ جب محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جانثاروں کے ساتھ یہاں جلوہ افروز ہوں تو نہ صرف اس سرزمین پر کُفر وشرک کے اثرات مٹ چکے ہوں بلکہ ہر طرف توحید ورسالت کے پرچم لہرا رہے ہوں۔ چنانچہ ان تمام مَقاصِد کے حُصول کے لیے سرورِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت سے جلیلُ القدر، عظیم المرتبت اور جہاں دیدہ وعمر رسیدہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی میں

---

① ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

تاریخ مدینہ دمشق، ج ۴۳، ص ۵۰۷

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جو انتخاب فرمایا وہ کئی وجوہات کی بنا پر ہر طرح موزوں ومناسب تھا۔

وجوہات

❁..... آپ کا تعلق جس خاندان سے تھا وہ پورے عرب میں علمبردارِ قُریش ہونے کی حیثیت سے اپنی ایک مخصوص پہچان رکھتا تھا۔ گویا سرورِ دو جہاں نے آپ کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے پہلے مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا پرچم لہرا دیں۔

❁.....اہل مدینہ کو کسی ایسے **مُبَلِّغ** کی ضرورت تھی جس پر اَوس وخَزْرَج کے تمام لوگ متفق ہو جائیں اور ایسا اسی صورت میں ممکن تھا کہ وہ حَسَب ونَسَب کے اعتبار سے اعلیٰ ہو اور بلاشبہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس معیار پر پورا اترتے تھے۔

❁..... اسلام کی دعوت عام کرنے والے کے لیے ضروری تھا کہ وہ خوش اَخلاق، بردبار، صاحبِ حکمت اور صبر کرنے والا ہو۔ اگر پہلی مرتبہ نیکی کی دعوت کارآمد نہ ہو تو دوسری مرتبہ پیش کرے اور ہر صورت میں نرمی سے ہی کام لے کیونکہ جسے نیکی کی دعوت دی جائے گی وہ نفس وشیطان

کی قید میں ہوگا۔ پس **مُبَلِّغ** کو چاہئے کہ ہر صورت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اختیار کرے یہاں تک کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اِذن سے نفس وشیطان پر غالب آ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اور یہ تمام اوصاف حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میں پائے جاتے تھے، کیونکہ کُفّارِ مکّہ کے ظُلم وسِتَم کی بھٹّی نے زمانہ جہالت کے ہر قِسم کے میل کچیل کو ان سے دور کر کے انہیں کُندَن بنا دیا تھا۔

❁.....دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی موجودگی کے باوجود محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ انتخاب کے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ٹھہرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دیارِ غیر میں تبلیغ دین کے لیے جن مشکلات کا سامنا ممکن تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے نبرد آزما ہونے کا بخوبی تجربہ رکھتے تھے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہجرتِ حبشہ کے دوران اپنے وطن سے دور رہ کر حاصل کیا تھا۔

❁.....اہل مدینہ کے پاس جانے والا **مُبَلِّغ** چونکہ ایسا ہونا چاہئے تھا جو علم والا ہونے کے ساتھ ساتھ علم پر عمل کرنے والا بھی ہو۔ یعنی وہ نیکیوں پر کمر بستہ ہونے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے بچنے والا بھی ہوتا کہ لوگ

جب نیکی کی دعوت دینے والے کو باعمل دیکھیں تو اس کی پیروی کرتے ہوئے برائیوں کو ترک کرنے میں جلدی کریں (کیونکہ نیکی کی دعوت دینے سے مقصود برائی کو مٹانا اور بھلائی کو پھیلانا ہے) اور اگر وہ خود ہی بے عمل ہوگا تو لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور بدستور بُرائیوں پر قائم رہیں گے۔ لہٰذا حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس معیار پر بھی پورا اترتے تھے کیونکہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے **رِضائے ربُّ الانام** کے حُصول کی خاطِر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ نیز آپ کو علم دین سیکھنے سکھانے کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے آپکو قرآنِ کریم کی بہت سی آیاتِ مقدسہ بھی زبانی یاد ہو چکی تھیں۔

❁..... **مُبَلِّغ** کے لئے چونکہ یہ بھی ضروری تھا کہ مال و دولت کی چمک دمک اس کے سامنے کوئی وَقعت نہ رکھتی ہو، تاکہ جس کو دعوت دے نہ تو اس کے مال میں لالچ کرے اور نہ ہی اس کی خوشامد و چاپلوسی کرے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر نگاہِ انتخاب ٹھہرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مال و دولت کی آپ کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہ تھی کیونکہ جب آپ کی نگاہوں میں ماں باپ

کی بے شمار دولت کی کوئی حیثیت نہ تھی تو کسی دوسرے کے مال کی کیا پرواہ کرتے؟

❁..... **مُبَلِّغ** کو چونکہ نیکی کی دعوت دینے اور نصیحت کرنے میں کافی مشکلات پیش آسکتی تھیں چنانچہ اس کا جرأت مند ہونا بھی ضروری تھا اور اس اعتبار سے بھی حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مناسب تھے کہ بہادری و جرأت مندی آپ کی خاندانی میراث تھی۔

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الغرض ایک **مُبَلِّغ** کو جن اوصافِ حمیدہ سے مُتّصِف ہونا چاہئے تھا وہ تمام حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات میں بدرجہ اَتم پائے جاتے تھے۔ چنانچہ آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار کے اس انتخاب کی لاج کس طرح نبھائی۔

انتخاب کی لاج

پیارے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اپنے کسی جانثار کو کسی کام کے لئے منتخب فرماتے تو وہ اس

کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اپنی سعادت سمجھتا، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ جب دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابۂ کرام کی موجودگی میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتخاب ہوا تو وہ اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے فوراً سوئے مدینہ چل دیئے۔

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ 11 نبوی بمطابق 620ء کو مدینہ منورہ پہنچے اور 12 نبوی بمطابق 621ء یعنی صرف 12 ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس احسن انداز میں اسلام کی دعوت عام کی کہ مدینہ منورہ کا کوچہ کوچہ اور گلی گلی ذکرِ خدا و ذکرِ مصطفٰے کے انوار سے جگمگانے لگا۔ ہر طرف دینِ اسلام کے چرچے پھیل گئے۔ بچہ ہو یا جوان ہر ایک کے دل میں عشقِ مصطفٰے کی شمع فروزاں ہوگئی۔ پھر حج کے موسم میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ 70 انصار کا ایک مدنی قافلہ لے کر بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے اور اس طرح بیعتِ عقبہ ثانیہ میں انصارِ مدینہ کے شرکائے قافلہ کو دیدارِ مصطفٰے کی دولت پا کر صحابی ہونے کا شرف کیا ملا گویا انہیں دو جہانوں کی دولت مل گئی۔[1]

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا
فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے زباں پہ یہ کس کا نام آیا

یہ نُفوسِ قُدسیہ وہ تھے جنہوں نے مدنی قافلے کی شکل میں بارگاہِ نبوت میں حاضری کا شرف حاصل کر لیا مگر یہ اپنے پیچھے بہت سوں کو دیدارِ مصطفےٰ میں تڑپتا چھوڑ آئے تھے۔ کسی نے ان کے جذبات کی کیا خوب ترجُمانی کی ہے:

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

پس حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتخاب کی لاج رکھی اور بارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں نیکی کی دعوت کی وہ دھومیں مچائیں جو رہتی دنیا تک آنے والے مبلغین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ،

آپ کی 12 ماہ کی کارکردگی

الطبقات الکبریٰ میں ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اَوس و خَزْرَج** کے ان ستّر افراد پر مشتمل حاجیوں کے قافلے

کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے جنہوں نے بعد میں دو جہاں کے تاجْور، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت عقبۂ ثانیہ کا شرف حاصل کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گھر جانے کے بجائے سب سے پہلے شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بارہ ماہ کی کارکردگی بھی پیش کر سکیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف انصارِ مدینہ کے تیزی سے اسلام قبول کرنے کے متعلق تمام تفصیلات سے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آگاہ کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ وہ کس قدر بے تابی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جانثار کی اس بہترین کارکردگی پر حد درجہ خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کی حوصلہ افزائی و دلداری بھی فرمائی۔ [1]

دیدارِ مصطفٰے کی تڑپ

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ابھی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ہی تھے کہ کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ کو آپ کی مکہ مکرمہ آمد کے متعلق آگاہ کر دیا، ماں کا چہرہ اپنے لال کی آمد کے متعلق

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

سُن کر کِھل اُٹھا اور فوراً بیٹے کو یہ پیغام بھیجا کہ اے نافرمان! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سب سے پہلے میرے پاس آنے کے بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا ہے؟ کیا میری شفقتیں میری مہربانیاں سب کچھ بھول گیا ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیغام لانے والے سے فرمایا کہ میری ماں سے کہہ دینا: اے میری ماں! یاد رکھ! جس شہر میں سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں اور میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری باتیں سننے سے پہلے کسی اور کے پاس جاؤں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ ①

ماں سے آخری ملاقات

حُضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی تمام کارگزاری پیش کرنے کے بعد حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اجازت لے کر جب اپنی ماں کے پاس گئے تو اس نے سب سے پہلا سوال ہی یہ کیا: کیا ابھی تک تو اپنے آبائی دین سے بَرْگَشْتَہ (بَر۔گَشْ۔تَہ۔منحرف، پھرا ہوا) ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میرا اپنے آبائی دین سے کوئی

① ..... الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

تعلق نہیں بلکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دینِ حنیف یعنی اسلام پر ہوں۔ ماں بولی: کیا تجھے ذرہ بھر میری محبت کا احساس نہیں کہ میں تیری جدائی برداشت نہیں کرسکتی اور تیری یاد میں ہر لحہ تڑپا و رویا کرتی ہوں اور تو ہے کہ کبھی حبشہ چلا جاتا ہے اور کبھی یثرب [1] (مدینہ طیبہ)۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے میری ماں! تم سب گھر والے مجھے اپنے پیار کا واسطہ دیکر دین اسلام چھوڑنے کے لیے وَرغَلانا چاہتے ہو مگر یاد رکھو میں اپنے دین پر ہی قائم رہوں گا۔ ماں نے بیٹے کا یہ عزم دیکھا تو اسے پھر سے گھر میں قید کرنے کے متعلق سوچنے لگی ادھر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ماں کے ارادوں کو بھانپ گئے اور فرمایا: اے میری ماں! اگر تو نے مجھے قید کرنے کے متعلق سوچا تو دیکھ لینا کہ جو بھی میرے نزدیک آئے گا میں اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ ماں اپنے بیٹے کو بخوبی جانتی تھی کہ اس کا یہ بیٹا جب کوئی ارادہ کرلیتا ہے تو کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ چنانچہ اس کی یہ بے باکی دیکھ کر بالکل مایوس ہوگئی اور بولی: جا یہاں سے چلا جا، تیرا اس گھر سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

---

[1] ……مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب ہے لیکن اب مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۱۶)

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ ایک منجھے ہوئے مبلغ تھے چنانچہ ماں کو روتا دیکھ کر بھی ان کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا نہ ہوئی بلکہ اپنی ماں کو کُفر کے اندھیروں سے اسلام کے اُجالوں میں لانے کے لیے اس پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے کچھ یوں اسلام کی دعوت پیش کی: "اے میری ماں! یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تجھ سے محبت نہیں، میں تجھ سے بہت پیار کرتا ہوں مگر میرے اور تمہارے درمیان کفر کی دیوار حائل ہے، اے کاش! تو اس دیوار کو گرا کر یہ گواہی دیدے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔" مگر صبح نور کا اجالا دیکھنا ماں کی قسمت میں نہ تھا چنانچہ بولی: ستاروں کی قسم! میں کبھی تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی کہ میرے لوگ میری ہی رائے کی تذلیل کرنے لگیں اور مجھے کم عقل جانیں بلکہ میں تجھ سے اور تیرے دین سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لوں گی اور اپنے ہی دین پر قائم رہوں گی۔ ماں کی یہ بات سن کر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دل برداشتہ ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے اس گھر سے ناطہ توڑ کر چل دیئے۔ [1]

اس کے بعد حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ذی الحج، محرم اور صفر تین ماہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

---

[1] ..... الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

خدمت میں گزارے اور ماہِ ربیعُ النّور میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت سے بارہ دن قبل مدینہ مُنوّرہ روانہ ہوئے تا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد پر بھرپور استقبال کی تیاریاں فرما سکیں۔[1] تاریخ گواہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ منورہ آمد پر اہلِ مدینہ نے جس شاندار طریقے سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بے شک اہل مدینہ کے دلوں میں عشقِ مصطفٰے کی شمع فروزاں کرنے میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر

تبلیغ کی اہمیت وافادیت

زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی انمول نعمت ہے جس کو باقی رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بے شُمار لوازِماتِ حیات (ضروریاتِ زندگی) سے نوازا اور چونکہ انسان جسم وروح کا ایک حسین مُرکّب ہے، لہٰذا ان دونوں عَناصِر کی دیکھ بھال اور تندرستی و

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی ضروریات کے مطابق انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا۔ جسم ظاہر تھا تو اس کے لیے نعمتیں بھی ظاہری و مادّی عطا فرمائی گئیں اور رُوح ایک باطنی شے تھی تو اس کے لیے نعمتیں بھی باطنی ہی عطا فرمائی گئیں۔ انسانی جسم رُوح کے لیے ایک قید خانے کی طرح تھا، آگ، پانی، ہوا اور مٹّی سے بننے والے جسم کی بقا و صحت کے لوازِمات وضَروریات بھی انہی اشیا پر مُنْحَصِر تھے مگر یہ بہت جلد دُنیاوی بھول بھلیوں میں کھو گیا اور دنیاوی آلائشوں کا شکار ہونے کی وجہ سے روح سے غافل ہو کر بتدریج رحمتِ خداوندی سے دور ہوتا چلا گیا اور اس پر آہستہ آہستہ گمراہی و ضلالت کی دبیز (موٹی) تہیں چڑھنے لگیں چنانچہ اس جسم و روح کے رشتے کو استوار رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کچھ خاص بندے یعنی انبیا و رسل بھیجے تا کہ وہ اس خاکی پیکر (جسم) کو جسم و روح کی طہارت و پاکیزگی کے اصول و قوانین سکھائیں، اسے زندگی کی حقیقت سے روشناس کرائیں اور جینے کا اصلی ڈھنگ بتائیں تا کہ روزِ قیامت انسان یہ عُذر نہ پیش کر سکے کہ اسے پاکیزگی و طہارت اور راہِ حق و صداقت کا علم نہ تھا جس کی وجہ سے وہ آلائشِ دنیا کا شکار ہو کر گمراہی و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا ترجمۂ کنزالایمان: رسول خوشخبری دیتے
یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے

الرُّسُلِ ط (پ۶، النساء:۱۶۵) یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

رسولوں اور انبیائے کرام کا یہ سلسلہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبعوث ہونے تک جاری رہا۔ بالآخر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو وہ مکمل نظامِ حیات عطا فرمایا جو نہ صرف لوگوں کے مزاج اور ضروریات کے لیے کافی وشافی تھا بلکہ اسے رہتی دنیا تک قائم ودائم بھی رہنا تھا۔

نیکی کی دعوت

پوری دنیا کے لوگوں کی اصلاح اور ان تک نیکی کی دعوت پہنچانے کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو حکم دیا کہ جس دین کو میرے محبوب نے تم تک پہنچایا ہے اب اسے دوسروں تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 616 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''نیکی کی دعوت'' **صَفْحَہ** 30 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں کہ پارہ 4 سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 104 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۰۴)

ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **تفسیرِ نعیمی** میں اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: **اے مُسلمانو!** تم سب کو ایسا گروہ ہونا چاہیے یا ایسی تنظیم بنو یا ایسی تنظیم بن کر رہو جو تمام بَیڑھے (یعنی بگڑے ہوئے) لوگوں کو خَیر (یعنی نیکی) کی دعوت دے، کافِروں کو ایمان کی، فاسِقوں کو تقوے کی، غافِلوں کو بیداری کی، جاہِلوں کو علم و معرِفت کی، خشک مِزاجوں کو لَذَّتِ عِشق کی، سونے والوں کو بیداری کی اور اچّھی باتوں، اچھّے عَقِیدوں، اچھّے عَملوں کا زَبانی، قَلَمی، عَملی، قُوّت سے، نَرمی سے (اور حاکم اپنے محکوم و ماتَحت کو) گرمی سے حکم دے اور بُری باتوں، بُرے عقیدوں، بُرے کاموں، بُرے خیالات سے لوگوں کو (اپنے اپنے مَنصَب کے مطابق) زَبان، دِل، عمل، قَلَم، تلوار سے رَوکے۔ **مزید فرماتے ہیں:** سارے مُسلمان مُبلِّغ ہیں، سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حُکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ [1] کچھ آگے

---

[1] ..... تفسیر نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بتغیر

چل کر حضرتِ قبلہ مُفتی صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بخاری شریف کی یہ حدیثِ پاک نَقل کی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت، مَخْزَنِ جُود وسخاوت، پیکرِ عَظَمت وشرافت، مُحسنِ اِنسانیَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً** یعنی میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ [1]

میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا دوں
ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی

افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مزید فرماتے ہیں: ''اسلام میں تبلیغ بڑی اَہَم عبادت ہے کہ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے کو (یعنی اپنی ذات کو) ہوتا ہے مگر تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔'' لازِم'' (یعنی صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے والے عمل) سے ''متعدی'' (ایسا عمل جو دوسروں کو بھی فائدہ دے وہ) افضل ہے۔ (روایت میں ہے کہ) کسی نے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ بہترین بندہ کون ہے؟ فرمایا: **اللہ** تعالٰی سے ڈرنے والا، صلۂ رِحمی (یعنی رشتے داروں کے ساتھ اچّھا سُلوک) کرنے والا، اچھی باتیں بتانے والا اور بُرائیوں سے روکنے والا۔ [2]

---

[1] ……بُخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۱، ج۲، ص۴۶۲

[2] ……الزھد الکبیر للبیھقی، الحدیث: ۸۷۷، ص۳۲۷

حضرتِ سیِّدُنا حَسَن (بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی) فرماتے ہیں کہ ''جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی خلیفہ ہے، اُس کے رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا بھی اور اُس کی کتاب (یعنی قرآنِ کریم) کا بھی۔'' (حدیثِ پاک میں ہے) اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو اُن پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے اور اُنکی دعائیں قَبول نہ ہوں گی۔ [1]

امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔ امیر المومنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ [2] جیسے تبلیغ کرنا بہترین عبادت ہے ایسے ہی تبلیغ چھوڑ دینا بدترین جُرم اور چھوڑنے والا ذلیل وخوار۔ [3]

نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت کے تین بنیادی ارکان ہیں:

(۱) **دَاعِی:** یعنی دعوت دینے والا کون ہے؟

(۲) **مَدْعُو:** کس کو دعوت دی جارہی ہے؟

---

[1] ..... روح المعانی، ج ۴، ص ۳۲۶

[2] ..... تفسیرِ کبیر، ج ۳، ص ۳۱۶

[3] ..... تفسیرِ نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بِتَغَیُّر

(۳)دَعْوَت: یعنی وہ دعوت کیسی ہے؟

ان تینوں ارکان میں سب سے زیادہ اہمیت داعی کی ہے کیونکہ نیکی کی دعوت کے الفاظ خواہ کتنے ہی پرکشش کیوں نہ ہوں اگر دعوت دینے والے کا طریقِ دعوت دُرُست نہ ہو یا وہ جس کو دعوت دے رہا ہے اس کی سوجھ بوجھ کے مطابق اپنی بات سمجھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ لہٰذا مبلغ و داعی کی کامیابی اسی میں ہے کہ ہر کوئی پکار اٹھے کہ اس نے نیکی کی دعوت دینے کا حق ادا کر دیا۔ مگر ان ارکان کی تفصیل جاننے سے پہلے آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس طرح اسلام کی دعوت عام کی تا کہ ان کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں مبلغین مذکورہ ارکان کی اہمیت و اِفادِیّت وغیرہ جان کر دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا سکیں۔ چنانچہ،

انفرادی کوشش

مروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ پہنچے تھے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **قَبِیلۂ بَنی غَنَم** کے سردار حضرت سَیِّدُ نا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاں قیام فرمایا اور ان کی معاونت سے نیکی کی دعوت عام کرنے لگے۔

ایک دن حضرت سَیِّدُ نا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے معزز مہمان حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ **قَبِیْلَہ بَنُو عَبْدُ الْاَشْھَل** اور **بَنُو ظَفر** کے چند افراد پر **اِنفرادی کوشش** کرنے کے لئے گھر سے نکلے اور **قبیلہ بَنِی ظَفر** کے ایک باغ میں داخل ہوکر **مَرَق** نامی کنوئیں کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انہیں دیکھ کر نومسلم ان کے گرد جمع ہو گئے، ان سب کو اس طرح جمع دیکھ کر چند ایسے لوگ بھی بیٹھ گئے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے کہ دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔۔؟ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی پیارے انداز میں نیکی کی دعوت پیش کی، سبھی خاموش اور متوجہ ہوکر سننے لگے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اندازِ بیان سے متاثر ہونے لگے۔

سعد بن معاذ اور **اُسَید بن حُضَیر** قبیلہ **بَنِی عَبد الاَشْھَل** کے چوٹی کے سردار تھے، یہ ابھی دامن اسلام سے وابستہ نہ ہوئے تھے۔ جب انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک مکی نوجوان ہمارے قبیلے میں داخل ہوا ہے اور ہمارے لوگوں کو اسلام کی دعوت دے کر اپنے مذہب سے ہٹا رہا ہے تو سعد بن معاذ نے **اُسَید بن حُضَیر** سے فرمایا کہ جائیں اور اس نوجوان کو سمجھائیں کہ ہمارا شہر چھوڑ کر چلا جائے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** میرے خالہ زاد ہیں، اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو میں

خود ایسا کرتا۔ چنانچہ **بَنِی عَبد الاَشْہَل** کے سردار **اُسَید بن حُضَیر** نے اپنا نیزہ لیا اور کنوئیں کی طرف چل دیئے۔

حضرت **سَیِّدُ نا اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو دور سے ہی آتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت **سَیِّدُ نا مُصْعَبْ بِن عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: "یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے، جب قریب آئے تو اسے اپنے دل نشین انداز میں نیکی کی دعوت پیش کیجئے گا۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "ٹھیک ہے، اگر پاس بیٹھ گئے تو میں ضرور نیکی کی دعوت پیش کروں گا۔"

اتنی دیر میں **اُسَید بن حُضَیر** ان کے پاس پہنچ گئے اور آتے ہی کہنا شروع کر دیا: "تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو وَرغَلانے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔" اتنا سخت کلام سن کر نیکی کی دعوت کے اس عظیم **مبلّغ** حضرت **سَیِّدُ نا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے نورِ ایمان سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ **اُسَید بن حُضَیر** کی طرف دیکھا اور نہایت ہی نرم اور میٹھے لہجے میں فرمایا: "میری ایک بات سن لیجئے! کیا آپ کو خیر وبھلائی چاہئے؟" **اُسَید بن حُضَیر** تو لڑنے آئے تھے، مگر اس قدر نرم لہجہ سن کر پگھل گئے اور پوچھا کہ خیر و بھلائی سے تمہاری کیا مُراد ہے؟ حضرت **سَیِّدُ نا**

مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔" **اُسَید بن حُضَیر** چونکہ بڑے عقلمند تھے لہٰذا انہوں نے (سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہوسکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، اس لیے) کہا: "یہ صحیح ہے۔" اسکے ساتھ ہی اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے خوبصورت انداز میں نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے اسلام کی خوبیاں، فضائل اور برکتیں ایسے دل پذیر لہجے میں بیان کیں کہ وہ آہستہ آہستہ تاثیر کے تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہونے لگیں، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآنِ مجید کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ تو **اُسَید بن حُضَیر** کے چہرے پر قبولِ اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہونے لگے، بالآخر پکار اٹھے کہ آپ کی باتیں کیا خوب ہیں! کس قدر دل نشین اور دل گداز ہیں! جس کلام کی آپ تلاوت کرتے ہیں وہ بہت عظیم ہے۔ پھر انہوں نے جھکی ہوئی نظروں سے باادب انداز میں پوچھا: اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت **اُسَید بن حُضَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ بتایا اور اس طرح وہ حضرت

سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بُردباری اور میٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کو سن کر مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت سَیِّدُنا **اُسَید بن حُضَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان ہو گئے تو کہنے لگے: "میرے پیچھے ایک آدمی اَور ہے جس کا نام سَعد بن مُعاذ ہے، اگر اس نے آپ کی بات مان لی تو میری ساری قوم آپ کی بات مان لے گی، میں اسے ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔" یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے اور سَعد بن مُعاذ کے پاس جا پہنچے اور انہیں نیکی کی دعوت سننے کے لئے آخر کسی طرح آمادہ کر ہی لیا اور بالآخر حضرت سَیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی دل نشین اور میٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت سن کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سَیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی قوم کے پاس گئے تو ان سے فرمایا: "تم میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟" سب نے بیک زبان ہو کر کہا: "آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی رائے درست اور دُور رَس ہوتی ہے۔" تو حضرت سَیِّدُنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "مجھ پر تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک بات کرنا حرام ہے جب تک تم **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہیں لے آتے۔" راوی فرماتے ہیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! شام بھی نہ ہوئی تھی کہ تمام مَرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے۔" ①

---

① .....البدایۃ والنہایۃ، بدء اسلام الانصار، ج ۲، ص ۵۲۷

نایاب مدنی پھول

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صبر وتحمل، بُردباری اور **اِنْفِرادی کوشش** پر ہزار جانیں قربان! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح اِسلام کی دعوت عام کی اور اس کے لیے **اِنْفِرادی کوشش** کا جو انداز اپنایا اس میں کئی مدنی پھول ہیں۔ چنانچہ مبلغین کو چاہئے کہ وہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ میں پائے جانے والے درج ذیل **نایاب مدنی پھولوں** کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیں:

مبلغ وداعی کو کیسا ہونا چاہئے؟

.....ایمانِ کامل

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ سے سب سے پہلا مدنی پھول یہ ملتا ہے کہ **ایمان کے مرتبہ کمال پر فائز ہونے کے لیے کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے**۔ جیسا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی خاطر والدین کی بے پناہ محبت وشفقت کو پسِ پُشت ڈال کر حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عظمت نشان کو عملی طور پر ثابت کر دکھایا: **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ**

مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کے مرتبہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[1]

علاماتِ ایمانِ کامل

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کی ترجُمانی حضرت سیدنا ابو محمد سَہل تُستَری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اُس قول سے کیا خوب ہوتی ہے جس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایمانِ کامل کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام اجلّ شیخ ابو طالب مکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۳۸۶ھ) نے اپنی کتاب مُستَطاب قوتُ القُلوب میں آپ کا یہ قول کچھ یوں نقل فرمایا ہے:

- .....ایمان کی علامت محبتِ باری تعالٰی ہے۔
- .....محبتِ باری تعالٰی کی علامت محبتِ کلام باری تعالٰی ہے۔
- .....محبتِ کلام باری تعالٰی کی علامت محبتِ محبوبِ باری تعالٰی ہے۔
- .....محبتِ محبوبِ باری تعالٰی کی علامت اتّباعِ محبوبِ باری تعالٰی ہے۔
- .....اور اتباعِ محبوبِ باری تعالٰی کی علامت دنیا سے دوری ہے۔[2]

---

[1] .....بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان، الحدیث: ۱۵، ج ۱، ص ۱۷

[2] .....قوت القلوب، ج ۱، ص ۱۰۴

یوں تو سارے ہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں اور سب ہی ایمان کے مرتبۂ کمال پر فائز تھے مگر بعض کی انفرادی کوششوں اور قربانیوں سے حاصل ہونے والا درس آج کے پُرفِتَن دور میں ہمارے لیے سرمایۂ حیات ہے۔ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار بھی ان بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جن پر چشمِ فلک (آسمان کی آنکھ) کو ناز ہے اور ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تن من دھن سب کچھ حفاظتِ ایمان کے لیے راہِ خدا میں قربان کر دیا۔ جب اپنے پروردگار کا کلام اس کے محبوب کی زبانِ حق ترجُمان سے سنا تو بحرِ توحید میں اس طرح غوطہ زَن ہوئے کہ کبھی اس سے باہر نہ نکلے۔ بلکہ ہر وقت بارگاہِ پروردگار و محبوبِ کردگار پر نگاہیں جمائے اس انتظار میں رہتے کہ دیکھیں کب کوئی انمول موتی عطا ہوتا ہے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ایک کر کے قرآنِ مجید کی آیات کو موتیوں کی طرح اپنے دامن میں محفوظ کرتے چلے گئے اور آپ کا شمار علم کی دولت سے مالا مال افراد میں ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہل مدینہ نے دولتِ علم کے حُصول کی خواہش کا اظہار کیا تو معلم کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس جانثار صحابی حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس اعتماد سے روانہ فرمایا کہ یہ اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی اس طرح

مدنی تربیت فرمائیں گے کہ ضابطۂ حیات قرآنِ مجید کے انمول مدنی پھولوں کی خوشبو سے ان کے دل و دماغ مُعَطّر ہو جائیں گے۔

اخلاص

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نیکی کی دعوت کا مدنی کام **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی خاطر کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسی خُلوص وللّٰہیت کا ثَمَرہ (نتیجہ) تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کے تیر بن کر لوگوں کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوتے گئے کہ صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے گھر گھر میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور جب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد ہوئی تو تمام در و دیواران پر لُطف صَدا ؤں سے گونج اٹھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

یعنی وداع کے ٹیلوں سے ہم پر ایک چاند طلوع ہوا جب تک کوئی بلانے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا رہے گا ہم پر اس (چاند) کا شکر واجب ہے۔

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِیْنَۃَ مَرْحَبًا یَاخَیْرَ دَاعٍ

یعنی اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والی ہستی! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو دین لائے ہیں وہ اطاعت کے قابل ہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ کو مشرف فرمایا۔ مرحبا! خوش آمدید! اے بہترین دعوت دینے والے!۔

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ یَمَنٍ بَعْدَ تَلْفِیْقِ الرِّقَاعِ
فَعَلَیْکَ اللّٰہُ صَلّٰی مَا سَعٰی لِلّٰہِ سَاعِ

یعنی ہم نے یمنی کپڑے پہنے حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر پہنا کرتے تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

مُبَلِّغِین کو چاہئے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں صرف اور صرف رضائے ربّ الانام وخیر الانام عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیشِ نظر رکھیں کہ اس سے زبان میں تاثیر پیدا ہوگی۔ کیونکہ لوگوں کے دکھلاوے کے لیے دی جانے والی نیکی کی دعوت میں تاثیر نہ ہونے کے سبب انفرادی کوشش میں ناکامی کے ساتھ ساتھ ثواب آخرت سے محرومی بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ ترجمۂ کنز الایمان: جو آخرت کی کھیتی

فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ﴿۲۰﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۰)

چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔

لہٰذا چاہیے کہ ہمیشہ رضائے ربّ الانام کو پیشِ نظر رکھیں اور کبھی بھی دنیا و دنیاداروں کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ چنانچہ،

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُتعلق **مَنْقول** ہے کہ وہ یہاں تک اخلاص کی کوشش کرتے کہ ہمیشہ جماعت کی صفِ اوّل میں شامل ہوتے، ایک دن اتفاقاً آخری صف میں کھڑے ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ آج لوگ مجھے آخری صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ یہ سوچ کر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے مگر اس کے ساتھ ہی فوراً خود سے کہنے لگے: گویا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں پڑھیں لوگوں کے دکھاوے کے لئے تھیں۔ پس اس خیال کے آتے ہی 30 سال کی نمازیں قضا کرنا شروع کر دیں۔[1]

ریاکار کا انجام

ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے کہ بروزِ قیامت ایک ایسا شخص بارگاہِ

[1] ..... کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل پنجم، ج ۲، ص ۸۷۶

خداوندی میں لایا جائے گا جس نے دنیا میں عِلْم سیکھا سکھایا اور قرآن کریم پڑھا ہوگا۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرلے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔'' لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے علم اِس لئے سیکھا کہ تجھے عالِم کہا جائے اور قرآنِ کریم اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر اُسے جہنَّم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنَّم میں ڈال دیا جائے گا۔[1]

علم وعمل کا پیکر

ایک مبلغ پر لازم ہے کہ وہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح باعمل عالم ہو کیونکہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدینہ منورہ کے مبلغ کے طور پر انتخاب کی ایک وجہ ان کا علم بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مُقْرِئ مدینہ (مدینہ منورہ والوں کو قرآنِ کریم پڑھانے والے) کے لَقَب سے جانے جاتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انصارِ مدینہ کو قرآنِ کریم سِکھانے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام پر عمل بھی کر کے دکھایا کرتے تھے۔

---

[1] .....مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء... الخ، الحدیث: ۱۹۰۵، ص ۱۰۵۵

علم وعمل کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! علم بغیر عمل کے فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحِیْم نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اے میرے لختِ جگر!** جس طرح کھیت پانی اور مٹّی کے بغیر دُرُست نہیں ہوسکتا، اسی طرح ایمان، علم وعمل کے بغیر دُرُست نہیں رہ سکتا۔''[1] اور ایک مرتبہ حُضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ''شیطان بعض اوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ کہتا ہے علم حاصل کرو لیکن اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالِم نہ بن جاؤ، علم کے حُصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس حال میں مرجاتا ہے کہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا ہوتا۔''[2]

---

[1] ……قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، ص ۲۳۴

[2] ……الجامع لاخلاق الراوی للخطیب بغدادی، باب النیۃ فی طلب الحدیث، الحدیث: ۳۵، ج ۱، ص ۸۹

مَنْقول ہے کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اس کی پکار پر **لَبَّیْک** (میں حاضر ہوں) کہے تو علم رک جاتا ہے ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔ [1]

بے عملی کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ

﴿1﴾.....قیامت کے دن ایک شخص کو جہنَّم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے، اس پر تمام دوزخی جمع ہو کر کہیں گے: ''اے فُلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو لوگوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور بُرائی سے منع نہیں کرتا تھا؟'' وہ کہے گا: ''ہاں! کیوں نہیں! میں نیکی کی دعوت دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا بُرائی سے روکتا تھا مگر خود اس کا مُرتکِب تھا۔'' [2]

﴿2﴾.....مَیں نے **لَیْلَۃُ الْاِسْرَاء** (یعنی معراج کی رات) ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو مَیں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کے خَطِیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآنِ پاک

---

[1].....تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵۲، ص ۶۶

[2].....مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب عقوبۃ من یامر بالمعروف ولایفعلہ ..... الخ، الحدیث: ۲۹۸۹، ص ۱۵۹۵

میں اس فرمانِ باری تعالیٰ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۲۳، یٰسٓ: ۶۸) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا سمجھتے نہیں۔ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''[1]

﴿3﴾.....لوگوں کو اچھی بات بتانے اور خود کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو تو روشن کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔[2]

نیکی کی دعوت کون دے؟

مروی ہے کہ ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا! میں چاہتا ہوں کہ نیکی کی دعوت دوں اور برائی سے منع کروں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''کیا تم (اپنی اِصلاح کرنے میں) حدِ کمال کو پہنچ چکے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''اُمید ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں قرآنِ پاک کے تین حُروف کی وجہ سے رُسوا ہونے کا خوف نہ ہو تو یہ کام کرو۔'' اس نے عرض کی: ''وہ حُروف کون سے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۱، البقرۃ: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

---

[1] .....الترغیب والترھیب، کتاب الحدود وغیرھا، الترھیب من ان یامر بمعروف.....الخ، الحدیث: ۳۵۴۸، ج۳، ص۱۸۷

[2] .....المرجع السابق، الحدیث: ۳۵۵۳، ج۳، ص۱۸۸

تلاوت کرنے کے بعد اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں اس آیت کا حکم معلوم ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''دوسرا حَرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ (پ۲۸، الصف:۳،۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

پھر فرمایا: ''اس آیت کا حکم جانتے ہو؟'' عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''تیسرا حَرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرتِ سیِّدُنا شُعَیب عَلَیْہِ السَّلَام کا قول ہے (جو قرآنِ پاک میں مذکور ہے)۔'' چنانچہ اِرشادِ باری تعالٰی ہے:

وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ (پ۱۲، ھود:۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا اس آیت کے حکم سے آگاہ ہو؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

’’اپنے آپ سے (نیکی کی دعوت کی) اِبتدا کرو۔‘‘ ①

پیارے اِسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح اپنے میٹھے میٹھے آقا کی سنّتوں کے پیکر بن جایئے ورنہ آپ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ الْمُعَلِّمُ غَیْرَہٗ
ھَلَّا لِنَفْسِکَ کَانَ ذَا التَّعْلِیْم

ترجمہ: اے دوسرے کو تعلیم دینے والے تو نے اپنے آپ کو تعلیم کیوں نہ دی؟

تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِی السِّقَامِ وَذِی الضَّنَا
وَمِنَ الضَّنَا وَالدَّاءِ اَنْتَ سَقِیْم

ترجمہ: تو دوسرے بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے حالانکہ تو خود بیمار ہے۔

اِبْدَاْ بِنَفْسِکَ فَانْھَھَا عَنْ غَیِّھَا
فَاِذَا انْتَھَتْ عَنْہُ فَاَنْتَ حَکِیْم

ترجمہ: اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آ گیا تو تُو صاحبِ حکمت ہے۔

فَھُنَاکَ یُقْبَلُ مَا وَعَظْتَ وَیُقْتَدٰی
بِالْعِلْمِ مِنْکَ وَیَنْفَعُ التَّعْلِیْم

ترجمہ: پھر تیری نصیحت قبول کی جائے گی تیرے علم کی اقتدا کی جائے گی اور تیرا سمجھانا فائدہ دے گا۔

---

① ……شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۷۵۲۹، ج ۶، ص ۸۸

فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دعوت دے رہا ہے کامل طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو اور جس سے منع کر رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا بھی ہو۔ کیونکہ اس پر دو چیزیں لازم ہیں:

(۱).....خود کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

(۲).....دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

اگر دونوں میں سے کسی ایک میں سُستی کر رہا ہو تو دوسرے میں کوتاہی کرنا جائز نہیں۔ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ تمام گناہوں سے محفوظ بھی ہو کیونکہ اس شرط کو لازم قرار دینے سے نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سَعِید بن جُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ ہر برائی سے **مُبَرَّا** اور ہر اچھائی سے **مُزَیَّن** ہو تو پھر نہ تو کوئی نیکی کی دعوت دینے والا ہو گا اور نہ ہی کوئی برائی سے منع کرنے والا۔''[1]

---

[1].....احیاء علوم الدین، کتاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الباب الثاني في أركان الأمر بالمعروف وشروطه، ج ۲، ص ۳۸۵

بے عملی کے متعلق مروی اَحادیث میں وارِد سخت وَعید نیکی کی دعوت دینے والے پر نہیں بلکہ برائی کے مُرتکِب اُس عالم پر ہے جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور برائی سے نفرت دلاتا ہو۔ نیکی کی دعوت دینا نہ تو باعمل سے ساقِط ہے اور نہ ہی بے عمل سے۔ بلکہ اس کام میں تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور وَعید سے شارِع عَلَیْہِ السَّلَام کا مقصود یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والا اپنے فعل کو قول کے مطابق کرے تاکہ جب وہ برائی کو ختم کرے اور نیکی کو عام کرے تو اس کی بات میں تاثیر ہو۔[1] اس لیے ایک مبلّغ پر لازم ہے کہ پہلے نیکی کی دعوت کو صحیح طریقے سے سمجھے اور اپنی ذات پر نافِذ کرے اس کے بعد دوسروں کو دعوت دے تاکہ اس کی زبان میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی تاثیر ہو۔ اِنْ شَآءَ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

سنتوں کا پیکر

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پروردہ تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقۂ تبلیغ سے بخوبی آگاہ تھے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حج کے زمانے میں جب دُور و نزدیک سے عرب قبائل مکّہ مکرّمہ میں جمع ہوتے تو مُحْسِنِ کائنات، فَخْرِ موجودات

---

[1] ……نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۳۵، ۳۶ ملتقطاً

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان قبائل میں جا جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی نیکی کی دعوت عام کرنے اور اسلام کی اِشاعت کے لیے مدینہ منوّرہ میں اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت پر عمل کیا اور مدینہ منوّرہ کے کوچے کوچے، گلی گلی اور محلّے محلّے جا کر نیکی کی دعوت کا ایسا ڈنکا بجایا کہ ہر طرف اسلام کی بہاریں نظر آنے لگیں۔ پس مبلّغین کو چاہیے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے گھبرائیں نہ شرمائیں بلکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرح اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں، کیونکہ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں گُم رہا کرتے تھے۔ دُنیا کی کوئی کَشِش اور بے وَفا مُعاشَرے کی کوئی جُھوٹی مُروَّت اُن سے سُنَّت نہ چُھڑا سکتی تھی۔ چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حَسَن بَصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا مَعْقِل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھانا کھا رہے تھے کہ اُن کے ہاتھ سے لُقمہ گر گیا، اُنہوں نے اُٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر بعض گنواروں نے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اِشارہ کیا (کہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیرِ شہر نے گرے ہوئے لُقمہ کو کھا لیا) کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ امیر کا بھلا کرے، اے ہمارے

سردار! یہ گنوار ترچھی نگاہوں سے اِشارہ کرتے ہیں کہ سردار نے گِرا ہوا لُقمہ کھا لیا حالانکہ اِن کے سامنے یہ کھانا مَوجُود ہے۔" تو اُنہوں نے فرمایا: اِن عَجَمِیّوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُنا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو حکم دیتے تھے کہ لُقمہ گِر جائے تو اُسے صاف کر کے کھا لیا جائے شیطان کیلئے نہ چھوڑا جائے۔ [1]

جدت پسند مبلغین کے لیے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ جلیلُ القَدْر صَحابی اور مسلمانوں کے سردار سیِّدُنا مَعقِل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سنّتوں سے کس قَدَر پیار کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عَجَمِیّوں کے اشاروں کی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی اور بے دھڑک سنّتوں پر عمل جاری رکھا اور آج بعض نادان مسلمان ایسے بھی ہیں کہ ماڈرن ماحول میں داڑھی مبارک جیسی عظیمُ الشّان سنّت کے تَرک کو **مَعَاذَ اللہ** حکمتِ عملی تصوُّر کرتے ہیں۔ حقیقی حکمتِ عملی یہی ہے کہ لاکھ بُرا ماحول ہو، اَغیار کا زور ہو، بدمذہبوں کا شور ہو، کچھ ہی ہو آپ داڑھی شریف، عمامہ پاک اور سنّتوں بھرے سادہ لباس میں ملبوس رہئے، کھانے پینے اور روزمرّہ کے معمولات میں سنّتوں کا دامن تھامے رہئے، لوگوں کی اصلاح کیلئے انفِرادی

---

[1] .....ابنِ ماجہ، کتاب الاطعمة، باب اللقمة اذا سقطت، الحدیث: ۳۲۷۸، ج۴ص۱۷

کوشش جاری رکھئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ چراغ سے چراغ جلتا چلا جائے گا، حق کا بول بالا ہوگا، شیطان کا منہ کالا ہوگا، ہر طرف سنّتوں کا اُجالا ہوگا، دولتِ دنیا کا ہر عاشِق، میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مَثوالا ہوگا اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ گھر گھر نورِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُجالا ہوگا۔

خاک سورج سے اندھیروں کا اِزالہ ہوگا
آپ آئیں تو مرے گھر میں اُجالا ہوگا
ہو گا سیراب سرِ کوثر و تسنیم وُہی
جس کے ہاتھوں میں مدینے کا پیالہ ہوگا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ولولہ و جذبہ.....

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیّبہ سے حاصل ہونے والا ایک اہم مدنی پھول یہ بھی ہے کہ دل میں نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایسا جذبہ ہونا چاہیے جو آپ کو اس وقت تک کسی بھی جگہ چین سے بیٹھنے نہ دے جب تک کہ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھومیں نہ مچ جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ دن دیکھتے نہ رات بلکہ جب موقع ملتا حضرت سیِّدنا اَسْعَد بن زُرارَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ

کہیں نہ کہیں اسلام کی دعوت پہنچانے کا فَرِیضہ سَرانجام دینے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور دوسروں کے اپنے پاس آنے کا بالکل انتظار نہ کرتے۔ آپ کی اسی انفرادی کوشش کا ثَمرہ کچھ یوں ظاہر ہوا کہ بہت جلد ہر طرف اسلام کا بول بالا ہوگیا اور کُفر اس وادی سے ایسے نکل بھاگا کہ پھر کبھی واپس نہ لوٹا اور نہ ہی کبھی لوٹے گا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ **پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے، کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔** گویا کہ آپ نے اس مَقولے کا مَفْہوم ہی بدل ڈالا یعنی آپ ساقی کوثر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اَقدس سے بحرِ توحید کے بھرے ہوئے جام پی کر جن لذّتوں سے آشنا ہوئے تھے، انہوں نے آپ کے دل میں یہ تڑپ پیدا کردی تھی کہ اے کاش! ہر کوئی اسلام کی دعوتِ عام پر لبیک کہہ کر یہ ابدی و سرمدی نعمتیں پالے۔

نیکی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن مبلّغین نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کا یہ حسین پہلو اپنایا ان کا نام تاریخ میں سُنہری حُروف سے لکھا ہوا ہے اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ لکھا جاتا رہے گا۔ چنانچہ، ان ناموں میں ایک نام پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس

عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی ہیں۔آج **دعوتِ اسلامی** کے اس لہلہاتے چمنستان کی آبیاری میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی انفرادی کوشش کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کے اس تحریک میں شامل ہونے کا انتظار نہیں کیا بلکہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں سرشار اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری امت کو آقا کی محبت کے جام پلانے کے لیے گھر گھر، قریہ قریہ اور بستی بستی جا کر نیکی کی دعوت پیش کی۔

نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے اِتّباع میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ راہِ خدا میں سفر کرتے۔دن میں بسا اوقات ایک سے زائد مرتبہ بیانات کرتے اور بسوں، ٹرینوں میں سفر کر کے مسجد مسجد، گاؤں گاؤں، شہر شہر خود تشریف لے جاتے۔**بابُ المدینہ** (کراچی) میں آپ کے کھانے کا Tiffen اکثر ساتھ ہوتا یہاں تک کہ عام طور پر ہر جگہ نمک کی ڈِبیا بلکہ عموماً اپنا پانی تک ساتھ رکھتے کہ کسی سے سُوال نہ کرنا پڑے۔اَوائل میں اکثر ایسا ہوتا کہ گھر واپَس آتے وقت بس آدھے راستے میں اُتار دیتی، رکشہ یا ٹیکسی کا کرایہ ادا کرنے کی اِستِطاعت نہ ہونے کے سبب آدھی رات کے وقت پانچ یا چھ کلومیٹر پیدل

چل کر گھر آنا پڑتا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **نیکی کی دعوت** دینے کے ساتھ ساتھ مریضوں کی عیادت کرتے، دور ونزدیک جا جا کر جنازوں میں شرکت فرماتے اور غمی وخوشی کے مواقع پر مسلمانوں کی ایسی دلجوئی فرماتے کہ وہ بھی **بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی** متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ یہ آپ کی کوششوں کا ہی فیضان ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک **عاشِقانِ رسول** کے سُنّتوں کی تربیت کے بے شمار **مَدَنی قافلے مُلک** بہ مُلک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ 3 دن، 12 دن، 30 دن بلکہ 12 اور 26 ماہ کے لئے بھی سفر کر کے علمِ دین اور سُنّتوں کی بہاریں لُٹا رہے ہیں اور **نیکی کی دعوت** کی دھومیں مچا رہے ہیں۔

کئی خوش نصیب اسلامی بھائی اپنے گھر بار کے حُقوق نبھاتے ہوئے دعوت اسلامی کے لیے وقف ہو چکے ہیں اور ہر وقت مدنی قافلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زندگی میں یکمشت 12 ماہ، ہر 12 ماہ میں 30 دن اور ہر ماہ جدول کے مطابق تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کرے۔ عموماً مدنی قافلے دعوتِ اسلامی کے مدنی مراکز اور ہفتہ وار اجتماعات والی مساجد سے سفر کرتے ہیں، ایک قافلے میں شُرکا کی تعداد کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ 12 ہوتی ہے۔ مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''**نیک بننے اور بنانے کے**

طریقے'' کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کی دعوت میں استقامت

مدینہ منوّرہ کے پہلے مبلّغ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نیکی کی دعوت عام کرنے کے جذبے سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ نیکی کی دعوت کے لئے کوئی جگہ یا وقت مخصوص نہیں، بلکہ مبلغ ہر جگہ ہر وقت مبلغ ہے، لہٰذا چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا مزار، کھیت ہو یا گلزار، صحرا ہو یا لالہ زار، مبلغین کو حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مُسْتَقِل مِزاجی سے ہر جگہ ہر گھڑی نیکی کی دعوت کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ بعض اسلامی بھائی بیماری، گھریلو یا معاشی آزمائش آنے پر بسا اوقات مدنی کاموں کی سعادت سے خود کو محروم کر دیتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ مصائب و آلام کے عالَم میں بزرگانِ دین کی مشکلات اور ان کی استقامت کو یاد فرما لیا کریں۔ جیسا کہ مدینہ شریف میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہود کی ریشہ دَوانیوں اور اَوس و خَزْرَج کی آپس میں دشمنی کے

باوجود بڑی اِستِقامت و مُستَقِل مِزاجی سے نیکی کی دعوت عام کی کیونکہ ان کے سامنے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی استقامت و مستقل مزاجی تھی۔ چنانچہ،

ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 862 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''سیرتِ مصطفٰے'' **صَفْحَہ** 124 پر ہے: قُریش کے چند مُعَزَّز رؤسا (سردار) ابوطالب کے پاس آئے اور حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوتِ اسلام اور بُت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی۔ ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا لیکن حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا کے فرمان ﴿**فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ**﴾[1] کی تعمیل کرتے ہوئے **عَلَی الْاِعْلَان** شِرک و بُت پرستی کی مذمّت اور دعوتِ توحید کا وَعظ فرماتے ہی رہے۔ اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ چنانچہ تمام سَرداران قُریش یعنی عُتْبہ وشَیْبہ وابوسُفْیان و عاص بن ہِشام وابوجَہل و وَلید بن مُغیرہ و عاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابو طالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ

---

[1] .....ترجمۂ کنزالایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔ (پ ۱۴، الحجر: ۹۴)

جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابو طالب نے قُریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب قُریش برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قُریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ابو طالب نے حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انتہائی مُخْلِصانہ اور مُشْفِقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔ اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب و لہجہ اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوتِ اسلام موقوف کر دو۔ اب تک حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظاہری معین، مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابو طالب ہی تھے۔

حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں، چچا کی گفتگو سن کر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھرائی ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ چچا جان! **خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دے**

دیں تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یا تو خدا اس کام کو پورا فرمادے گا یا میں خود دین اسلام پر نثار ہوجاؤں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابو طالب کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہوکر کھولنے لگا اور انتہائی جوش میں آ کر کہہ دیا کہ جانِ عم (چچا کی جان)! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ [1]

حصولِ استقامت کا ذریعہ

مُبلّغین کو نیکی کی دعوت عام کرنے میں اخلاص کے ساتھ ساتھ برکت کا بھی مُتلاشی رہنا چاہئے اور برکت کے حُصول کے لیے اَکابِرین کے دامن سے وابستہ رہنے سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ جیسا کہ مُحسِنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: "برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔" [2] حضرت سیِّدُنا امام عبدالرءوف مَناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں مختلف اُمور و حاجات میں تجربہ کار ہونے کی بنا پر بڑوں سے رجوع کر کے برکت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

---

[1] ……السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مبادأۃ رسول اللہ، الجزء الاول، ص ۲۵۲، ملخصاً

[2] ……المستدرک، کتاب الایمان، باب البرکۃ مع الاکابر، الحدیث: ۲۱۸، ج ۱، ص ۲۳۸

بڑوں سے کون حضرات مُراد ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بڑوں سے مراد یا تو عمر رسیدہ حضرات ہیں تا کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی زندگی بھر کے تجربات سے اِستِفادہ کیا جاسکے یا پھر علمائے کرام مراد ہیں خواہ وہ کم عمر ہی ہوں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں جلالتِ علمی کے مَنصَبِ عالی سے نوازا ہے لہٰذا ان کی تعظیم وتوقیر بجالانا بھی سب پر لازم ہے۔[1]

پس مبلغین پر لازم ہے کہ بزرگوں بالخُصوص عُلمائے کرام کی صحبت وزیارت کے ذریعے اپنے مدنی کاموں کو برکتوں سے ہمکنار رکھیں۔ اس سلسلے میں شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے طرزِ عمل سے کیا خوب رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

اَمیرِ اَہلسنّت اور عُلَمائے اہلسنّت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 87 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''تَعارُفِ امیرِ اہلسنّت'' صَفحہ 56 پر ہے کہ اَمیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ علمائے اہلسنّت دَامَتْ فُیُوضُھم سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور نہ صرف خود انکی تعظیم کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سامنے عُلَمائے اَہلسنّت دَامَتْ فُیُوضُھم کے بارے کوئی نازیبا کلمہ کہہ دے تو اس

---

[1] .....فیض القدیر، تحت الحدیث: ۳۲۰۵، ج۳، ص۲۸۷

پَرسخت ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''اسلام میں عُلَمائے حق کی بَہُت زیادہ اَہمِیَّت ہے اور وہ عُلُمِ دین کے باعِث عوام سے افضل ہوتے ہیں۔ غیر عالم کے مقابلے میں ان کو عبادت کا ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔'' جیسا کہ مَروی ہے: ''عالم کی دو رَکعَت غیرِ عالم کی ستّر رَکعَت سے افضل ہے۔''[1] لہٰذا دعوتِ اسلامی کے تمام وابَستگان بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضَروری ہے کہ وہ عُلَمائے اہلسنّت سے ہرگز نہ ٹکرائیں، ان کے اَدب و اِحترام میں کوتاہی نہ کریں، عُلَمائے اہلسنّت کی تحقیر سے قَطعاً گُریز کریں، بِلا اجازتِ شرعی ان کے کردار اور عمل پر تنقید کر کے غیبت کا گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام نہ کریں۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحَفص الکبیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَدِیر فرماتے ہیں: ''جس نے کسی عالِم کی غیبت کی تو قِیامت کے روز اُس کے چہرے پر لکھا ہوگا، یہ اللہ کی رَحمت سے مایوس ہے۔''[2] ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''علما کو ہماری نہیں، ہمیں علما دَامَتْ فُیُوضُھم کی ضرورت ہے، یہ مَدَنی پھول ہر دعوتِ اسلامی والے کی نس نس میں رچ بس جائے۔'' ایک مرتبہ فرمایا: ''علما کے قدموں سے ہٹے تو بھٹک جاؤ گے۔''[3]

---

[1] ..... کنز العُمّال، کتاب العلم، الباب الاول، الحدیث: ۲۸۷۸۳، ج ۵، الجزء العاشر، ص ۶۷

[2] ..... مکاشفۃ القلوب، ص ۷۱

[3] ..... تعارف امیر اھلسنت، ص ۵۷

.....اغیار کی پیروی سے اجتناب

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ مبلغین کو کبھی اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت سے منہ موڑ کر اغیار کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حبشہ میں نصاریٰ کے طریقۂ دعوت کا مُشاہدہ کیا تو مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کے اُسلوبِ دعوت کو بھی بغور دیکھا مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت کو اپنا کر جو کامیابی حاصل کی وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر افسوس! صد افسوس! آجکل اصلاح اور اشاعتِ دین کے نام پر بعض نادان مسلمانوں نے غیر مسلموں کے طریقۂ عبادت و دعوت کو اختیار کر رکھا ہے، نہ ان کا لباس مسلمانوں جیسا، نہ ان کی صورت مسلمانوں جیسی اور نہ ہی ان کا طریقہ مسلمانوں جیسا۔ بلکہ وہ نادانستہ طور پر غیر مسلموں کے طریقۂ تبلیغ کی پیروی کر رہے ہیں، حالانکہ اسلام اَغیار کے طریقۂ عبادت و دعوت سے قطعی اِجتناب کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ،

اذان کی ابتدا

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہوگئی مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نمازِ باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں شہنشاہِ مدینہ،

قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا، بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ پھر امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کر دے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں۔ چنانچہ وہ "**الصلوٰۃُ جامعۃٌ**" کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان فرمایا کرتے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زید انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خواب میں دیکھا کہ اذانِ شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو **مِنْجَانِبِ اللہ** سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت سیدنا **عبد اللہ** بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری

ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ [1]

خوش اخلاقی

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سخت لہجہ پہلے حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خندہ پیشانی وخوش اخلاقی ہی کی بدولت نرم مزاجی میں بدلا، پھر ان کی قسمت نے مزید انگڑائی لی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم کچھ یوں ظاہر ہوا کہ دعوتِ اسلام تاثیر کا تیر بن کر ان کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوئی کہ بنی عبدُالاَشْہَل میں کُفر وشِرک کا جگر پارہ پارہ ہوگیا۔

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ سے یہ مدنی پھول بھی حاصل ہوا کہ **مبلغین** کو کسی بھی لمحے خوش اخلاقی، نرم مزاجی اور خندہ پیشانی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں بھی ان اَوصاف کے بے شمار فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ،

نرم مزاجی

قرآنِ مجید میں نرم مزاجی کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مہربانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

---

[1] ……سیرتِ مصطفےٰ، ص ۱۸۴

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ (پ۴، ال عمران: ۱۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد (آس پاس) سے پریشان ہوجاتے۔

حضرت سیدنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ محشر تم میں سے میرے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اَخلاق والے اور نرم خُو ہیں، جو لوگوں سے اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ تم میں میرے لیے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور قیامت کے دن میری مجلس میں سب سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، زبان دراز اور تکبُّر کرنے والے ہوں گے۔ [1]

تم سے بہتر، مجھ سے بدتر

مَنْقول ہے کہ مامونُ الرشید کو کسی نے نصیحت کی اور سختی سے پیش آیا تو وہ

---

[1] ……ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی الاخلاق، الحدیث: ۲۰۲۵، ج۳، ص۴۰۹

بولا: اے شخص! نرمی اختیار کر کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے بہتر (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مجھ سے بدتر (یعنی فرعون) کے پاس بھیجا تو نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (پ۱۶، طٰہٰ: ۴۴) ترجمۂ کنز الایمان: تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

خندہ پیشانی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ حُضور نبیِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبو دار ہے: حُسْنِ اَخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔[1]

اور ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں ضرور خوش کر سکتی ہیں۔[2]

---

[1] ……شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۰۳۶، ج۶، ص۲۴۷

[2] ……شعب الایمان، الحدیث: ۸۰۵۴، ج۶، ص۲۵۳

نفرت محبت میں بدل گئی

مبلغین کی ترغیب کے لیے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے: دعوتِ اسلامی کے اوائل میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو ایک ہمسائے کے بارے میں پتا چلا کہ وہ آپ کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اس نے آپ کی امامت میں نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی ہے۔ ایک دن وہ آپ کو اپنے دوست کے ساتھ سرِ راہ مل گیا۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن آپ نے اس کی بے رُخی کا کوئی اثر نہ لیا اور اس کے سامنے ہو کر مسکراتے ہوئے بڑی خَندہ پیشانی سے کہا: بہت ناراض ہو بھائی؟۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور گرم جوشی سے مُعانَقہ کیا۔ اس کے دوست کا کہنا ہے کہ وہ آپ کے جانے کے بعد کہنے لگا، عجیب آدمی ہیں، میرے منہ پھیر لینے کے باوجود مجھے گلے لگا لیا، جب انہوں نے مجھے گلے لگایا تو یوں محسوس ہوا کہ دل کی ساری نفرت محبت میں بدل گئی، لہٰذا! میں مُرید بنوں گا تو انہی کا بنوں گا۔ پھر وہ اسلامی بھائی اپنے کہنے کے مطابق آپ کے مُرید بھی بنے اور داڑھی شریف بھی چہرے پر سَجالی۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا ، سب کا رفیق
مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق
اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

.....صبر و تحمل اور بردباری و درگزر

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیدنا اُسَید بن حُضَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیّدنا سَعْد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سخت کلامی پر جس صبر و تحمل اور بردباری و درگزر کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اور **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مبلغین کے لیے ہمیشہ مَشْعَلِ راہ رہے گا کیونکہ اگر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے **مبلغ** کے ساتھ ناروا سُلوک کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے موقع پر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح صبر و تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرے، یقیناً اس کا یہ عمل مخاطَب کے دل میں نرم گوشہ پیدا کر دے گا اور اس کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 98 صفحات پر مشتمل کتاب **"نیکی کی دعوت کے فضائل"** کے صفحہ 55 پر ہے: نیکی کی دعوت دینے والے کو صبر و اِستقلال والا ہونا چاہئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول بیان کرتے ہوئے صبر کو نیکی کی دعوت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ چنانچہ، قرآنِ پاک میں ہے:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَؕ (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت) تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال

ایک بُزُرگ کے بارے میں مَنْقول ہے کہ وہ ایک تاجر کے پاس کھڑے ہو کر اسے نیکی کی دعوت دے رہے تھے اور اسے ایسے محلہ میں مسجد بنانے کے لئے صدقہ و خیرات کرنے پر اُبھار رہے تھے جہاں مسجد کی ضرورت تھی مگر اس نے بزرگ سے تعاوُن کرنے کے بجائے انہیں گالیاں دیں اور ان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا: ''تم لوگ اپنے لئے مال جمع کرتے ہو اور صحیح مَصْرَف (یعنی خرچ کرنے کی جگہ) میں اِستعمال نہیں کرتے۔'' اس نیک شخص نے اپنے چہرے

سے تھوک صاف کرتے ہوئے کہا: ''تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے اپنی ذات کے لئے اسے قبول کیا لیکن میں مسجد بنانے کے لئے **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ** تم سے سوال کر رہا ہوں۔'' یہ سن کر اسے نَدامَت وشرمندگی ہوئی اور اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر وافر مقدار میں مال نکالا اور اپنے فعل پر مَعذرت کرتے ہوئے وہ مال ان کے حوالے کر دیا۔ اگر نیکی کی دعوت دینے والے بزرگ صبر وتحمل سے کام نہ لیتے اور تاجر کی طرف سے اَذِیّت کو برداشت نہ کرتے تو ان سے معذرت نہ کی جاتی اور نہ ہی وہ چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔ [1]

بردباری ودرگزر کی اعلیٰ مثال

اے کاش! ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہوجائے کہ ہم اپنی ذات اور اپنے نفس کی خاطِر غُصّہ کرنا ہی چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہمارے بُزُرگوں کا جذبہ تھا کہ کوئی ان سے کتنا ہی بُرا سُلوک کرتا یہ ہمیشہ اس سے درگزر ہی فرماتے۔ چُنانچِہ،

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں ایک بار جب ڈاک پیش کی گئی تو بعض خُطوط مُغَلَّظات (یعنی گندی گالیوں) سے بھرپور تھے۔ مُعتقِدین بَرہَم (غصّے) ہوئے کہ ہم ان لوگوں کے خِلاف مُقدّمہ دائر کریں گے۔ تو **امامِ اَہلسنّت** عَلَیْہِ

---

[1] .....نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۵۵

رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: ''جولوگ تعریفی خُطوط لکھتے ہیں پہلے ان کو جاگیریں تقسیم کرو، پھر گالیاں لکھنے والوں پر مُقدّمہ دائر کرنا۔'' [1] یعنی جب تعریف کرنے والوں کو انعام نہیں دیتے تو بُرائی کرنے والوں سے بدلہ کیوں لیں!

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم اُن کا درخشاں ہے آج بھی

امیرِ اہلسنت کی بردباری

دعوتِ اسلامی کے اِبتدائی ایّام کی بات ہے کہ جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بابُ المدینہ (کراچی) کی مختلف مَساجِد میں جاجا کر درس و بیان اور اِنفرادی کوشش کیا کرتے تھے۔ اُس وقت اَمْن واَمان کی صورتحال حال آج (یعنی ۱۴۲۹ھ، 2008ء) کے مقابلے میں بَہُت بہتر تھی۔ ایک مرتبہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ رات گئے بس نہ ملنے کی وجہ سے پیدل ہی اپنے گھر (واقع موسیٰ لین) واپس آرہے تھے۔ راہِ خدا کے اس سفر میں 2 اسلامی بھائی بھی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ٹاوَر (باب المدینہ کراچی کا ایک مشہور مقام) کے قریب پہنچے تو وہاں فُٹ پاتھ پر چند نوجوان (جن کی وضع قطع شریفوں کی سی

---

[1] .....حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۲۰، مُلَخَّصاً

نہ تھی) خوش گپیوں میں مَشْغول تھے۔ اِن میں سے ایک کو شرارت سُوجھی اور اس نے پان کی پیک امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے کپڑوں پر تُھوک دی جس سے آپ کے کپڑے خراب ہوگئے۔ یہ غیر اَخلاقی حرکت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے شریکِ سفر اُن 2 اسلامی بھائیوں کو سخت ناگوار گزری۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر کچھ کرتے۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں روکتے ہوئے سرگوشی میں کچھ یوں اِرشاد فرمایا: **یہی تو وقت ہے اِن پر اِنفرادی کوشش کرنے کا۔**

یہ کہہ کر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اُس شرارتی نوجوان کے قریب پہنچے اور سلام کرنے کے بعد نہایت نرمی سے اِستِفسار فرمایا: پیارے بھائی! مجھ پر پان تھوک کر آپ کو کیا مِلا؟ وہ نوجوان کہنے لگا: بس ہمیں مولویوں کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ **اگر آپ کا دل اسی میں خوش ہوتا ہے تو لیجئے مزید پان تھوک دیجئے۔** امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نہایت ہی نرم لہجے میں یہ کہتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دامن پھیلا دیا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا حِلم اور شفقت بھرا لہجہ دیکھ کر اُن نوجوانوں کے سر شرم سے جُھک گئے۔ انہوں نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے اپنی غَلَطی کی معافی مانگی۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِنفرادی کوشش جاری رکھتے ہوئے مُسکرا کر اِرشاد فرمایا: میرے میٹھے میٹھے

اسلامی بھائیو! یونہی معافی نہیں مل جائے گی، پہلے آپ کو میرے ساتھ چائے پینا ہوگی۔ عطاؤں کی یہ برسات دیکھ کر وہ نوجوان اور بھی متأثر نظر آنے لگے اور آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ساتھ چائے بھی پی۔ اِسی دوران امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں **گلزارِ حبیب مسجد** (گلستانِ اوکاڑوی سولجر بازار، باب المدینہ کراچی) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت پیش کی۔ ان نوجوانوں نے سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی نہ صرف نیت کی بلکہ جمعرات کو اجتماع میں شرکت کے لئے گلزارِ حبیب مسجد بھی جا پہنچے۔

یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ انہوں نے جسے عام سا شخص سمجھ کر ستایا تھا، وہی ہزاروں کے اجتماع میں بیان فرما رہے ہیں اور شرکائے اجتماع بڑی توجہ وعقیدت سے اس بیان کو سُن رہے ہیں۔ انہوں نے قریب بیٹھے ہوئے اسلامی بھائی سے پوچھا کہ یہ بیان فرمانے والے کون ہیں؟ اس نے انہیں بتایا: یہ دعوتِ اسلامی کے بانی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں۔ وہ نوجوان مزید متأثر ہوئے کہ یہ تو بہت بڑے عالمِ دین بھی ہیں۔ بیان کے اِختتام پر جب امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے رِقّت انگیز دُعا مانگی تو اُن اسلامی بھائیوں نے بھی رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کی بھیک مانگی۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد امیرِ اہلسنّت دَامَتْ

بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے خود آگے بڑھ کر اسلامی بھائیوں سے مُلاقات کرنا شروع کردی۔ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نظر اُن نوجوان اسلامی بھائیوں پر پڑی تو آگے بڑھ کر ہر ایک کو اپنے سینے سے ایسا لگایا کہ وہ دن اور آج کا دن، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ وہ تمام اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں مصروف ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مبلغ ہو تو امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جیسا! اگر اُس نوجوان کی شرارت پر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ غصّے میں آجاتے اور جھگڑا کرتے تو یہ مَدَنی نتائج نہ مل پاتے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ بالخصوص نیکی کی دعوت دیتے وقت کوئی کتنا ہی غصّہ دِلائے کیسا ہی دل دُکھائے، اپنی زبان و دل کو قابو میں رکھیں کیونکہ جب زبان بے قابو ہو جاتی ہے تو بعض اوقات بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

خود اعتمادی

مُبلِّغِ مدینہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیّبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں بلا کی خود اعتمادی تھی اور آپ سامنے

والے کے مَنصَب وشخصیت سے بالکل مَرعوب نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ نے قبیلہ **بَنِی عَبد الاَشْہَل** کے عقلمند ودانا سردار حضرت اُسَیْد بن حُضَیْر کے بگڑے ہوئے تیور دیکھنے کے باوجود جب پراعتماد لہجے میں یہ فرمایا کہ "میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ (یہاں سے) چلے جائیں گے۔" تو آپ کی اس نرم مِزاجی اور خود اعتمادی نے ہی انہیں آپ کی بات سننے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہٰذا انفرادی کوشش کے لئے بالخُصوص شخصیات سے ملاقات کرنے والے مُبلّغین کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے سامنے موجود شخصیت کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہو وہ قلبی طور پر ہرگز ہرگز اس کے عُہدے یا مَنْصَب سے مَرعوب نہ ہوں اور نہ ہی کسی قسم کی احساسِ کمتری کا شکار ہوں بلکہ بھرپور خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی کوشش کریں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں اس شخصیت کے مدنی ماحول سے متاثر ہوجانے پر وہ خُود پسندی میں مبتلا ہونے کے بجائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کریں جس نے ان کو انفرادی کوشش کی توفیق عطا فرمائی اور اس شخصیت کے دل میں مدنی ماحول کی محبت ڈالی۔

معاملہ فہمی.....

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **انفرادی کوشش** کے واقعے سے یہ مدنی پھول بھی ملتا ہے کہ مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے۔ یعنی جس طرح حضرت اُسَیْد بن حُضَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نیزہ تانے آتے دکھائی دیئے اور حضرت اَسْعَد بن زُرارَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معاملے کی نزاکت کا احساس دلایا تو آپ نے حضرت اسید بن حضیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سخت طرزِ عمل پر جس طرح گفتگو فرمائی اگر مبلغین اسے اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیں تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھومیں مچ جائیں گی۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 200 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**انفرادی کوشش**'' **صَفْحَہ** 135 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا معاملہ فہمی کے متعلق یہ فرمان نقل ہے کہ ''جس کو یہ گُر مل گیا کہ کہاں کیا بولنا ہے تو وہ کامیاب ہوگیا۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے یعنی وہ جانتا ہو کہ کس وقت، کس سے کیا بات کرنی ہے؟ مثلاً آپ کی ملاقات کسی نئے اسلامی

بھائی سے ہوئی اور اس نے بتایا کہ میری ماں کو کینسر ہو گیا ہے اور آپ نے اس کی قلبی کیفیات کا لِحاظ کئے بغیر اسے موت کے تصوُّر سے ڈرانا شروع کر دیا کہ عنقریب موت آنے والی ہے اور تمہاری ماں تو بالکل قبر کے کنارے پہنچ چکی ہے وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کی گفتگو کے بعد آپ کے بارے میں اس کے کیا تأثرات ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بلکہ ہوسکتا ہے وہ زبان سے اظہار بھی کر ڈالے۔ اس لئے ایسے موقع پر غم خواری کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیجئے اور کچھ اس طرح سے اس کی غم خواری کیجئے: "اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو جلد اَز جلد شِفا عطا فرمائے، انہیں ہر آفت، دُکھ اور پریشانی سے بچائے۔ میں اجتماع میں بھی دُعا کروں گا، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔۔۔ بلکہ ہو سکے تو آپ بھی میرے ساتھ چلئے، دونوں بھائی مل کر دُعا کریں گے، اس کے علاوہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی دُعائیں جلد قَبول ہونے کی بِشارت بھی دی گئی ہے، لہٰذا! آپ بھی کوشش کر کے مدنی قافلے میں سفر اختیار کیجئے اور ڈھیروں ثواب کے حُصول کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ کی جلد صحت یابی کے لئے دُعا بھی کیجئے۔"

سونے چاندی سے زیادہ حسین نصیحتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم نے موقع محل کے مطابق گفتگو نہ کی تو ممکن ہے کسی بے موقع بات کی وجہ سے وہ اسلامی بھائی ہم سے دور ہو جائے اور

ہم فائدے کے بجائے نقصان کر بیٹھیں۔ لہٰذا ہمیں حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَروی یہ پانچ نصیحتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''مجھے حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے پانچ ایسی نصیحتیں فرمائیں جو سونے اور چاندی سے زیادہ حَسین ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱).....لایعنی معاملے میں ہرگز گفتگو نہ کرنا کہ یہی سلامتی کے زیادہ قریب ہے اور خطا و لَغْزِش سے بے خوف مت ہوجانا۔

(۲).....ضرورت کے معاملے میں بھی موقع و محل دیکھے بغیر ہرگز گفتگو مت کرنا کہ بسا اوقات اپنے فائدے کے معاملے میں موقع و محل کا خیال کئے بغیر گفتگو کرنے والا بھی شرمسار ہوجاتا ہے۔

(۳).....کسی بُردبار سے بحث مُباحَثہ کرنا نہ کسی بے وقوف سے، کیونکہ بُردبار شخص تجھے خوب تڑپائے گا اور بے وقوف شخص اَذِیَّت پہنچائے گا۔

(۴).....جب تیرا کوئی بھائی تیرے پاس موجود نہ ہو تو اس کا ایسا تذکرہ کرنا جیسا کہ تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیری عدم موجودگی میں تیرا تذکرہ کرے اور اس کی ہر وہ خطا و لَغْزِش مُعاف فرمادینا جس پر تم اپنے لئے اس کی جانب سے مُعافی کو پسند کرتے ہو۔

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جُداگانہ ہوتا ہے، لہٰذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مُراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہٰذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بُنیادی عَناصِر کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں:

﴿1﴾.....مخاطَب کون ہے؟

﴿2﴾.....نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب غور کرلیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کررہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عَناصِر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے جن باتوں پر عمل کرنا چاہئے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جُداگانہ ہوتا ہے، لہٰذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مُراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہٰذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بُنیادی عَناصِر کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں:

﴿1﴾.....مخاطَب کون ہے؟

﴿2﴾.....نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب غور کرلیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کررہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عَناصِر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے جن باتوں پر عمل کرنا چاہئے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

(1).....مُخَاطَب کون ہے؟

مُراد یہ ہے کہ آپ جس کو نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہوں اس کی حیثیت و کیفیت اور قابلیت وغیرہ کو مدنظر رکھیں۔

مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھنا

مخاطَب کی طبِیعَت کا خیال رکھا جائے کہ کہیں اس کی طبیعت میں اس وقت چڑچڑاپَن تونہیں؟ یا وہ اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف مائل تونہیں؟ یا کہیں وہ غصے میں بھرا ہوا تونہیں؟ یا وہ غیر سنجیدہ تونہیں؟ کیونکہ ان حالتوں میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کے نتیجہ خیز ہونے کا امکان بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

مخاطب اگر چڑچڑے پن کا شکار ہو یا اعتراض اور نکتہ چینی پر آمادہ ہو تو اس وقت مبلغ کے لیے بہتر یہ ہے کہ مناسب موقع کے انتظار میں فوراً وہاں سے ہٹ جائے اور جب کبھی کسی دوسرے موقع پر مخاطَب انتشارِ ذہنی وغیرہ کا شکار نہ ہو تو اس وقت حق بات بیان کرنے میں دیر نہ کرے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ﴿۶۹﴾ (پ۷، الانعام: ۶۸، ۶۹)

شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور پرہیزگاروں پر ان کے حساب سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں۔

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی میں ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمان! جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو آیاتِ قرآنیہ یا محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُعْجِزات یا حُضور کی ذاتِ گرامی کا مذاق اڑانے، دل لگی کرنے میں مَشْغول ہیں تو تُو ان کے پاس نہ تو بیٹھ، نہ ان کی اس حرکت میں کسی طرح شرکت کر، نہ ان کی اس گفتگو کو رغبت سے سن، بلکہ یا انہیں اس حرکت سے روک دے یا وہاں سے چلا جا جب تک وہ یہ ذکر چھوڑ کر دوسری بات شروع نہ کر دیں تب تک ان سے دور رہ۔ اگر کبھی تجھے شیطان ہمارا یہ حکم بھلا دے اور تُو بھول کر وہاں بیٹھ جائے تو ہماری یہ مُمانَعت یاد آجانے پر فوراً وہاں سے ہٹ جا، ایک آن کے لیے اب وہاں نہ بیٹھ کہ وہ قوم ظالم ہے، ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا بھی ظالم ہے۔ ہاں! جو مسلمان کسی وجہ سے وہاں بیٹھنے، وہاں جانے پر مجبور ہوں تو ان کفار کا حساب ان مجبوروں سے نہ لیا جائے گا اور یہ مجبور مسلمان گنہگار نہ ہونگے مگر خیال

رکھنا کہ مجبوری کا بہانہ نہ بنانا، دل سے ان کی طرف رغبت نہ کرنا بلکہ ایسی مجبوری میں بھی بقدرِ طاقت انہیں نصیحت کرنا، ان کے اس عمل کی بُرائی ظاہر کرنا اس اُمّید پر کہ شاید یہ لوگ ان حرکتوں سے باز آجائیں، خدا توفیق دے تو مسلمان ہوجائیں اس صورت میں تجھے اجر وثواب ملے گا۔ [1]

مخاطب کی حیثیت ومرتبہ کا خیال رکھنا

مخاطَب کی حیثیت اور اس کے سیاسی ومعاشرتی مَقام ومرتبہ کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے، کیونکہ ایسے لوگ عزت افزائی کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ اگر مبلغ ان کے مقام ومرتبہ کو پیشِ نظر نہ رکھے گا تو ممکن ہے کہ شیطان اسے گمراہ کر دے اور حق بات سننے سے روک دے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ وہارون عَلَیْہِمَا السَّلَام کو جب فرعون کی طرف بھیجا گیا تو نرم لب ولہجہ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰىۚ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى﴿۴۴﴾ (پ۱۶، طٰہٰ: ۴۳، ۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا۔ تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

---

[1] ……تفسیرِ نعیمی، ج۷، ص ۴۶۴

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اپنے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی تربیت اسی اصول پر فرمائی اور فرمایا: **اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ** یعنی لوگوں سے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کرو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت **سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بنی عبدالاشہل کے سرداروں سے جب ان کے مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں بات کی اور دینِ حق کی دعوت پیش کی تو وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

لہٰذا پوری دنیا میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچانے کے لیے مبلغین پر لازم ہے کہ اپنے مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے نیکی کی دعوت پیش کریں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے متعلق مَروی ہے کہ آپ مخاطب کے مقام و مرتبہ کا بہت زیادہ لحاظ فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ **سجادہ نشیں** سرکار کلاں مارہرہ شریف **حضرت مہدی حَسَن میاں** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

''میں جب بریلی شریف آتا تو **اعلیٰ حضرت** خود کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے۔ ایک مرتبہ میں نے **سونے کی انگوٹھی** اور چھلے پہنے ہوئے تھے، حسبِ دَستور جب ہاتھ دُھلوانے لگے تو فرمایا: ''شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلّے مجھے دے دیجئے!''

میں نے اُتار کر دے دیئے اور بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے مارہرہ شریف واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ''ابا حُضور! بریلی شریف کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلّے انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا: ''شہزادی صاحبہ یہ دونوں طِلائی اَشیا آپ کی ہیں (کیونکہ مَردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)'' ①

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا

مبلغین پر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے مخاطَب کی ذہنی صلاحیتوں کو مد نظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے، جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا **اُسَید بن حُضَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مَروی ہے کہ وہ بڑے عقلمند تھے لہٰذا جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے یہ فرمایا کہ ''میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔'' تو انہوں نے سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہوسکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، پس کلامِ الٰہی کے میٹھے میٹھے بول سنتے ہی سرِ تسلیم خم کر دیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک اَعْرابی (دیہاتی) نے

---

① ……حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۵

حُضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: میری بیوی کے شِکَم سے ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں، اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچّہ میرا نہیں ہے۔ اَعْرابی کی یہ بات سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: **هَلْ لَكَ مِنْ اِبِل؟** کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ بولا: جی ہاں! میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: **فَمَا اَلْوَانُهَا؟** ان کے رنگ کیسے ہیں؟ بولا: ان کے رنگ سُرخ ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید پوچھا: کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ دریافت فرمایا: **فَاَنّٰى اَتَاهَا؟** وہ کہاں سے آئے یعنی سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ عرض کی: **یا رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو اور اس کی رگ نے

تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل سے بھی معلوم ہوا کہ گفتگو مخاطب کی ذِہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو تو اثر رکھتی ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ **اُمِرْنَا اَنْ نُّکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ** یعنی ہمیں لوگوں کی عقلوں کے مطابق بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [2]

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نماز کے بعد دہلی (ھند) کی ایک مسجد میں مَشْغُولِ وظیفہ تھے۔ ایک صاحب آئے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب تک قیام میں رہے مسجد کی دیوار کو دیکھتے رہے، رُکوع میں بھی سر اُوپر اٹھا کر سامنے دیوار ہی کی طرف نظر رکھی۔ جب وہ نماز سے فارِغ ہوئے تو اس وقت تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت بھی اپنا وظیفہ مکمل کر چکے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں اپنے پاس

---

[1] ……بخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، الحدیث: ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۴۹۷

[2] ……فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۶۱۴، ج ۱، ص ۲۲۹

بلا کر شرعی مسئلہ سمجھایا کہ نماز میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے۔ پھر فرمایا: بحالتِ رُکوع نگاہ پاؤں پر ہونی چاہیے۔ یہ سنتے ہی وہ صاحب قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے: واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہو، نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور تم میرا منہ قبلہ سے پھیرنا چاہتے ہو! یہ سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرتے ہوئے فرمایا: پھر تو سجدے میں بھی پیشانی کے بجائے ٹھوڑی زمین پر لگائیے! یہ حکمت بھرا جملہ سن کر وہ بالکل خاموش ہو گئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ قبلہ رُو ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اوّل تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار کو دیکھا جائے، بلکہ صحیح مسئلہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے بیان فرمایا۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے مشہور مَقُولے **کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ** یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ پر عمل کرتے ہوئے جب ایک عام شخص سے اس کی عَقْل کے مطابق کلام کیا تو آپ کی زبان سے نکلے ہوئے حکمت بھرے ایک جملے نے برسہا برس سے نماز میں غَلَطی کرنے والے کی لمحہ بھر میں اِصلاح فرما

---

[1] ……حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۳۰۴

دی۔ چنانچہ "اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش" کرنے والے مُبلِّغین کو چاہیے کہ اس مَدَنی پھول کو اپنے دل کے مَدَنی گلدستے میں سجا کر اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں، ہفتہ وار اِجتماعات وغیرہ میں شرکت کروانے کے لئے اِنفرادی کوشش کریں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ان کے قدم چُومے گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شکوک وشبہات دور کرنا

مبلغین پر لازم ہے کہ اگر مخاطَب کے ذہن میں کچھ شکوک وشبہات ہوں یا کوئی غلط فہمی ہو تو پہلے اس کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق دلائل سے انہیں دور کیا جائے یا اندازِ گفتگو ایسا اختیار کیا جائے کہ یہ خود بخود دور ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا **اُسَید بن حُضَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب حضرت سَیِّدُنا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِن عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے غصے سے بھرے لہجے میں یہ فرمایا کہ "تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو وَرغلانے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔" تو اس وقت وہ اسلام کی حقّانیت

سے واقف نہ تھے۔ پھر جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِن عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے میٹھے میٹھے لہجے میں انہیں حقیقت سے آگاہ کیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت کی غیر مسلم پر انفرادی کوشش

مولانا سیِّد ایوب علی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ قبلِ ظہر حضرت اُستاذُ العُلما مولانا مولوی حکیم نعیم الدین مُرادآبادی وحضرت مولانا مولوی رحم الٰہی (مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اعلیٰ حضرت مُجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آریہ (یعنی ہندو) آیا اور کہنے لگا: میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے تو میں اور میرے بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ چونکہ اذان ہو چکی تھی، نہ معلوم اس کے جوابات میں کتنا وقت صرف ہوگا؟ یہ سوچ کر اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کرو گے **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جواب دیا جائے گا۔ وہ کہنے لگا: ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پر میشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے۔ مولانا نعیم الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر بھی وارد ہوتا ہے۔ مولانا رحم الٰہی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

نے فرمایا: میرے پاس (تمہارے مذہب کی کتاب) **ستیارتھ پرکاش** مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔

الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے، نماز پڑھ لی جائے، وہ آریہ اتنی دیر پھاٹک پر بیٹھا رہا۔ نماز کے بعد اس نے مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے:

۞.....قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے، خدا تو قادِر تھا کہ ایک ساتھ اُتار دیتا۔

۞.....آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو پھر انہیں دنیا میں واپس کیوں کیا؟ وہ تو اسے محبوب تھے؟

۞.....عبادت پانچ وقت کے متعلق **ستیارتھ پرکاش** کی عبارت دیکھنا مَشْروط ہوئی۔

مذکورہ بالا سوالات سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا: میں تمہارے سوالوں کے جواب ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہو۔ اس نے کہا: ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے مَعْقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرا دوں گا۔ جب خوب قول وقرار اور پختہ وعدہ کرا لیا تو آپ نے فرمایا: پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے اسکی

وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج (یعنی درجہ بدرجہ) نازل فرمایا۔

پھر فرمایا: انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا، اللہ تعالیٰ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟

پھر فرمایا: انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے، پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غَلّہ کیوں نہ پیدا فرمایا۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آگئی جس میں حسبِ ذیل عبارتیں موجود تھیں:

❁..... باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ: "اگنی ہوتر (یعنی پوجا) صبح شام دو ہی وقت کرے۔"

❁..... باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ ہیڈنگ: سندھیا (ہندوؤں کی صبح وشام کی عبادت) دو ہی وقت کرنا چاہئے۔

ان عبارات کو سن کر اس آریہ کے لئے قائل ہونے کے سوا چارہ ہی کیا تھا؟ لہٰذا! اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا۔ اس کی نسبت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: اسے یوں سمجھو کہ ایک

بادشاہ اپنی مملکت کے انتظام کے لئے ایک نائب مقرر کرتا ہے، وہ صوبہ دار یا نائب بادشاہ کے حسبِ منشا خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہوکر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام وخِلْعَتِ فاخِرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اسے بُلا کر مُعَطّل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آ گیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔ [1]

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے کیسے پیارے انداز میں مخاطَب کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق اس کے اسلام کے متعلق شکوک وشبہات دور فرمائے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت مسلمان ہوگیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اور اے کاش! اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے صدقے ایسی گفتگو کا سلیقہ ہم سب کو بھی عطا ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ……حیات اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، ص ۲۸۷

﴿2﴾.....نیکی کی دَعْوَت کیسی ہے؟

معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے دوسری اہم اور بنیادی شے یہ ہے کہ مُبلّغین اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی پیش کردہ نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس سلسلے میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سکھائے ہوئے طریقۂ دعوت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ چنانچہ دعوت کی اہمیت (اَہم۔می۔یت) یعنی قدرومنزلت اور ضرورت کا اندازہ اِس بات سے لگائیے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خود اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آدابِ دعوت اِرشاد فرمائے ہیں۔ جیسا کہ پارہ 14 سورۂ نحل کی آیت نمبر 125 میں ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ (پ۱۴، النحل: ۱۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے پیارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں احسن طریقے سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کی تلقین فرمائی ہے، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَخلاقِ حَسَنہ اور اندازِ

حُسنِ تبلیغ کو دیکھئے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار کی عطا کردہ توفیقِ مَوْعِظہ حَسَنہ سے وَحْشَت و بَربَرِیَّت سے لبریز خونریز انسانِ بدتر اَز حیوان کو کس طرح انسانیت کے بلند و بالا منصب پر فائز فرما دیا۔ ہمارے آقا بگڑے ہوؤں کی کس حسنِ تدبیر سے تقدیر کو بدلتے تھے اس کی ایک حسین جھلک ملاحظہ ہو۔

مجھے گناہ کی اجازت دیجئے

ایک نوجوان ہم غمزدوں کے دلوں کے چین، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابۂ کرام جَلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کو مت مارو۔ پھر اس کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت ہی نرمی کے ساتھ فرمایا: اے نوجوان مرد! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: میں اس کو کس طرح رَوا (جائز ومباح) رکھ سکتا ہوں؟ تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اس کو کس طرح رَوا رکھ سکتے ہیں؟ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: تیری بیٹی سے اگر ایسا کرے تو کیا تو اس کو پسند کرے گا؟ عرض کی: جی نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پوچھا کہ تیری بہن سے اگر کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے یا پھر خالہ سے؟ اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ایک رشتے کے متعلق سوال فرمایا اور وہ کہتا رہا مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا الٰہی! اس کے دل کو پاک فرمادے اور اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ شخص تمام عمر زِنا سے بیزار رہا۔ [1]

اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
اِجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ حُضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق ترجُمان

---

[1] ……مسند احمد، الحدیث: ۲۲۲۷۴، ج۸، ص ۲۸۵

سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ اس نوجوان کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی تھا اور پھر آپ کی دعا کی برکت سے وہ نوجوان ہمیشہ کے لیے اس فعلِ بد سے تائب ہو گیا۔ لہٰذا مبلغین پر بھی لازم ہے کہ انفرادی کوشش کے دوران ایسے الفاظ کا انتخاب فرمائیں جو نہ صرف مخاطَب کے جگر میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو جائیں بلکہ اسے گناہوں بھرے ماحول سے نکال کر قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ بھی کر دیں اور وہ ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلوں کا مسافر بن جائے یا پھر مسافر بننے کی نیت کر لے۔

سَیِّدُنا مُصْعَب بِن عُمَیْر کے دیگر اوصافِ حمیدہ

زُہد وتقویٰ

حضرت سَیِّدُ نا سَعد بن ابی وقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُصاحَبَت میں رہتے ہوئے ہم پر رَنْج واَلَم کے زہر آلود تیر برسے لیکن ہم نے انہیں اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی ڈھال پر لے لیا۔ حضرت سَیِّدُ نا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قبولِ اسلام سے پہلے سونے

کے چمچ سے کھانے اور انتہائی قیمتی لباس پہننے والے نوجوان تھے، مگر قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے زہد وتقویٰ کے آبخورے خوب بھر بھر کر پیئے اور اس قدر مشقتیں برداشت کیں کہ میں نے دیکھا ان کی کھال سانپ کی کینچلی (سانپ کی جلد پر سفید جالی نما شفاف جھلی) کی طرح جسم سے جدا ہو رہی تھی۔ [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سونا بھٹّی سے گزرنے کے بعد جس طرح کُندَن ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی راہِ خدا میں ہر قسم کے مَصائب وآلام سہنے کے سبب استِقامت کا پہاڑ بن چکے تھے۔ دینِ مَتین کی خاطِر تکالیف سہنا ان کے حق میں گویا موسم بہار کا آنا تھا۔

بارگاہِ رسالت میں پذیرائی

دنیاوی عیش وعشرت کی سحر انگیزیوں کو پرِ کاہ (گھاس کے تنکے) کے برابر بھی نہ سمجھنے والے اور ابدی نعمتوں کے حُصول کی خاطر صحرا کے خاروں (کانٹوں) کو گلے لگانے والے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ کی بنا پر بارگاہِ رسالت میں انتہائی مقبول تھے، ایک مرتبہ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اختیاری فقر وفاقہ کا عالَم دیکھ کر چشمانِ

---

[1] .....اسد الغابۃ، باب مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۱

سرکار بھی اشکبار ہوگئیں۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ہم ایکبار سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد میں حاضر تھے، اچانک **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، جن کی حالت یہ تھی کہ پورا جسم ڈھانکنے کے لئے مناسب لباس مُیَسَّر نہ تھا بلکہ ایک ہی چادر سے جسم پوشی کی کوشش فرما رہے تھے اور اس پر بھی جگہ جگہ چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، اپنے جانثار کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کی **عَیْش و تَنَعُّم** والی زندگی یاد کر کے اور موجودہ فقیرانہ و زاہدانہ حالت ملاحظہ فرما کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم اَشک بار ہوگئیں۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قسمت پر ہزاروں جانیں قربان! جن کے پھولوں کی سیج پر گزرے ہوئے ماضی کو یاد کر کے سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم بھی اشکبار ہوگئیں۔

---

[1] ……ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، الحدیث: ۲۴۸۲، ج ۴، ص ۲۱۵

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا گزشتہ عیش کا زمانہ یاد فرمایا تو رو پڑے یا ان پر رحم فرماتے ہوئے یا ان کے ترکِ دنیا اور آخرت کے درجات پر خوشی سے روئے۔ پہلا احتمال زیادہ قوی ہے۔ خیال رہے کہ حُضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ترکِ دنیا پر حضرت عمر روئے تو حُضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں رونے سے منع فرمادیا وہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صبر ہے اور یہاں حضرت مصعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خود روئے یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت ہے۔ [1]

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اخلاقِ حمیدہ کی گواہی

حضرت سَیِّدُنا عامِر بن رَبیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا

---

[1] ……مرآۃ المناجیح، کتاب الرقاق، ج۷، ص۱۷۰

مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لانے سے لے کر شہید ہونے تک میرے سب سے بہترین دوست تھے، ہم نے حبشہ دونوں مرتبہ اکٹھے ہی ہجرت کی وہ ہر جگہ میرے رفیق رہے اور میں نے ان سے بڑھ کر حُسْنِ اَخلاق کا پیکر کسی کو نہ دیکھا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کسی کو وعدہ پورا کرنے والا پایا۔ [1]

بدر و اُحد میں شرفِ علمبرداری

رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق مارچ ۶۲۴ء میں میدانِ بدر میں جب اسلامی لشکر کی صفیں دُرُست ہوگئیں تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لشکرِ اسلام کی علمبرداری کا فریضہ سونپا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرورِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی منشا کے مطابق پرچمِ اسلام کو اٹھا کر اس کی مخصوص جگہ گاڑ دیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے۔ [2]

اسی طرح شوال المکرم ۳ ہجری بمطابق مارچ 625ء میں جب دونوں لشکر میدانِ اُحد میں آمنے سامنے ہوئے تو ایک طرف ابوسفیان اپنے لشکر کی صفیں

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۸۷

[2] ……المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۵۶

درست کرنے کے بعد بنوعبدالدار کے نوجوانوں کا جذبۂ بہادری ابھارتے ہوئے بولا: اگر کسی قوم کا پرچم جنگ کے دوران سَرنگوں ہوجائے تو پھر قوم کا میدانِ جنگ میں جمار ہنا ممکن نہیں، لہٰذا اے بنوعبدالدار کے نوجوانو! ہمارے پرچم کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ابوسفیان کی یہ بات بنوعبدالدار کے نوجوانوں کے خون کو گرما گئی اور وہ بپھر کر بولے: اے ابوسفیان! کیا یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اپنے پرچم کو دشمن کے حوالے کردیں گے؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا تم خود دیکھ لوگے ہم اس کی حفاظت میں گردنیں کٹادیں گے۔ پھر وہ نیزے تان کر پرچم کے گرد حِصار باندھ کر کھڑے ہوگئے کہ کسی کو اس کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں گے۔

اِسی آشنا میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی مَردانِ خدا کی صَفوں کو دُرُست فرما چکے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: مُشرکینِ مکّہ کا عَلَمبَردار کون ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی گئی: بنوعبدالدار۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ہم ان سے زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنا پرچم بنو عبدالدار کے حوالے کریں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لے کر پکارا: **اَیْنَ مُصْعَبْ بْنْ**

عُمَیْر؟ کہاں ہیں مصعب بن عمیر؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبُ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی پکار کے انتظار میں تھے کہ کب ان کے آقا انہیں اس خدمت کے لیے آواز دیں۔ چنانچہ فوراً حاضرِ خدمت ہوکر عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں مہاجرین کی عَلَمبَرداری کا شَرف پانے کی نوید دی تو وہ یہ سعادت حاصل ہونے پر خوشی سے پھولے نہ سمائے اور انہوں نے پرچمِ اسلام کو تھام کر سرورِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے مخصوص جگہ نصب کر دیا۔ [1]

امام **محمد بن یوسف صالحی شامی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (**متوفی ۹۴۲ھ**) **سُبُلُ الْھُدیٰ وَالرَّشَاد** میں فرماتے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین کا عَلَم امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے لے کر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبُ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوالے کر دیا۔ [2]

آقا پر جان قربان کردی

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبُ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میدانِ احد میں

---

[1] ..... المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۲۲۰

[2] ..... سبل الھدیٰ والرشاد، ج ۴، ص ۱۹۰

جس بہادری وشُجاعت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ میں سُنہری حُروف سے رقم ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب میدانِ اُحد میں کُفّارِ مکّہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمان فتح کی خوشی سے سرشار مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے اپنی مخصوص جگہوں سے ہٹ گئے تو انہیں غافل پا کر بھاگتے ہوئے مشرکین نے اچانک پلٹ کر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچا۔ اس اَبتَری واَفْراتَفَری کے عالَم میں بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دشمنانِ اسلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دور رکھنے کے لیے بہادری وجانثاری کی ایسی عظیم مثالیں قائم کیں کہ چشمِ فلک آج بھی حیران اور دُنیا انگشت بدنداں ہے کیونکہ جانثارانِ مصطفٰے عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گِرد سِیسَہ پِلائی دیوار کھڑی کر دی اور کُفّارِ مکّہ کو عملی طور پر بتا دیا کہ وہاں تک جانے سے پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا۔ چنانچہ،

جان دیدی مگر پرچم اسلام پر آنچ نہ آنے دی

حضرت محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری المعروف ابن سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۲۳۰ھ) الطبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ اسلامی لشکر میں اَبتری

پھیلی مگر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبُ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ثابت قدم رہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفارِ مکہ کے بڑھتے ہوئے لشکر پر ٹوٹ پڑے تو بد بخت ابن **قَمِیئہ**[1] نے موقع پا کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس دستِ اقدس پر تلوار سے وار کیا جس میں پرچم تھا، وہ ہاتھ کٹ کر گرا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پرچم دوسرے ہاتھ سے تھام لیا، اس بد بخت نے اس ہاتھ کو بھی جسم سے جدا کر دیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر بھی پرچمِ اسلام کو سَرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ اپنے کٹے ہوئے بازوؤں کے حصار میں لے لیا، پھر اس دشمنِ اسلام نے آخری وار کرتے ہوئے نیزہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے میں پرو دیا اور یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باپ شریک بھائی حضرت ابو روم بن عمیر[2] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بنو عبد الدار کے حضرت **سُوَیْبط بن سعد بن حَرْمَلَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آگے بڑھ کر فوراً پرچمِ اسلام کو تھام لیا

---

[1]..... یہ بد بخت ابن **قمیئہ** وہی ہے جس نے اسی غزوہ میں چہرۂ مصطفےٰ پر وار کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔

[2]..... حافظ ابن عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو روم بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باپ شریک بھائی تھے، ان کا شمار اولین اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام میں ہوتا ہے، یہ دوسری ہجرتِ حبشہ میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۶۰، ص ۳۴۶)

اور اسے سَرنگوں نہ ہونے دیا۔ پھر یہ پرچم مدینہ واپسی تک حضرت ابو روم بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ہی رہا۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد پرچمِ اسلام کو سرنگوں ہونے سے بچانے کے لیے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شکل میں ایک فرشتے نے آگے بڑھ کر تھام لیا۔ اور **المصنف لابن ابی شیبہ** میں ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مصعب! آگے بڑھو! تو حضرت سَیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید نہیں ہو گئے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ تو شہید ہو چکے ہیں مگر ان کی شکل وصورت میں ایک فرشتہ ان کی جگہ کھڑا ہوا ہے جس کا نام بھی مصعب ہی ہے۔ [2]

باہمت زوجہ

مروی ہے کہ حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے غزوۂ اُحد

---

[1] .....الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۸۹

[2] .....مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، ھذا ما حفظ ابو بکر فی اُحد، الحدیث: ۲۹، ج ۸، ص ۴۸۹ مفھوماً

میں زخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری بڑی بہادری سے سرانجام دی۔ جب رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو جنگ کے خاتمہ کے بعد میدانِ اُحد کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے حمنہ! اپنے عزیز کی شہادت پر صبر کر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ثواب کی امید رکھ۔ عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کس نے مرتبۂ شہادت پایا ہے؟ فرمایا: تمہارے ماموں سیدنا حمزہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ کہا اور ان کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں شہادت مبارک ہو۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پہلے کی طرح صبر کی تلقین فرمائی تو عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ فرمایا: تمہارا بھائی عبد اللہ بن جحش۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا اور ان کے لیے بھی مغفرت و رحمت کی دُعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں بھی جنّت مبارک ہو۔ اور جب سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری مرتبہ صبر کا دامن تھامے رہنے پر اجر و ثواب کی نصیحت فرمائی تو عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ اس بار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب یہ بتایا کہ ان کے

شوہر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے ہیں تو یہ اَندوہناک خبر سن کر ان کے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں اور بے اختیار ان کے دلِ پُر درد سے ایک آہِ سرد الفاظ کا جامہ پہن کر کچھ یوں نکلی: "**وَاحُزْنَاہ!** ہائے افسوس!" تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کے نزدیک جو مرتبہ شوہر کا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے رشتے کا نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: اے حَمنہ! تو نے اپنے شوہر کی شہادت پر ہی یہ کیوں کہا؟ عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے جب ان کی یتیم بچی کی پرورش کا خیال آیا جس کی بھاری ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر آن پڑی ہے تو اسی خوف سے بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرماتے ہوئے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کو اپنی دعاؤں سے نوازا کہ یقیناً ان سے حُسْنِ سُلوک کیا جائے گا، پھر بعد میں جب حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جَحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جنتی صحابی حضرت سَیِّدُنا **طلحہ بن عبید اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح فرمالیا تو وہ سب سے زیادہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی کا خیال رکھا کرتے۔ [1]

---

[1] .....المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۲۹۱

قاتل کی عبرتناک موت

کتاب المغازی میں ہے کہ جب بدبخت ابن **قَمِیئہ** نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اَبدی ذِلتوں کا حقدار قرار دیتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا: **اَقْمَاَہُ اللّٰہُ**" یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل و رسوا فرمائے۔ چنانچہ وہ بکری کا دُودھ دوہنے کے لیے اسے پکڑے ہوئے تھا کہ اچانک ایک بکری نے سینگ مار مار کر اس کا کچومر نکال دیا اور یوں وہ پہاڑوں کے درمیان مردہ حالت میں پایا گیا۔[1]

تکفین

ایک روز حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے کھانا رکھا گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس دن روزے سے تھے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لذیذ نعمتیں دیکھیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ یوں ارشاد فرمایا: **قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَ کَانَ خَیْرًا مِنِّی** یعنی حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید کر دیئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اور ان کو ایک ایسی چادر میں کفنایا گیا کہ **اِنْ غُطِّیَ رَاْسُہٗ بَدَتْ رِجْلَاہُ** اگر سر کو چھپاتے تو پیر کھل جاتے

---

[1] ..... المغازی للواقدی، غزوہ احد، ج ۱، ص ۲۴۶

وَاِنْ غُطِّیَ رِجْلَاہُ بَدَا رَأْسُہُ اور اگر پیروں کو چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ [1] اور ایک روایت میں حضرت سَیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر اِذْخِر (نامی ایک قسم کی خودرو گھاس) ڈال دیں۔ [2]

تدفین

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر مبارک سرکار کے حکم سے بنائی گئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تا قیامِ قیامت زمین کی گود میں آرام کرنے کے لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرت سیدنا ابو روم بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا سُوَیْبِط بن سعد بن حرملہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبر میں اتارا۔ [3]

---

[1] ……السنن الکبری للبیهقي، کتاب الجنائز، باب الدلیل علی جواز التکفین فی ثوب واحد، الحدیث: ۶۲۸۳، ج ۳، ص ۵۶۳

[2] ……بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا لم یجد کفنا، الحدیث: ۱۲۷۶، ج ۱، ص ۴۳۱

[3] ……الطبقات الکبری لابن سعد، ج ۳، ص ۹۰

انمول درس

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی راہِ خدا میں دی جانے والی قربانیوں پر صد کروڑ مرحبا! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی خاطر عیش بھری زندگی کو چھوڑا اور جہانِ فانی سے کوچ کے وقت عُشّاق کے لیے یہ **انمول درس** دیا کہ **جینا ہو تو ایسا اور مرنا ہو تو ایسا**۔ زندگی کی لطافتوں اور راحتوں میں وہ مزہ نہیں جو محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جان وار دینے میں ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دنیا کی نعمتوں سے مالا مال تھے تو خوب مزے اُڑائے اور جب ان فانی نعمتوں سے منہ موڑ کر ابدی وسَرمَدی نعمتوں کی جانب متوجہ ہوئے تو نہ زندگی میں پورا لباس مُیَسَّر آیا اور نہ مرنے کے بعد پورا کفن ملا۔ چنانچہ راہِ خدا کی ان آزمائشوں پر صبر کے بدلے انہیں کیسا پیارا انعام ملا کہ جب رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے احد کے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: میں ان لوگوں پر گواہ ہوں کہ جو بندہ راہِ خدا میں زخمی ہو (کر مرتبۂ شہادت پر فائز ہو) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بروزِ قیامت اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے تازہ خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا مگر بو کَستوری کی ہوگی۔ (اے میرے جانثار صحابہ! تدفین کے وقت)

خاص خیال رکھنا کہ جسے ان شُہَدا میں سے قرآنِ کریم زیادہ یاد ہو اسے قبر میں دوسروں سے پہلے رکھنا۔ ① اور حضرت سَیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میدانِ اُحد سے واپسی کے وقت باذنِ پروردگار دو عالَم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر شُہَدا کے پاس ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بارگاہِ خداوندی میں زندہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ان کی قُبور کی زیارت کر کے ان پر سلاموں کے نذرانے پیش کرنا، قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا یہ اس کو سلام کا جواب دیں گے۔ ②

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شُہَدائے اُحد پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

① ……مسند احمد، الحدیث: ۲۳۷۱۸، ج ۹، ص ۱۶۶

② ……المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۳، ص ۷

Go To Index

صاحبِ علم و حکمت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر
مشتمل مدنی گلدستہ

سیرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا ابو درداء



پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)



مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1288

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط



درود شریف کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ تقرّب نشان ہے: ''**جُمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو، یہ یومِ مَشْہُود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو بندہ مجھ پر دُرُود پاک پڑھتا ہے اس کا دُرُود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دُرُود پڑھنے سے فارغ ہو جائے۔**'' سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''**وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟**'' یعنی کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیاوی

مدینہ

یہ بیان مبلغ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے تبلیغ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عظیم الشان سنّتوں بھرے بین الاقوامی اجتماع ۲۹ جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ میں فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

زِندگی سے پردہ فرمانے کے بعد بھی؟ ارشاد فرمایا: ''وَبَعْدَ الْمَوْتِ'' ہاں میرے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی۔ کیونکہ ''اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ'' **اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے بلکہ ''فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ'' اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔**(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، الحدیث:1636، ج2، ص290)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سِیرَتِ سیِّدُنا اَبُودَرْدَاء

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

مدینہ منورہ پر جب شَہَنْشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رَنْج و مَلال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جلووں کی برسات چَھما چَھم برسی اور نیکی کی دعوت کا پیغام عام ہونے لگا تو اس کی آواز سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی سنی اور آخرکار وہ اسلام کی حقانیت کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب مسلمان ہوئے اور انہوں نے جانا کہ اسلام خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ اور حقیقی ایمان والا بندہ وہی ہے جو اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تو آپ سوچنے لگے کہ وہ خود تو جہنم کی آگ کا ایندھن بننے سے بچ گئے ہیں مگر ان کے بھائی عُوَیمِر ابھی تک کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ چنانچہ،

آپ نے اپنے بھائی **عُوَیْمِر** پر انفرادی کوشش شروع کر دی، آپ کا نیکی کی دعوت پیش کرنے کا انداز بڑا حکیمانہ اور پیارا تھا۔ آخر کار حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی انفرادی کوشش، حکمت بھرے انداز اور مُسَلْسَل نیکی کی دَعْوت کی برکت سے ان کے بھائی **عُوَیْمِر** نے اسلام قبول کر لیا۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں:

حضرت **عُوَیْمِر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کا سبب کچھ یوں پیدا ہوا کہ آپ اپنے بھائی حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلسل نیکی کی دعوت پیش کرنے سے متاثر ضرور تھے مگر ابھی تک آپ نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے گھر میں ایک بت رکھا ہوا تھا جس پر عام طور پر کپڑا ڈال دیتے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بات معلوم تھی۔ چنانچہ، ایک دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت سیِّدُنا **عُوَیْمِر** کے گھر تَشْرِیف لائے جب وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ آپ کے پوچھنے پر ان کی زوجہ سے معلوم ہوا کہ وہ گھر پر موجود نہیں۔ تو آپ اس کمرے میں چلے گئے جہاں حضرت **عُوَیْمِر** نے بت رکھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس اس وقت ایک کُلْہاڑا تھا جس سے آپ نے اس بت کو توڑنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ایسے اَشْعار پڑھتے جاتے جن میں شیطان کی برائیوں کا تَذْکِرہ تھا اور ساتھ ہی یہ فرماتے جاتے کہ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مَعْبود نہیں۔

حضرت **عُوَیْمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ نے جب توڑ پھوڑ کی آوازیں سنیں تو بھاگتے ہوئے آئیں اور جب حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بت توڑتے دیکھا تو کہنے لگیں: ''اے ابن رواحہ! یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے تو مجھے ہلاک و برباد کر دیا ہے۔'' مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کوئی پرواہ نہ کی اور اسے روتے ہوئے چھوڑ کر وہاں سے چل دیئے۔

حضرت **عُوَیْمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر واپس آئے اور بیوی کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے کا سبب پوچھا۔ جب اس نے بتایا کہ آپ کے جانے کے بعد عبداللہ بن رواحہ تَشْرِیف لائے تھے اور یہ دیکھیں انہوں نے کیا کیا ہے؟ تو یہ دیکھ کر آپ غَضَبْناک ہو گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر بت کے پاس کوئی بھلائی ہوتی تو یقیناً اپنی حفاظت خود کر لیتا۔ پس اس خیال کا آنا تھا کہ دل کی حالت ہی بدل گئی اور فوراً بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (المستدرك، ذكر مناقب أبي الدَّرْدَاء عويمر بن زيد الأنصاري رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ، باب ذكر اسلام ابي الدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ، الحديث: 5500، ج4، ص404 مفهومًا)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نیکی کی دَعْوت پیش کرنے کا کیا ہی پیارا انداز تھا۔ اس سے ہمیں یہ مَدَنی پھول ملتا ہے کہ جب کوئی اسلامی بھائی خود مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر مَدَنی رنگ میں رنگ جائے تو اسے کوشش کرنی چاہئے کہ اس کے دَوْست احباب

بھی اس مَہکے مَہکے مُشکبار مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہو جائیں تا کہ وہ بھی اس کی طرح دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر نیکی کی دعوت عام کرنے اور بُرائیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے عظیم کام میں شریک ہو جائیں اور دَعوتِ اسلامی کا یہ عظیم مَدَنی مقصد ہر وقت ان کی زبانوں پر رہے:

مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اس عظیم مَدَنی مقصد کا عملی نمونہ بننے کے لئے ہمیں مَدَنی انعامات پر عمل اور مَدَنی قافلوں میں سفر کرنا ہو گا۔ اس کی برکت سے ہم صرف اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے گھر والوں کی اصلاح کا بھی ذریعہ بنیں گے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے حضرت سیِّدُنا **عُوَیْمِر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کا واقعہ تو جان لیا مگر کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کس قَدر عظیم صحابی ہیں؟ تو جان لیجئے کہ انہیں سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چنانچہ،

مُفَسِّر شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان "مراٰۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو دَرْدَاء کا نام **عُوَیْمِر بِنْ عَامِر** ہے انصاری خزرجی ہیں۔ دَرْدَاء آپ کی بیٹی کا نام ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑے عالم فقیہ تھے۔ **۳۲ھ** میں دِمَشق میں وفات پائی۔ (مراٰۃ المناجیح، کتاب المناقب، ج8، ص548)

اَللہ عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے عاشِقِ رَسول ہیں کہ آپ کے مسلمان ہو جانے کا وعدہ خود رب العِزَّت نے اپنے محبوب تاجدارِ رِسالَت، ماہِ نَبُوَّت، مُحْسِنِ اِنسانِیَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا تھا۔ چنانچہ،

ایک مرتبہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے ابو دَرْدَاء کے مسلمان ہو جانے کا وعدہ فرمایا اور آخر کار وہ مسلمان ہو گئے۔

(تاریخ دمشق، الرقم 5464 عویمر بن زید بن قیس، ج47، ص105)

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور گھر کا مدنی ماحول:

میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے اسلامی بھائیو! کتنی عظمت کی بات ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دامَنِ کَرَم سے وابَستہ ہوئے تو نہ صرف خود مَدَنی رنگ میں رنگ گئے بلکہ آپ کے گھر والے بھی مَدَنی ماحول کی بَرَکتوں سے محروم نہ رہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں ایسا مَدَنی ماحول تھا کہ سارا گھرانہ ہی تقویٰ و پرہیز گاری کا عملی نمونہ تھا۔ گھر میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی و پیاری سنّتوں پر عمل کا ایسا جذبہ پیدا ہو گیا کہ سب کے سب سنّتوں کے عملی

مبلغ بن گئے۔ اور آپ نے اپنے گھر والوں کو دنیا اور اس سے بے رَغبَتی کا ایسا درس دیا کہ ان کے دلوں سے دنیا اور مالِ دنیا کی محبت ختم ہو گئی۔ چنانچہ،

سیدنا ابو دَرْدَاء کی شہزادی کی شادی:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہزادی کے بارے میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینۃ** کی مطبوعہ 413 صَفحات پر مشتمل کتاب ''**عیون الحکایات** (مترجم)'' صَفْحَہ 351 پر ہے: یزید بن مُعَاوِیہ نے حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیغام بھیجا کہ اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ مگر حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انکار فرما دیا۔ پھر ایک غریب شخص ﴿صَفْوَان بِنْ عبد الله بِنْ صَفْوَان بنْ أُمَيَّة الجُمَحِيّ﴾ نے نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبول فرمالیا اور اپنی صاحبزادی کا نکاح اس غریب شخص سے کر دیا۔

لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی صاحبزادی کے لئے حاکم وقت کا رِشتہ ٹُھکرا دیا اور ایک غریب شخص سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں نے اپنی بیٹی دَرْدَاء کی بہتری سوچی ہے تم اس وقت دَرْدَاء کے بارے میں کیا سوچتے جب ایک دُنیادار بادشاہ اس کا شوہر ہوتا اور وہ ایسے گھر میں رہتی جس میں اس کی نظریں چَکا چَوند ھ (یعنی اندھی) ہو جاتیں تو کیا اس کا دین سلامت رہتا؟'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، باب زھد ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 761، ص165)

سُبْحَانَ اللہِ ! سیِّدُنا ابودَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَدَنی سوچ پر قربان جایئے ! کہ حاکم کے بیٹے کا رِشتہ ٹُھکرا رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی کرتے وقت یہ بھی نہیں دیکھتے کہ لڑکا نمازی اور عاشقِ رسول ہے کہ نہیں؟ یہ تو معلوم کرتے ہیں کہ ماہانہ آمدنی کتنی ہے؟ مگر یہ نہیں پوچھتے کہ آمدنی کا ذریعہ کیا ہے؟ چنانچہ،

لڑکا کیسا ہونا چاہیے؟

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبُوَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام دے جسکا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے (فوراً اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا۔'' (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب اذا جاءکم من ترضون دینہ فزوجوہ، الحدیث: 1086، ج2، ص344)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اپنی شہرۂ آفاق کتاب مراٰۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح میں اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''جب تمہاری لڑکی کے لیے دیندار عادات واَطْوار کا دُرُست لڑکا مل جائے تو مَحْض مال کی ہَوَس میں اور لکھ پتی کے انتظار میں جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کرو، لڑکے کے خُلُق سے مراد تَنْدُرُستی، عادت کی خوبی، نفقہ پر قدرت سب ہی داخل ہیں۔ اس لیے کہ اگر مالدار کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کیے گئے تو ادھر تو لڑکیاں بہت کَنْواری بیٹھی رہیں گی اور ادھر لڑکے بہت سے بے شادی رہیں گے جس سے زِنا پھیلے

گا اور زنا کی وجہ سے لڑکی والوں کو عار و ننگ ہو گی، نتیجہ یہ ہو گا کہ خاندان آپس میں لڑیں گے، قتل و غارت ہوں گے، جس کا آج کل ظہور ہونے لگا ہے۔

(مراۃ المناجیح، کتاب النکاح، الفصل الثانی، ج5، ص8)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! خواہ مخواہ امیر گھرانوں سے رشتہ داری کے چکر میں اپنی بچیوں کو گھر نہیں بٹھائے رکھنا چاہئے بلکہ مناسب اور نیک لڑکا ملتے ہی شہنشاہِ مدینہ، صاحبِ مُعَطَّر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے فوراً اپنی بچی کی شادی کر دینا چاہئے۔ جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا شَیْخ شاہ کِرْمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے اپنی شہزادی کے لئے پڑوسی ملک کے بادشاہ کا رِشتہ ٹُھکرا دیا اور مسجِد مسجِد گھوم کر ایک نیک نوجوان تلاش کر کے اس سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔

سَیِّدَتُنا اُمِّ دَرْدَاء کی دنیا سے بے رغبتی:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ سَیِّدَتُنا اُمِ دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک صاحبِ حُسْن و جَمال خاتون تھیں، آپ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نیکی کی دَعْوت سے اس قَدْر متاثر تھیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی نگاہوں میں بھی دُنْیا کی کچھ حیثیت نہ تھی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے بعد حضرت سیِّدُنا امیر مُعَاوِیَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے جواب دیا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں (سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

کے بعد) دنیا میں کسی سے شادی نہیں کروں گی، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو جنّت میں حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زَوجِیت میں ہی رہوں گی۔''

(صفة الصفوة، الرقم76 ابو الدَّرْدَاء عویمر بن زید، ذکر وفاۃ ابی الدَّرْدَاء، ج1، ص325)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھرانے کے کیا کہنے! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی اور زوجہ دونوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ **اے کاش!** ہمارے گھروں میں بھی سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر جیسا مدنی ماحول بن جائے۔

دعا ہے یہ تجھ سے، دل ایسا لگا دے
نہ چھوٹے کبھی بھی خدا مَدَنی ماحول
ہمیں عالموں اور بزرگوں کے آداب
سکھاتا ہے ہر دم سدا مَدَنی ماحول
ہیں اسلامی بھائی سبھی بھائی بھائی
ہے بے حد مَحبَّت بھرا مَدَنی ماحول
یقیناً مُقَدَّر کا وہ ہے سِکَنْدَر
جسے خیر سے مل گیا مَدَنی ماحول
یہاں سنّتیں سیکھنے کو ملیں گی
دلائے گا خوفِ خدا مَدَنی ماحول

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی ماحول کی بہار:

مرکز الاولیاء (لاہور) کے علاقے نشاط کالونی کی اسلامی بہن اُمِّ خلیل عطّاریہ اپنے بڑے بھائی کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں علاقائی سطح پر ہونے والے اسلامی بہنوں کے اجتماع میں شریک ہوئیں تو اتنی متأثر ہوئیں کہ دعوتِ اسلامی کی ہو کر رہ گئیں۔ قادِرِیَّہ عطّاریہ سلسلے میں بیعت ہو کر غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مریدنی بنیں۔ اجتماع اور علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت ان کا معمول بن گیا۔ اِنہوں نے نہ صرف خُود مَدَنی برقع اَوڑھا بلکہ ان کی ترغیب پر علاقے کی کئی اسلامی بہنوں نے مَدَنی بُرْقَع پہننا شروع کر دیا۔ دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرتے کرتے یہ حلقہ مُشَاوَرَت کی ذمہ دار بن گئیں۔ علاقائی سطح پر ہونے والا اسلامی بہنوں کا اجتماع بھی ان کے گھر منتقل ہو گیا۔ اِنہوں نے اپنی بڑی بہن کے ساتھ مل کر نیکی کی دعوت کی خُوب دُھومیں مچائیں۔ مِلَنْساری، حُسْنِ اخلاق کی چاشنی سے لَبْریز انفرادی کوشش اور مَدَنی مِٹھاس سے تَرْبَتَر بیانات کی بدولت بہت سی اسلامی بہنوں کو دَعْوتِ اسلامی کے مُشْکبار مَدَنی ماحول سے وابستہ کیا۔ حُصولِ علمِ دین کے لئے ایک سُنّی دارالعلوم میں عالمہ کورس میں داخلہ لیا مگر والدہ کی بیماری کی وجہ سے دو سال بعد تعلیم ادھوری چھوڑنی پڑی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ان کا نکاح دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رُکن کے ساتھ ہوا، (یہ نکاح ان کے میٹھے میٹھے مُرشِدِ کریم امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے پڑھایا تھا) شادی کے بعد باب المدینہ کراچی میں 12 دن کے تربیتی کورس میں

بھی شرکت کی، اس دوران طبیعت بھی خراب ہوئی مگر ہمت نہ ہاری اور کورس میں مکمل شرکت کی۔ اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافلہ میں بھی سفر اختیار کیا۔

خود انہی کا تحریری بیان ہے کہ مَدَنی قافلہ میں سفر سے پہلے مجھے سانس کی تکلیف تھی لیکن مَدَنی قافلے میں سفر کی برکت سے مجھے اس تکلیف میں کافی کمی محسوس ہوئی۔ **انہوں نے اپنا زیور جس کی مالیت تقریباً 38 ہزار روپے بنتی تھی، دعوتِ اسلامی کو دے دیا تھا۔** اپنے گھر میں اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافلوں کی میزبانی بھی کی اور شرکاء قافلہ اسلامی بہنوں کی خوب خدمت کی۔ اپنی شادی کے تقریباً دو سال بعد ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ جمعرات کو عصر کے وقت ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، **انہوں نے بلند آواز سے "یاغوث المدد" کہنا شروع کر دیا اور کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا۔** انہیں فوراً اسپتال لے جایا گیا مگر یہ جانبر نہ ہو سکیں اور انتقال فرما گئیں، **ان کا آخری کلام "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" تھا۔ چنانچہ،**

حضرت سَیِّدُنا معاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے کہ جس کا آخری کلام "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہو وہ جنّتی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث: 3116، ج3، ص255)

اپنی وفات کے وقت بھی یہ مَدَنی بُرقع میں ملبوس تھیں۔ ان کے چھوٹے بھائی کا بیان ہے کہ اسپتال میں انہیں جب کپڑے میں لپیٹا گیا تو ان کے ہاتھ پہلو کے ساتھ

تھے مگر جب غسل دینے کے لئے اسلامی بہنوں نے کپڑا کھولا تو ان کے ہاتھ اس طرح ادب کے ساتھ بندھے ہوئے تھے جس طرح صلوۃ وسلام پڑھتے وقت باندھے جاتے ہیں۔ان کی خالہ زاد بہن اور ممانی کا بیان ہے کہ غسل کے بعد ہم نے دیکھا کہ مرحومہ امّ خلیل عطاریہ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، اور ان کا چہرہ ایسا نُورانی ہو رہا تھا کہ سبھی اسلامی بہنیں رشک کر رہی تھیں۔

مرکز الاولیاء (لاہور) میں ان کے گھر پر جب اسلامی بہنیں ان کی میت کے گرد جمع ہو کر نعت خوانی کر رہی تھیں تو **کثیر اسلامی بہنوں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا کہ اُمِّ خلیل عطاریہ کے لب بھی یوں ہل رہے ہیں کہ گویا اسلامی بہنوں کے ساتھ مل کر نعت پڑھ رہی ہوں۔** انہیں ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ کو نشاط کالونی کے قبرستان میں ان کے والدِ مرحوم کے قریب دفن کر دیا گیا۔اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اتنا کثیر ایصال ثواب کیا جس کا شمار نہیں۔اُمِّ خلیل عطّاریہ کی تدفین کے چند روز بعد ان کی بھانجی نے خواب میں دیکھا کہ مرحومہ سفید لباس میں ملبوس پھولوں کے درمیان بہت خوش وخرم بیٹھی ہیں۔ بھانجی کے دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ میرا گھر ہے اور میں یہاں بہت سکون سے ہوں۔

گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیّدُنا اَبُودَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شوقِ عبادت

جب آفتابِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی جلوہ نمائیوں سے حضرت سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل کی تاریکیاں جگمگ ہونے لگیں۔ تو دل کی دنیا میں ایک مَدَنی انقلاب برپا ہو گیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی جھولی میں عبادت، ریاضت، راہِ خدا میں سفر، تلاوتِ قرآنِ مجید اور سجدوں کی کثرت کے ساتھ ساتھ علم و تقویٰ کا بے شمار خزانہ جمع کرنے کا پختہ عزم فرمالیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے حصول کے لئے شب و روز ایک کر دیا۔ چنانچہ،

شوقِ عبادت میں ترکِ تجارت:

سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مَصْروف تاجر (Business man) تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل میں عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہوا تو ان دونوں چیزوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے کچھ مشکل ہو گیا۔ چنانچہ، بِغَیر کسی تَرَدّد کے تجارت کو خیر آباد کہہ کر اپنا سارا کاروبار (Business) ترک کر دیا۔ اور اس کا سبب یہ مَدَنی سوچ بنی کہ مجھے علمِ دین سیکھنا ہے۔ پس اس جذبے نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کاروبار ترک کرنے پر آمادہ کیا اور بغیر کسی تردّد کے آپ نے کاروبار چھوڑ دیا اور عبادت و ریاضت اور علمِ دین سیکھنے میں مصروفِ عمل ہو گئے۔ چنانچہ،

ایک بار حضرت سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رَنج وملال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بِعْثَت ہوئی اس وقت میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ میری تجارت بھی باقی رہے اور میں عبادت بھی کرتا رہوں لیکن ایسا نہ ہو سکا اور بالآخر میں تجارت کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قَبضۂ قُدْرَت میں ابو دَرْدَاء کی جان ہے! اگر مسجِد کے دروازہ پر میری دکان ہو اور اس سے روزانہ چالیس دینار کما کر راہِ خدا میں صدقہ کروں اور میری نمازوں میں بھی خَلَل واقع نہ ہو تو پھر بھی میں تجارت کرنا پسند نہیں کروں گا۔'' کسی نے عرض کی: ''اے ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! آپ تجارت کو اس قدر ناپسند کیوں جانتے ہیں؟'' فرمایا: ''حِساب کی شدّت کے خوف کی وجہ سے۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم 5464 عویمر بن زید، ج47، ص108)

یہ سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کی علامت تھی اور یہ ان کی ہی مَدَنی سوچ تھی کہ انہوں نے اس طرح تجارت کے معاملات کو خیر آباد کہا اور اسے چھوڑ کر عبادت میں مصروف ہو گئے۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ایک طرف اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے یہ مُقَدَّس صحابی ہیں کہ عبادت اور علم دین حاصل کرنے کے شوق نے تجارت ہی چھڑوا دی اور ایک ہم ہیں کہ غمِ مال وروزگار ہم سے فرض نمازیں بھی چھڑوا دیتا ہے۔ مال ودنیا کی ہَوَس

اس قدر غالب ہوتی ہے کہ 30 دن میں 3 دن بھی مدنی قافلوں میں سفر نہیں کر پاتے۔ دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار اجتماع جو کہ علم دین سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اس میں بھی حاضری کا وقت نہیں نکلتا۔ اے کاش! سیدنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صدقے ہمیں مال و دنیا سے بے رَغْبَتی نصیب ہو جائے۔

سیِّدُنا اَبُودَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دنیا اور مالِ دنیا سے بے رغبتی

پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العِزَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے کہ آخِرَت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے تم میں سے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈبو کر دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آیا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنّۃ وصفۃ نَعیمھا وأھلھا، باب فنَاء الدّنیا.... الخ، الحدیث: 2858، ص1529 ملخصاً)

اسی طرح حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اس کے مال کے صرف تین حصے ہیں: ایک وہ جو کھا کر ختم کر دیا دوسرا وہ جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور تیسرا وہ جو کسی کو (راہِ خدا میں) دیا اور جمع کر لیا۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب ختم ہو جانے والا ہے اور وہ اسے دوسرے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق، الحدیث: 2959، ص1582)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو ہمیشہ دنیا سے بے رَغْبتی کا درس دیا۔اور یہ اسی تربیت کا اَثر تھا کہ حضرت سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طَبِیْعَت مبارک میں دنیا سے بے رَغْبتی پائی جاتی تھی، زیب وزینت سے انہوں نے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار فرما رکھی تھی۔ آسائش کا ان کی زِندگی میں دُور دُور تک نام ونشان نہ تھا۔ کھانے پینے میں صرف اسی قَدْر پر اِکْتِفا فرماتے کہ کمر سیدھی رہ جائے، آپ سادہ لباس زیب تن فرمایا کرتے اور وہ بھی کھردرا۔ جب زیب وآسائش سے بے رَغْبتی، کھانے پینے اور پہننے میں اس قَدْر سادَگی نصیب ہو تو آدمی کم آمدنی پر بھی گزارا کر لیتا ہے۔ لیکن ہمارا طرزِ معاشرت سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت مختلف ہے کیونکہ ہمیں یہ ساری چیزیں مُیَسَّر نہیں، ہمارے کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور رہنے سہنے کے معاملات میں سادگی کا کوئی تَصَوُّر نہیں۔ ہمیں تو ہر وقت کثیر مال کی ضرورت رہتی ہے۔

اے کاش! اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے ہمیں یہ سادگی نصیب ہو جائے اور ہم اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں کے پیکر بن جائیں۔ اور ہماری زبان پر ہمیشہ یہ اشعار جاری رہیں کہ جن کی طرف امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے کئی مرتبہ ہماری توجہ دلائی ہے۔

کبھی جَو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی
تِرا ایسا سادہ کھانا مَدَنی مدینے والے
ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا
کبھی ہاتھ کا سرہانا مَدَنی مدینے والے
تِری سادگی پہ لاکھوں تِری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلامِ عاجِزانہ مَدَنی مدینے والے

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! یہ اشعار ہم اپنی زبان سے ادا تو کرتے ہیں مگر سادگی والے یہ انداز ہم میں پیدا ہو رہے ہیں نہ اس سنت پر عمل کرنے میں ہم کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہم سب کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو سادگی اور تقویٰ و پرہیز گاری والی زندگی عطا فرمائے۔ اور ہماری زندگی میں ایسا مَدَنی اِنْقِلاب پیدا فرمادے کہ دنیا اور مالِ دنیا کی محبت ہمارے دل سے دور ہو جائے، تن آسانی والا انداز ختم ہو جائے۔

مرا دل پاک ہو سرکار! دنیا کی محبت سے
مجھے ہو جائے نَفْرت کاش! آقا مال و دولت سے
نہ دولت دے نہ ثروت دے مجھے بس یہ سعادت دے
تیرے قدموں میں مر جاؤں میں رو رو کر مدینے میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! قناعت ایک عظیم دولت ہے، جسے یہ نصیب ہو جائے اسے دوسری کسی دولت کی حاجت نہیں رہتی۔ چنانچہ، دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**فیضانِ سنّت**'' جلد اوّل صَفحہ 491 تا 493 پر شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری سَلَّمَہُ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اپنے دور کے جیّد عالم حضرت سیِّدُنا خلیل بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی خدمت میں ''**اَھواز**'' سے اَمیر (یعنی حاکم) سُلیمان بن علی کا نُمائندہ خُصوصی حاضِر ہو کر عرض گزار ہوا: ''شہزادوں کی تعلیم و تربیّت کیلئے حاکم نے آپ کو شاہی دربار میں طلب فرمایا ہے۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا خلیل بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے سوکھی روٹی کا ٹکڑا دکھاتے ہوئے جواب ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جب تک یہ سُوکھی روٹی کا ٹکڑا موجود ہے مجھے دربارِ شاہی کی چاکَری کی کوئی حاجت نہیں۔''

(روحانی حکایات حصّہ اول ص ۱۰۶، رومی پبلیکیشنز مرکز الاولیاء لاہور)

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

جُستجُو میں کیوں پھریں مال کی مارے مارے
ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پلا کرتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے اربابِ اِقْتِدار سے کس قَدَر دُور رَہتے ہیں جبکہ آج ہم جیسوں کو بِالْفَرض صَدر یا وزیر اعظم

کا دعوت نامہ مل جائے تو ہزار مصروفیات اور ہزار ضَروری مُعاملات چھوڑ دیں اور خواہ ہزار کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑے، وہ بھی کر کے خوب عُمدہ لباس پہنے کَشاں کَشاں اسمبلی ہال کے رُوبَرُو پہنچ کر سب سے پہلے لائن میں کھڑے ہو جائیں ! ہائے نَفْس پَرْوَری!!!! بِلا سخت مجبوری کے محض دُنیوی مَفادات اور حُبِّ جاہ کی خاطر اربابِ اقتدار وافسران وغیرہ کے پیچھے پھرنا، ان کی دعوتوں میں شریک ہونا، اِن سے تَمَغہ جات حاصل کرنا، مَعاذَاللہ ان کے ساتھ تصاویر بنوانا پھر ان تصویروں کو سنبھال کر رکھنا، لوگوں کو دکھاتے پھرنا، ان کی فریم بنوانا اور اس کو گھر یا دفتر میں لٹکانا وغیرہ وغیرہ حرکتیں اپنے اندر ہلاکتیں تو رکھتی ہیں مگر ان میں بَرَکتیں نظر نہیں آتیں۔ ہاں اَہَمّ دینی مَفاد کیلئے یا ان کے شر سے بچنے کیلئے اگر ان کے پاس جانا پڑ جائے تو اور بات ہے کہ جو مجبور ہے وہ معذور ہے۔ منقول ہے: بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ۔ (یعنی فُقَرا میں وہ شخص بہت بُرا ہے جو امیروں کے دروازہ پر جائے) اور نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ۔ (یعنی اُمراء میں سے وہ شخص بڑا اچّھا ہے جو فقیروں کے در پر حاضِر ہو) (شیطان کی حکایات ص ۱۷ تا ۲۷، فرید بکسٹال مرکز لاولیاء لاھور)

بہر حال شیطان کی چال بہت خطرناک ہوتی ہے۔ بَسا اوقات وہ نَفسانی خواہِشات کو دینی مَفادات باور کروا کر بھی اربابِ اقتدار کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ اِسی سبب سے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک اور محتاط بندے ان سے دُور رہنے میں ہی عافیّت سمجھتے ہیں۔ دوسروں کے مال پر نظر رکھنے کے بجائے جو قناعت اختیار کرے وہ دونوں جہاں میں کامیاب ہے۔ (فیضانِ سنت، ج1، ص491 تا493)

جن کا مال انہی پر وَبال:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے کہ مالدار بھی کھاتے ہیں اور ہم (نادار) بھی، وہ بھی پیتے ہیں اور ہم بھی، وہ بھی لباس پہنتے ہیں اور ہم بھی، وہ بھی سَوار ہوتے ہیں اور ہم بھی۔ ان کے پاس بہت سا زائد مال ہوتا ہے جس کی جانب وہ بھی دیکھتے رہتے ہیں اور ہم بھی ان کے ساتھ ان کے مالوں کو دیکھتے ہیں، مگر ان کے مال کا حساب صرف انہی سے ہوگا اور ہم اس سے بری ہوں گے۔

(الزھد لابن مبارك، باب فی طلب الحلال، الحدیث: 592، ج1، ص210)

بھلائی کس میں ہے؟

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! آج کل مال و دولت کو خیر و بھلائی اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل سمجھا جاتا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بھلائی اس میں نہیں کہ تمہیں کثیر مال و اولاد مل جائے بلکہ بھلائی تو اس میں ہے کہ تمہارا حِلم بڑھے، علم ترقی کرے اور تم اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ اور جب کوئی نیکی کرنے کی سعادت پاؤ تو اس پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بجالاؤ اور گناہ ہو جانے پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کا سوال کرو۔''

(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزھد، باب کلام ابی الدَّرْدَاء، الحدیث6، ج8، ص167)

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مال سے نفرت:

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عبادت سے محبت اور مالِ دنیا سے دور رہنے کے متعلق ارشاد فرمایا: ''اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور جان لو! وہ قلیل مال جو تمہاری دنیوی فکروں سے نجات کا ذریعہ بنے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو تمہاری غفلت کا سبب بنے۔ جان لو! نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ کبھی بھلایا نہیں جاتا۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد باب کلام ابی الدّرْدَاء، الحدیث1، ج8، ص167)

اصلاحِ امت کا جذبہ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر لمحہ نیکیاں کمانے کی کوشش میں لگے رہتے۔ آپ کی راتیں اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہوئے گزرتیں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتے۔ اور آپ ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتے کہ **کاش!** باقی سب مسلمان بھی دنیا سے منہ موڑ کر صرف اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ سیدہ اُمِّ دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے پاس تشریف لائے تو بڑے غصے میں تھے۔ میں نے غصہ کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے: ''اللہ

عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی امّت کے کاموں میں صرف یہ پاتا ہوں کہ وہ نماز جماعت سے پڑھ لیتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ، الحدیث: 650، ج1، ص233)

سُبْحٰنَ اللہِ! سیِّدُنا ابودَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لوگوں کی بے عملی پر کڑھنے کا جذبہ ملاحظہ کیجئے۔ چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود عابد و زاہد، روزہ دار و شب بیدار تھے لہذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چاہتے تھے کہ تمام مسلمان بھی اسی اندازِ حیات کو اختیار کر کے ان کی طرح عابد و زاہد بن جائیں۔

دعوتِ اسلامی اور اصلاحِ امت کا مدنی جذبہ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک بننے اور نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے سنّتوں بھرے، مَہکے مَہکے مَدَنی ماحول سے وابستگی اس جذبہ کا عملی پیکر بناتی ہے۔ چنانچہ،

منڈی بہاؤالدین (پنجاب، پاکستان) کے رہائشی ایک اسلامی بھائی کے مکتوب کا خلاصہ ہے کہ میرے شب و روز گناہوں میں بسر ہو رہے تھے مگر **دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی کی نیکی کی دعوت اور مسلمانوں سے خیر خواہی کی کڑھن میری بگڑی بنا گئی**، وہ اس طرح کہ وہ اسلامی بھائی مجھ پر انفرادی کوشش کر کے

اپنے ساتھ ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں لے جاتے۔ اس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مرکز الاولیاء (لاہور) میں مینارِ پاکستان کے پاس ہونے والے صوبائی سطح کے اجتماع میں حاضری کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

وہ اسلامی بھائی کسی دوسرے علاقہ میں شفٹ ہو گئے تو مجھ پر سستی غالب آ گئی اور میں نے اجتماع میں جانا چھوڑ دیا۔ مگر اس اسلامی بھائی کے مدنی ذہن پر صد آفرین۔ کہ انہوں نے ''**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے**'' کے مدنی مقصد کے تحت میری خبر گیری نہ چھوڑی، بلکہ مسلسل میرے بارے میں دوسرے اسلامی بھائیوں سے پوچھا کرتے اور **جب انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اجتماع میں جانا چھوڑ دیا ہے اور واپس اپنی پرانی رَوِش کی جانب لوٹ رہا ہوں** تو انہوں نے علاقہ کے دو اسلامی بھائیوں کی ذمہ داری لگائی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ اجتماع میں لے کر آیا کریں۔ چنانچہ، وہ دونوں اسلامی بھائی مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر نہ صرف اجتماع بلکہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لئے بھی میرے گھر تشریف لاتے **مگر مجھ گنہگار پر نفس و شیطان کا ایسا غلبہ طاری ہو چکا تھا کہ اپنے چھوٹے بھائی سے کہلا بھیجتا کہ گھر پر نہیں ہوں۔**

اس طرح مسلسل چار ہفتے گزر گئے، وہ دونوں اسلامی بھائی تشریف لاتے اور میں ہر بار کہلا بھیجتا کہ گھر پر نہیں ہوں۔ **مگر نجانے دعوتِ اسلامی کا مہکا مہکا اور سنّتوں بھرا مدنی ماحول کن جذبوں سے آشنا کر دیتا ہے** کہ اس ماحول سے وابستہ ہونے کی برکت

سے ہر اسلامی بھائی کے دل میں نیکیوں سے محبت اور برائیوں سے نفرت کا ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کا دل حضرت سَیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح ہر وقت دوسروں کی اصلاح کی کوشش کے مدنی مقصد پر عمل کے سلسلے میں کڑھتا رہتا ہے۔ چنانچہ، یہی وجہ ہے کہ میری اس قدر بے رخی کے باوجود ان دونوں اسلامی بھائیوں کا حوصلہ پست ہوا نہ ٹوٹا۔ اور آخر ایک دن میرے مقدر کا ستارہ چمکا اور میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے پوچھ لیا: ''یہ سبز سبز عمامہ والے تمہارے پاس کیوں آتے ہیں؟'' تو میں نے سچ بتاتے ہوئے عرض کی: ''مجھے نماز کے لئے بلانے آتے ہیں۔'' تو والدہ محترمہ فرمانے لگیں: ''یہ تو بہت اچھی بات ہے، تم ضرور جایا کرو۔'' مگر میں نے سارا دن کام کی وجہ سے تھکاوٹ کا عذر پیش کیا تو والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تھکاوٹ خود ہی دور ہو جائے گی۔

بس اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہو گیا اور میں نے مسجِد کا رخ کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوتا چلا گیا، سر پر عِمامہ کا تاج سج گیا، ساتھ ہی زلفیں اور داڑھی بھی سجالی اور امیرِ اہلسنّت کا مرید بن گیا۔ ایک وقت یہ تھا کہ میں نمازوں میں سستی کیا کرتا تھا مگر اب اسلامی بھائیوں کی سچی لگن، خیر خواہی امّت کے جذبے کی برکت سے نیکی کی دعوت دینے والا بن چکا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میرے دو مدنی منے ہیں اور میں نے دونوں کو دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کے لئے وقف کرنے کی نیت کی ہوئی ہے۔

مختصر سی زندگی ہے بھائیو!
نیکیاں کیجئے نہ غفلت کیجئے
گر رِضائے مصطَفٰے درکار ہے
سنّتوں کی خوب خدمت کیجئے
سنّتیں اپنا کے حاصل بھائیو!
رحمتِ مولیٰ سے جنّت کیجئے

(وسائلِ بخشش، ص120)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیدنا ابو دَرداء اور نیکی کی دعوت کا جذبہ:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر دم نیکی کی دعوت عام کرنے کے جذبہ سے سرشار رہتے۔ اسی لئے ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شام جانے کی اجازت طلب کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انکار کر دیا، پھر اس شرط پر جانے کی اجازت دی کہ وہاں کے گورنر بن جائیں مگر سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گورنر بننا قبول نہ فرمایا اور عرض کی: ''میں شام اس لئے جانا چاہتا ہوں تا کہ وہاں کے لوگوں کو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتیں سکھاؤں اور انہیں سنّت کے مطابق نماز پڑھاؤں۔''

سیّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ دیکھ کر امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انکار نہ فرما سکے اور آخر کار انہیں جانے کی اجازت عطا فرمادی۔ شام میں عام طور پر لوگوں کی عادت یہ تھی کہ گرمیوں کے موسم میں جہاد میں مصروف رہتے اور جب سردیوں کا موسم آتا تو واپس اپنی چھاؤنیوں میں لوٹ آتے۔ ایسی ہی ایک چھاؤنی میں سیّدُنا ابو دَرْداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ،

سردیوں کے ایام میں جب تمام لوگ چھاؤنیوں میں جمع تھے تو ایک دن امیر المؤمنین سیّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شام جا پہنچے اور چھاؤنی کے قریب جا کر رات کا انتظار کرنے لگے۔ جب رات کا اندھیرا خوب پھیل گیا تو اپنے خادم سے فرمایا: ''اے یَرْفا! چلو مجھے یزید بن ابی سفیان کے پاس لے چلو تا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ کیا ان کے پاس قصے کہانیاں سنانے والے موجود ہیں؟ اور کیا وقف کے مال میں سے اس وقت بھی ان کے ہاں چراغ روشن ہے؟ اور کہیں ان کے بستر ریشم کے تو نہیں؟ اور جب وہاں پہنچو تو پہلے سلام کرنا جب وہ جواب دیں تو اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا۔ اگر وہ تجھے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو اپنا تعارف کروانا پھر میرے متعلق بھی بتادینا۔''

پس دونوں چل دیئے اور جیسا امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ جب امیر المؤمنین سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

سیِّدُ نا یزید بن ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس قصہ گو افراد کے علاوہ مسلمانوں کے مال سے روشن چراغ اور ریشم کے بستر و گاؤ تکیے وغیرہ ملاحظہ فرمائے تو خادم کو فرمایا: ''اے یرْفا! دروازے پر کھڑے ہو جاؤ۔'' اور پھر خود اپنے دُرّے کو کانوں پر لٹکا کر سارا سامان گھر کے درمیان باندھ دیا اور وہاں موجود لوگوں سے فرمایا کہ میری واپسی تک کوئی بھی یہاں سے نہیں جائے گا۔

اس کے بعد امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے خادم کے ساتھ پہلے حضرت عَمْرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اور پھر حضرت ابو موسیٰ اشْعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس گئے اور ان کے ہاں بھی یہی سب کچھ دیکھ کر وہی کچھ کیا جو سیِّدُ نا یزید بن ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ کیا تھا۔ اور پھر اپنے خادم سے فرمانے لگے: ''اے یرْفا! چلو اب مجھے میرے بھائی ابو دَرْداء کے پاس لے چلو تا کہ میں انہیں بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں (کہیں وہ بھی تو ایسے ہی نہیں ہو گئے) حالانکہ مجھے یقین ہے کہ ان کے پاس قصہ گو افراد ہوں گے نہ چراغ اور نہ ہی ان کا دروازہ بند ہو گا بلکہ ان کا بستر کنکریوں کا اور تکیہ عام سی گُدڑی کا ہو گا اور وہ باریک چادر اوڑھے ہوئے سخت سردی میں کپکپا رہے ہوں گے۔''

واقعی جب امیر المؤمنین سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُ نا ابو دَرْداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پہنچے تو انہیں بالکل ویسے ہی پایا جیسا ان کے بارے میں سوچا تھا۔ وہ اندھیرے گھر میں بغیر چراغ کے تشریف فرما

تھے، جب سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ٹٹول ٹٹول کر ان تک پہنچے اور ان سے فرمایا: ''اے میرے بھائی! اَللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! کیا ہم نے آپ کو بہتر انتظامات نہ دیئے تھے؟'' تو سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے مروی روایت یاد نہیں؟'' پوچھا: ''کون سی؟'' عرض کی: ''وہ روایت جس کا مضمون یہ ہے کہ تمہارے پاس دنیا کا صرف اتنا مال ہونا چاہئے جتنا مسافر کے پاس زادِ راہ ہوتا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہاں مجھے یاد ہے۔'' اس پر سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمانے کے بعد ہم نے کیا کیا؟'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر زار و قطار رونے لگے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی رونے لگے۔ اور پھر یہ دونوں عظیم صحابی ساری رات روتے رہے یہاں تک کہ رات گزر گئی اور صبح ہو گئی۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم 5463 عویمر بن زید بن قیس، ج47، ص135 تا 136 مختصراً)

سُبْحَانَ اللہِ! سیِّدُ نا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اندازِ حیات پر قربان جایئے، ان کے دل میں سنّتیں سکھانے کا کیسا جذبہ کارفرما تھا کہ اس کے لئے مدینہ منورہ کی پر بہار فضاؤں کو چھوڑ کر ملک شام کا سفر اختیار کیا اور ملک شام میں دنیاوی عَیْش و عِشْرَت سے اس لئے دور رہے کہ ان کے پیشِ نظر تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و

سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان تھا۔ اور ایک ہم ہیں کہ دنیاوی عیش و عشرت کے دِلدادہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور دنیا کی لذتوں میں گم ہو کر نیکی کی دعوت دینے اور ایسی دعوت دینے والوں سے بھی دور ہو چکے ہیں۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا ہر کام اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے لئے ہونا چاہئے، مگر بد قسمتی سے ہماری اکثریت نیکی کے راستے سے دور ہوتی جارہی ہے، شاید اِسی وجہ سے ہمیں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے، کوئی بیمار ہے تو کوئی قرضدار، کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار ہے تو کوئی تنگدست و بے روز گار، کوئی اَولاد کا طلبگار ہے تو کوئی نافرمان اَولاد کی وجہ سے بیزار۔ الغرض ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت میں گرِفتار ہے یقیناً دنیا و آخرت کی ہر پریشانی کا واحد حل اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے کاموں میں لگ جانا ہے۔ مسلمانوں کے لئے سب سے پہلا فرض نماز ہے مگر افسوس! کہ ہماری مسجِدیں ویران ہیں۔

زِندگی بے حد مختصر ہے، یقیناً سمجھدار وہی ہے کہ جتنا دنیا میں رہنا ہے اُتنا دنیا کے لئے اور جتنا عرصہ قَبْر و آخرت کا ہے اُتنی قَبْر و آخرت کی تیاری میں مشغول رہے، کئی ہنستے بولتے انسان اچانک موت کا شکار ہو کر دیکھتے ہی دیکھتے اندھیری قَبْر میں پہنچ جاتے ہیں اِسی طرح ہمیں بھی مرنا پڑے گا اندھیری قَبْر میں اُترنا پڑے گا اپنی کرنی کا پھل بُھگتنا پڑے گا۔ قَبْر روزانہ پکار کر کہتی ہے: اے آدمی! کیا تو مجھے بھول گیا؟ یاد رکھ میں تنہائی کا گھر ہوں،

میں اَجنبیت کا گھر ہوں، میں گھبراہٹ کا گھر ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، میں تنگی کا گھر ہوں، مگر جس کے لئے اَللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے وسیع کردے۔ایک حدیث شریف میں ہے: ''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۶۱۳، ج۶، ص۲۳۲)

جب قَبْر سے نکلیں گے تو قیامت کا پچاس ہزار سالہ دن ہو گا، سورج سوا میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہو گا، تانبے کی دَہکتی ہوئی زمین پر ننگے پاؤں کھڑا کیا جائے گا۔ یاد رکھئے کہ اُس وقت تک بندہ قیامت کے روز قدم نہیں ہٹا سکے گا جب تک اُس سے چار سوال نہ کر لئے جائیں: (۱) عمر کس کام میں صرف کی؟ (۲) جوانی کیسے گزاری؟ (۳) مال کس طرح کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟ (٤) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟

دنیا ہلاک و برباد کرنے والی ہے:

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا ابو عُبَیدہ بِن جَرَّاح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بَحْرین جِزْیَہ لانے کے لئے بھیجا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ بَحْرین سے صلح فرما کر حضرت علاء بن حَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان پر حاکم مقرر فرما رکھا تھا۔ جب حضرت سیِّدُنا ابو عبیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مال لے کر بَحْرین سے واپس لوٹے تو انصار نے ان کے آنے کی خبر سن لی اور سب نے نمازِ فَجْر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نماز ادا فرما کر واپس جانے لگے تو سب آپ صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں دیکھ کر تبسّم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''میرے خیال میں تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ مال لے کر آ گئے ہیں۔'' عرض کی: ''جی ہاں یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم!'' فرمایا: ''تو خوش ہو جاؤ اور اس بات کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تمہارے غریب ہو جانے کا ڈر نہیں۔ بلکہ مجھے تو ڈر ہے کہ دنیا تم پر کشادہ نہ ہو جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی۔ پھر تم ایک دوسرے سے جلنے لگو جیسے پہلے لوگ جلنے لگے تھے اور یہ تمہیں بھی ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے پہلے لوگوں کو اس نے کیا تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ، باب الجزیۃ والموادعۃ۔۔۔ الخ، الحدیث: 3158، ج2، ص363)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''حضورِ انور کا یہ فرمان حضرات صحابہ کو ڈرانے اور احتیاط برتنے کے لیے ہے۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور کے صحابہ کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر و طغیان سے محفوظ رکھا۔ وہ حضرات بادشاہ و امیر ہو کر بھی دنیا میں پھنسے نہیں۔ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک ہی کرتہ تھا۔ جسے دھو دھو کر پہنتے تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر کے کَفَن کے لیے گھر میں کپڑا نہ تھا۔ پہنے ہوئے کپڑے دھو کر انہیں میں آپ کو کفن کر دیا گیا، حضرت سیِّدُنا علی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آج گھر کا خرچ چلا سکوں۔ وہ حضرات امیری میں فقیری کر گئے۔'' (مراٰۃ المناجیح، کتاب الرقاق، الفصل الاول، ج7، ص9)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! دیکھئے امیر المؤمنین صدیق اکبر، فاروق اعظم اور مولا مشکل کشا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت مبارکہ کہ دورِ خلافت میں بھی دنیا سے بے رغبتی کا کیا عالم تھا۔

مرا دل پاک ہو سرکار دنیا کی محبت سے
مجھے ہو جائے نفرت کاش! آقا مال و دولت سے

(وسائلِ بخشش، ص133)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

قومِ عاد کے ترکہ کی قیمت:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اہل دمشق کو مال و دولت جمع کرتے ہوئے دیکھا، اور دیکھا کہ وہ اپنے رہنے کے لئے پختہ مکانات بنانے میں مشغول ہو کر آخرت کو بھلاتے جا رہے ہیں تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے اہل دمشق! کیا تم حیا نہیں کرتے؟ اتنا مال جمع کرتے ہو جو کھا نہ سکو گے۔ ایسے مکان تعمیر کرتے ہو جن میں رہ نہ پاؤ گے اور ایسی امیدیں باندھتے ہو جو پوری نہ ہو سکیں گی۔ تم سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے مال جمع کیا، لمبی امیدیں باندھیں اور مضبوط عمارتیں تعمیر کیں لیکن ان کے جمع شدہ اموال تباہ و برباد ہو گئے، ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور ان کے محلات ان کی قبروں میں

تبدیل ہو گئے، یہ قومِ عاد تھی، جس نے ''عَدَن'' سے لے کر ''عمان'' تک مال جمع کیااور کثیر اولاد پائی، پس تو کوئی ہے جو مجھ سے قومِ عاد کا ترکہ دو دِرہم کے عوض خرید لے؟'' (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزھد وقصر الامل، فصل فی ذم بناء مالایحتاج الیہ من الدور، الحدیث: 10740، ج7، ص398، بتغیر)

ویران عمارتوں سے عبرت:

حضرت سیِّدُنا مَکْحُوْل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ویران و برباد عمارتوں کے پاس جا کر کہتے: ''اے برباد ہونے والی عِمارتو! تمہارے پہلے رہائشی برباد ہو کر کہاں چلے گئے؟''

(الزھد لوکیع، باب الخراب، الحدیث: 509، الجزء الثانی، ص823)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! یہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کا طریقہ تھا۔ **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی دنیا سے بے رغبتی عطا فرما دے۔ اور **اے کاش!** ہمارے دل سے دنیا کی محبت نکل جائے اور ہم عبادت و ریاضت میں لگ جائیں۔ اور **اے کاش! اَللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں کسی کا محتاج نہ کرے اور ہمیں اخلاص کی دولت مل جائے۔

اصلی گھر:

حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ رات کے وقت حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چند لوگ بطورِ مہمان آئے تو آپ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی گرما گرم کھانے سے تواضُع فرمائی مگر رات گزارنے کے لئے کوئی لِحاف نہ بھیجا تو ان میں سے ایک بولا: حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھانا تو بھیج دیا ہے مگر لِحاف نہیں بھیجے، میں جا کر عرض کرتا ہوں۔ تو ایک دوسرے مہمان نے ایسا کرنے سے روکا مگر وہ نہ رکا۔ پس جب وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایسے بستر ہیں جنہیں بستر بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ تو وہ شخص حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ کہتے ہوئے واپس چل دیا کہ میرے خیال میں رات گزارنے کے لئے آپ کے پاس ایسے ہی بستر ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ تو حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ہمارا ایک اصلی گھر ہے جس کے لئے ہم سامان جمع کر رہے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے، لہذا ہم نے اپنے بستر اور لحاف وغیرہ وہاں بھیج دیئے ہیں، اگر ہمارے پاس ایسی کوئی شے ہوتی تو ضرور آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر کر دیتے۔ نیز ہمارے پیچھے ایک گھاٹی ہے جس سے ہلکے بوجھ والے لوگ بھاری بھر کم سامان رکھنے والوں کی بہ نسبت آسانی سے گزر جائیں گے۔ (صفة الصفوة، الرقم76 ابو الدَّرْدَاء عویمر بن زید، ج1، ص324، مختصرًا)

اور ایک روایت میں حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ”کیا بات ہے آپ اپنے مہمانوں کی اس طرح ضیافت نہیں کرتے جس طرح دوسرے لوگ کرتے ہیں؟“ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جسے بھاری بوجھ والے عُبُور نہیں کر سکیں گے۔'' لہٰذا اس گھاٹی کو عُبُور کرنے کے لئے مجھے ہلکے بوجھ والا رہنا پسند ہے۔'' (المستدرك، كتاب الأهوال، باب موت ابن وهب بسمع كتاب الأهوال، الحديث: 8753، ج5، ص792)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دستُور ہے کہ جتنا مال زِیادہ اُتنا ہی وَبال بھی زِیادہ۔ سفر کا بھی اُصول ہے کہ بس یا رَیل گاڑی وغیرہ میں جس کے پاس زِیادہ سامان ہوتا ہے وہ اُتنا ہی پریشان ہوتا ہے۔ نیز جو لوگ بَیرونی ممالک کا سفر کرتے ہیں اُن کو تجرِبہ ہوگا کہ زِیادہ سامان والے کسٹم وغیرہ میں کس قدر پریشان ہوتے ہیں! اِسی طرح جس کے پاس دنیا کے مال کا بوجھ کم ہوگا اُسے آخِرت میں آسانی رہے گی۔ چنانچہ،

پُل صراط سے گزرنے والوں کے مختلف انداز:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 480 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بیانات عطّاریہ (حصہ اول)**'' صَفحہ 441 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ میرے سرتاج، صاحِبِ معراج، محبوبِ ربِّ بے نیاز صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جَہَنَّم پر ایک پُل ہے جو بال سے زِیادہ باریک اور تلوار سے تیز تر ہے، اس پر لوہے کے کُنڈے اور کانٹے ہیں جو کہ اُسے پکڑیں گے جسے اَللہ تعالٰی چاہے گا۔ لوگ اُس

پر گزریں گے، بعض پلک جھپکنے کی طرح، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض بہترین اور اچھے گھوڑوں اور اُونٹوں کی طرح (گزریں گے) اور فرشتے کہتے ہوں گے: ''رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ'' اے پروَردگار! سلامتی سے گزار، اے پروَردگار! سلامتی سے گزار۔ بعض مسلمان نَجات پائیں گے، بعض زخمی ہوں گے، بعض اوندھے ہوں گے، بعض مُنہ کے بل جہنَّم میں گر پڑیں گے۔ (مسند امام احمد، الحدیث: ۲۴۸۴۷، ج۹، ص۴۱۵)

حکیمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَنَّان مِرْاٰۃُ الْمَنَاجِیْح میں پل صراط سے گزرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی رفتاروں میں یہ فرق ان کے نیک اعمال اور اخلاص کی وجہ سے ہو گا، جیسا کہ عمل جیسا اخلاص ویسی وہاں کی رفتار۔ یہاں اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات نے فرمایا کہ اعمال سبب رفتار ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ کرم اصلی وجہ رفتار کی ہے جتنا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے قرب زیادہ اتنی رفتار تیز۔ (مراۃ المناجیح، حوض و شفاعت کا بیان، ج7، ص474)

سیِّدُنا اَبُودَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خوفِ آخرت

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی جنازے میں شرکت کے لئے گئے تو میت کے گھر والوں کو روتے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''یہ کیسے بھولے لوگ ہیں، کل خود مرنے والے ہیں اور آج اس مرنے والے پر رو رہے ہیں۔''

(الزھد لابی داؤد، باب من خبر الی الدَّرْدَاء، الحدیث: 248، ص215)

لمحہ بھر غور و فکر کرنے کی فضیلت:

حضرت سَیِّدَتُنا ام دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے کہ (آخرت کے معاملات میں) لمحہ بھر غور و فکر کرنا ساری رات کی (نفلی) عبادت سے بہتر ہے۔

(الزھد لابی داؤد، باب من خبر ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 209، ص192)

روزِ آخرت سب سے زیادہ خوف والی بات:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آخرت کے حساب سے اس قدر ڈرتے تھے کہ فرمایا کرتے: ''مجھے سب سے زیادہ اس بات سے خوف آتا ہے کہ قیامت کے دن میرا نام لے کر پوچھا جائے: ''اے عُوَیْمَر! کیا تو نے علم حاصل کیا یا جاہل رہے؟'' اگر میں نے عرض کی کہ علم حاصل کیا ہے۔ تو پھر مجھ سے حکم اور ممانعت والی ہر آیتِ قرآنی کے متعلق پوچھ گچھ کی جائے گی کہ کیا تو نے ان آیات پر عمل بھی کیا؟ میں نفع نہ دینے والے علم، سیر نہ ہونے والے نفس اور قبول نہ ہونے والی دعا سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(الزھد لابی داؤد، باب من خبر ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 224، ص201، مفھومًا)

ایک روایت میں ہے کہ آپ فرمایا کرتے کہ ''مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ جب میں قیامت کے دن حساب کے لئے کھڑا ہوں تو مجھ سے کہا جائے:

تم نے علم تو حاصل کیا لیکن اپنے علم پر عمل کیوں نہ کیا؟‘‘

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام ابی الدرداء، الحدیث: 19، ج8، ص169)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! ہلاکت ہے ہلاکت! اگر سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خوفِ آخرت کا یہ عالم ہے کہ وہ اس بات سے ڈرا کرتے کہ کہیں قیامت کے دن ان سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ علم تو حاصل کیا لیکن عمل کیوں نہ کیا؟ تو ہمارا عالم کیا ہو گا؟ مقامِ غور ہے اور یہی نہیں بلکہ سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ **اے کاش!** میں انسان کے بجائے اپنے گھر والوں کے لئے بکری کا ایک بچہ ہوتا اور جب ان کے پاس کوئی مہمان آتا تو یہ اس بکری کے بچے کو ذَبح کر لیتے اور خود بھی کھاتے اور مہمانوں کو بھی کھلاتے۔

(الزھد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر اللہ عزوجل، الحدیث: 238، ص80)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور دوسرے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کے حسابِ آخرت سے ڈرنے کا یہ عالم تھا کہ وہ تمنّا کیا کرتے کہ کاش دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتے۔ اے کاش! ہمیں بھی خوفِ آخرت کی دولت نصیب ہو جائے۔ ہمارے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا اس بارے میں کیا ہی خوب کلام ہے، جسے نَزْع کی سختیوں، قبر کی ہولناکیوں، محشر کی دشواریوں اور جہنم کی خوفناک وادیوں کا تصور باندھ کر خوفِ خدا سے لرزتے ہوئے اشکبار آنکھوں سے پڑھئے:

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا قبر و حشر کا ہر غم ختم ہو گیا ہوتا
آہ! سلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا
آ کے نہ پھنسا ہوتا میں بطورِ انساں کاش! کاش! میں مدینے کا اُونٹ بن گیا ہوتا
اُونٹ بن گیا ہوتا اور عیدِ قُرباں میں کاش! دستِ آقا سے نحر ہوگیا ہوتا
کاش! میں مدینے کا کوئی دُنبہ ہوتا یا سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا
تار بن گیا ہوتا مرشدی کے کُرتے کا مرشدی کے سینے کا بال بن گیا ہوتا
دو جہاں کی فکروں سے یوں نجات مل جاتی میں مدینے کا سچ مچ کتّا بن گیا ہوتا
کاش! ایسا ہوجاتا خاک بن کے طیبہ کی مصطفٰے کے قدموں سے میں لپٹ گیا ہوتا
پھول بن گیا ہوتا گلشن مدینہ کا کاش! ان کے صحرا کا خار بن گیا ہوتا
میں بجائے انساں کے کوئی پودا ہوتا یا نخل بن کے طیبہ کے باغ میں کھڑا ہوتا
گلشن مدینہ کا کاش! ہوتا میں سبزہ یا بطورِ تنکا ہی میں وہاں پڑا ہوتا
مرغ زارِ طیبہ کا کاش! ہوتا پروانہ گِرد شمع پھر پھر کر کاش! جل گیا ہوتا
کا ش ! خر یا خچّر یا گھوڑا بن کر آتا اور آپ نے بھی کھونٹے سے باندھ کر رکھا ہوتا
جاں کنی کی تکلیفیں ذبح سے ہیں بڑھ کر کاش! مرغ بن کے طیبہ میں ذبح ہو گیا ہوتا
آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوف دوزخ کا کاش! اِس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

شور اُٹھا یہ محشر میں خُلد میں گیا عطارؔ
گر نہ وہ بچاتے تو نار میں گیا ہوتا

(وسائلِ بخشش، ص 142)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کوئی صبح جاتا ہے تو کوئی شام:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے: ''تم صبح کو چل پڑے ہم شام کو تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔'' یا فرماتے: ''تم شام کو چلے ہم صبح آنے والے ہیں، موت بہت بڑی نصیحت ہے لیکن غَفْلت بھی بہت جَلْد طاری ہو جاتی ہے اور نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے، مُتَقَدِّمِین (یعنی سلف صالحین) اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور جو بعد والے ہیں ان میں حِلْم و بُرْدْ باری نام کی کوئی چیز نہیں۔''

(الزھد لابی داؤد، باب من خبر الی الدَّرْدَاء، الحدیث: 261، ص222)

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء کی تین محبوب چیزیں:

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے کہ اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو میں موت کو ترجیح دیتا۔ عرض کی گئی: ''وہ تین چیزیں کون سی ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(1) دن رات اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور سجدے کرنا (2) سخت گرمی کے دنوں میں پیاسا رہنا (یعنی روزے رکھنا) اور (3) ان لوگوں کے حلقوں میں بیٹھنا جو کلام کو عمدہ پھلوں کی طرح چنتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کمال درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ بندہ ایک ذرّہ کے معاملے میں بھی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور جس حلال میں ذرّہ بھر حرام کا شبہ ہو اسے ترک کر دے، اس طرح وہ اپنے اور حرام کے درمیان مَضْبوط آڑ بنالے گا۔ چنانچہ، اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے مُقَدَّس کلام میں بندوں کے انجام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝ (پ30، الزلزال:7,8)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

اس لئے تم کسی برائی کو معمولی نہ سمجھو اور نہ ہی کسی نیکی کو حقیر جانو۔

(الزھد الکبیر للبیھقی، الحدیث:870، ص324)

اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ بھی فرمایا کرتے کہ تین چیزیں جنہیں لوگ ناپسند کرتے ہیں مجھے بہت محبوب ہیں: (۱) فَقْر (۲) مَرَض اور (۳) موت۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، باب زھد ابی الدرداء، الحدیث:736، ص162، بتغیر)

ایک روایت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں دیدارِ باری تعالٰی کے شوق کی وجہ سے موت کو پسند کرتا ہوں۔ اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور گڑگڑانے کے لئے فَقْر کو پسند کرتا ہوں اور بیماری کو اس لئے پسند کرتا ہوں تاکہ یہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو۔ (المرجع السابق، الحدیث:811، ص172)

محبت میں اپنی گُما یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

محبت میں اپنی گُما یا الٰہی — نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی
مرے اَشک بہتے رہیں کاش ہر دم — ترے خوف سے یاخدا یا الٰہی
مرے دل سے دنیا کی چاہت مٹا کر — کر اُلفت میں اپنی فنا یا الٰہی
مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو — کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی

عبادت میں گزرے مری زندگانی کرم ہو کرم یا خدا یا الٰہی
مسلماں ہے عطارؔ تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک عالم کون؟

حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم و عمل اور اہل علم سے بہت محبت تھی۔ آپ سے علما کی پہچان کے بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں۔ چنانچہ،

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بندے کے عالم ہونے کی پہچان بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''اہل علم حضرات کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ چلنا پھرنا اور ان کی مجالس میں شریک ہونا آدمی کے عالم ہونے کی علامت ہے۔''

(التاریخ الکبیر للبخاری، باب الشین، باب شریك، الحدیث: 2653، ج4، ص200، بتغیرٍ)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ علمی اجتماعات میں شریک ہونے، علما کی بارگاہ میں حاضر رہنے اور ان کی خدمت کی برکت سے بندے کو علم کی دولت ملتی ہے۔ جس کے چوری ہونے کا ڈر اور خوف ہوتا ہے نہ چھن جانے کا۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنا چاہئے کہ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں بھرے مَدَنی

ماحول سے وابستہ ہو جائیں تا کہ اس ماحول کی برکت سے ہفتہ وار اجتماعات میں شریک ہونے اور ہر ماہ تین دن سنتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلوں میں شریک ہونے سے ہمارا سینہ علم کے نور سے مدینہ بن جائے ۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اس مَدَنی ماحول میں شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے ہمیں صرف علم کی باتیں سیکھنے سکھانے کا ہی ذہن نہیں دیا بلکہ علم پر عمل کی بھی ترغیب دلائی کیونکہ آپ سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان کی عملی تصویر ہیں کہ **"اس وقت تک کوئی متقی نہیں بن سکتا جب تک عالم نہ بن جائے اور اس وقت تک کوئی علم سے آراستہ نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے۔"** (سنن الدارمی، المقدمة، باب من قال العلم الخشية و تقوى الله، الحديث: 293، ج1، ص100، مفهوماً)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان سے ہمیں یہ **دو مدنی پھول** ملتے ہیں کہ عمل سے علم نکھرتا ہے اور علم سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ گویا ہمارے شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت نے سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے جو چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو تاثیر کی اس دولت سے نوازا ہے کہ جب آپ بیان کرتے ہیں تو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی پیاری پیاری باتیں لوگوں کے

دلوں میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوتی چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ آپ نے پہلے عمل کیا اور پھر ہمیں ترغیب دی۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے داڑھی رکھ کر جب ہمیں یہ بتایا کہ داڑھی رکھنا شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بہت ہی پیاری سنّت ہے تو ہم نے بھی فوراً اپنے چہروں کو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اس سنّت سے آراستہ کر لیا۔ آپ نے عمامہ کی پیاری پیاری سنّت پر عمل کر کے جب ہمیں بھی اس کی ترغیب دلائی تو ہم نے اسے بھی اپنے سَر کا تاج بنالیا۔

الغرض امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو جس سنّت کا علم حاصل ہوا اس پر نہ صرف آپ نے خود بھی عمل کرنے کی کوشش کی بلکہ ہمیں بھی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور ہمیں صرف وہی بات بتائی جس پر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے خود عمل کیا۔ چنانچہ، دنیا و مالِ دنیا کو خود سے دور کر کے دوسروں کو اس سے بے رَغْبَتی کا درس دیا۔ فکرِ آخرت میں خوفِ خدا سے لرزتے ہوئے ہمیں بھی اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کی تربیت دی۔

مرا دل پاک ہو سرکار! دنیا کی محبت سے
مجھے ہو جائے نفرت کاش! آقا مال و دولت سے
نہ دولت دے نہ ثروت دے مجھے بس یہ سعادت دے
تیرے قدموں میں مر جاؤں میں رو رو کر مدینے میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی علم سے محبت

جب حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال الی الحق کا وقت قریب آیا تو ان سے عرض کی گئی کہ کچھ وصیت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ!'' پھر آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو علم اور ایمان کی تلاش میں رہتا ہے آخر پالیتا ہے۔ چنانچہ، علم حاصل کرنا ہو تو صرف چار بندوں کے پاس جانا: سیِّدُنا ابو دَرْدَاء، سیِّدُنا سلمان فارسی، سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود اور سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے پاس۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث: 22165، ج8، ص257)

سُبْحَانَ اللہِ! میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ مرتبہ ایسے ہی نہیں ملا۔ اس کے لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سخت محنت کی، رات دن عِبادت و رِیاضَت میں مصروف رہے، ہر وقت علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیاوی عَیْش و عِشْرت کی کبھی پرواہ نہ کی اور ہمیشہ آخرت کی فکر میں مبتلا رہے۔

اے کاش! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح ہمارا بھی یہ مَدَنی ذہن بن جائے کہ علم دین سیکھنا ہے، عبادت کرنی ہے، نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے راہِ خدا میں سفر کرنا ہے۔ چنانچہ،

سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
اور نیکی کی دعوت

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک شام کے شہر دِمَشْق پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ ناز و نِعْم کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آسائش و آرام کے دلدادہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے اندازِ زِنْدَگی دیکھ کر کہ وہ دنیا کی مَحبت میں گِرِفْتار ہیں بہت پریشان رہتے۔ ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دِمَشْق کے لوگوں کو جمع کر کے ایک اِجْتِماع کیا۔ (جیسے دعوتِ اسلامی عاشِقانِ رسول پر اِنْفِرادی کوشش کرتے ہوئے جمع کر کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کا اہتمام کرتی ہے) اور پھر کھڑے ہو کر آپ نے ان شُرَکاءِ اِجْتِماع کو نیکی کی دعوت پیش کی۔ چنانچہ،

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے ہی ایک اِجْتِماع میں فرمایا: اے اہل دِمَشْق! تم سب دین میں اسلامی بھائی، گھروں میں ایک دوسرے کے پڑوسی اور دشمن کے مقابلے میں ایک دوسرے کے معاوِن و مَدَد گار ہو، پھر کیا وجہ ہے کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے؟ میری محنت و مشقت تمہارے علاوہ دوسروں پر صرف ہو رہی ہے، میں تمہارے عُلَما کو دنیا سے رخصت ہوتے دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے بے علم، علم حاصل نہیں کرتے۔ تم رِزْق کی تلاش میں اپنی آخرت بھولے بیٹھے ہو۔ سنو! ایک قوم نے مَضْبوط مَحَلّات تعمیر کئے، کثیر مال اکٹھا کیا اور لمبی لمبی اُمّیدیں باندھیں مگر وہی مَحَلّات ان کی قبْروں میں تبدیل ہو گئے، ان کی اُمّیدوں نے انہیں دھوکے میں ڈالا اور ان

کا مال ضائع ہو گیا، خبر دار! عِلْم حاصل کرو کیونکہ عِلْم سکھانے اور سیکھنے والا اجر میں برابر ہیں اور ان دونوں کے علاوہ کسی شخص میں بھلائی نہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، الرقم 35 ابی الدّرداء، الحدیث: 695، ج1، ص273)

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجوان کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عِبْرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خوفِ خدا اور دنیا سے بے رغبتی دلانے والا بیان سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے، آپ کا بیان اس قدر سوز و گداز والا ہوتا جو تاثیر کا تیر بن کر شرکائے اجتماع کے دلوں میں پیوست ہوتا چلا جاتا۔ ان کی ہچکیاں بندھ جاتیں، دنیا سے بے رغبتی کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا ہونے لگتا۔

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! آیئے حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس نیکی کی دعوت پر غور تو کریں، ہم بھی تو مال جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ہم نے بھی تو دنیا کی آسائشوں کو جمع کرنا شروع کر رکھا ہے۔ ذرا غور تو کریں کہ کہاں گئے وہ لوگ اور وہ قومیں جن کے رُعب و دبدبہ کی داستانیں ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں؟ یہ سب قومیں کہاں گئیں؟ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رَسولوں کو جھٹلانے والے لوگ کہاں چلے گئے؟

جان لیجئے کہ انہیں صَفْحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا، کسی پر آسمان سے پتّھر برسائے گئے، تو کسی کو طوفان بہالے گیا۔ قرآنِ مجید میں ان ساری قوموں کے واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں ڈرایا جارہا ہے۔ **اے کاش!** ہم ڈرنے والے بن جائیں، سمجھنے والے بن جائیں، نصیحت قبول کرنے والے بن جائیں۔ **اے کاش!** ہمیں ایسی آنکھ، ایسا دل، ایسی سوچ اور ایسا تفکر نصیب ہو جائے کہ ہم نصیحت قبول کرنے والے بن جائیں۔

مت گناہوں پہ ہو بھائی بے باک تُو — بھول مت یہ حقیقت کہ ہے خاک تُو
تھام لے دامنِ شاہِ لولاک تُو — سچّی تَوبہ سے ہو جائے گا پاک تُو
جو بھی دنیا سے آقا کا غم لے گیا — وہ تو بازی خدا کی قسم لے گیا
ساتھ میں مصطفٰے کا کرم لے گیا — خُلد کی وہ سند لَاجَرَمْ لے گیا

(وسائلِ بخشش، ص356)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”نیکی کی دعوت“ کے ﴿10﴾ حروف کی نسبت سے سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول ﴿10﴾ مدنی پھول

﴿1﴾ ---ایک شخص نے جنگ پر جانے سے قبل حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خِدْمَتِ اَقْدَس میں حاضر ہو کر عرض کی: ”اے ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! مجھے کچھ

نصیحت فرمایئے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**خوشی کی حالت میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد رکھو گے تو وہ تمہیں تمہاری مصیبت و تنگی کے وقت یاد رکھے گا اور جب** کوئی دنیاوی چیز تمہیں اچھی لگے تو اسے اِختیار کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لینا۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم 164 ابو الدَّرْدَاء، ج4، ص22)

﴿2﴾ ---جو کھانے پینے کی نعمت کے سوا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی دوسری نعمتوں کو نہیں پہچانتا اسکا عمل تھوڑا ہو جاتا ہے اور اُسے تکالیف کا سامنا رہتا ہے اور جو دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے دنیا اسکے ہاتھ نہیں آتی۔ (حلیۃ الاولیاء، الرقم 35 ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 678، ج1، ص270)

﴿3﴾ ---جب تک تم نیک لوگوں سے محبت رکھو گے بھلائی پر رہو گے اور تمہارے بارے میں جب کوئی حق بات بیان کی جائے تو اسے مان لیا کرو کہ حق کو پہچاننے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔(شعب الایمان للبیہقی، باب فی مقاربۃ ومودۃ۔۔۔الخ، الحدیث: 9063، ج6، ص503، بتغیرٍ)

﴿4﴾ --- ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر صبر کرے، تقدیر پر راضی رہے، توکّل کے معاملے میں اخلاص اپنائے اور ہر وقت اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار رہے۔ (الزھد لابن المبارك، ما رواہ نعیم بن حماد فی نسختہ زائدا، باب فی الرضا بالقضاء، الحدیث: 123، ص31)

﴿5﴾ ---اے لوگو! کیا بات ہے تم دنیا کے حریص بنتے جا رہے ہو اور جس (دین) کا تمہیں

نگہبان بنایا گیا ہے اسے ضائع کر رہے ہو؟ میں تمہارے شریر لوگوں سے آگاہ ہوں جو گھُڑ سواری کرتے ہوئے اَکڑتے ہیں، نمازوں میں سستی کرتے ہیں، قرآن مجید توجّہ سے نہیں سنتے اور نہ ہی غلاموں کو آزاد کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی الدّرداء، الحدیث: 26، ج8، ص170)

(6) ---ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھادیجئے جس پر عمل کرنے سے میں نفع پاؤں۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''دو، تین، چار اور پانچ باتیں ہیں جو ان پر عمل کرے گا اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اس کے درجات بلند ہوں گے: حلال وطیّب کماؤ اور حلال وطیّب ہی کھاؤ اور اپنے گھر میں بھی حلال وطیّب ہی داخل کرو اور اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں روزانہ کا رزق روزانہ عطا فرمائے اور جب صبح کرو تو اپنے آپ کو مُردوں میں شُمار کرو گویا تم ان سے مل گئے ہو، اپنی عزت و آبرو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سُپُرد کر دو اور جو شخص تمہیں گالی دے، برا بھلا کہے یا تم سے جھگڑا کرے اس کا معاملہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر چھوڑ دو اور جب تم سے کوئی بُرائی سرزد ہو جائے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اِسْتِغْفار کرو۔''

(حلیۃ الاولیاء، الرقم 35 ابوالدرداء، الحدیث: 704، ج1، ص275)

(7) ---انسان کے کامل ہونے کی تین نشانیاں ہیں: (۱) مصیبت کے وقت شکوہ نہ کرنا (۲) اپنی تکلیف سب کو نہ بتانا اور (۳) اپنے منہ میاں مٹھو نہ بننا۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابی الدّرداء، الحدیث: 773، ص166)

﴿8﴾ --- تیرا دوست تجھ پر عِتاب کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ تجھ سے دور رہے۔ تیرے دوست سے بڑھ کر کون تیرا خیر خواہ ہوگا؟ اپنے دوست کا سوال پورا کر اور اس کے معاملے میں نرمی اِختیار کر اور اس کے بارے میں کسی حاسد کی بات پہ یقین نہ کر۔ ورنہ تو بھی اسی کی مثل اپنے دوست سے حسد کرنے لگ جائے گا، پھر جب کل تیری موت آئے گی تو وہ تجھ سے منہ پھیر لے گا اور تم اس شخص کی موت کے بعد کیوں روتے ہو جس سے زِندَگی میں ملنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے؟

(حلیۃ الاولیاء، الرقم35ابو دَرْدَاء، الحدیث:705، ج1، ص276)

﴿9﴾ --- آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بار ارشاد فرمایا: ''بندے کو اس بات سے خوفزدہ رہنا چاہئے کہ کہیں مسلمانوں کے دلوں میں اس کی نفرت نہ ڈال دی جائے اور اسے معلوم تک نہ ہو۔'' پھر دریافت فرمایا: ''جانتے ہو ایسا کیونکر ہوتا ہے؟'' عرض کی گئی: ''نہیں معلوم۔'' تو ارشاد فرمایا: ''بندہ تنہائی میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں کے دلوں میں اس کی نفرت ڈال دیتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا۔''

(الزھد لابی داؤد، باب من خبر الی الدَّرْدَاء، الحدیث:220، ج1، ص236، مختصراً)

﴿10﴾ --- جن لوگوں کی زبانیں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہتی ہیں، ان میں سے ہر شخص مسکراتا ہوا جنّت میں داخل ہوگا۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، باب زھد ابی الدَّرْدَاء، الحدیث۷۲۶، ص۱۶۱)

سیّدُنا اَبُودَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نیکی کی دعوت سے محبت

ایمان کی حلاوت:

حضرت سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک بار مدینہ شریف حاضر ہوئے تو لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اے اہل مدینہ! مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں تم میں ایمان کی حلاوت نہیں پارہا۔ میری جان کی قسم! اگر جنگلی جانور بھی ایمان کا ذائقہ چکھ لے تو اس پر بھی حلاوتِ ایمان کے اثرات نظر آنے لگیں۔''

(الزھد لابن مبارک، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، الحدیث: 1547، ج1، ص541)

گنہگار سے نہیں، گناہ سے نفرت:

ایک بار حضرت سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جسے لوگ اس کے گناہوں میں مُبْتَلا ہونے کی وجہ سے برا بھلا کہہ رہے تھے، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا: '' ذرا یہ بتاؤ! اگر تم اس شخص کو کسی کنوئیں میں گرا ہوا پاتے تو کیا اسے نکالنے کی کوشش نہ کرتے؟'' لوگوں نے عرض کی ''جی ہاں! ضرور کرتے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو گالیاں نہ دو بلکہ اس بات پر اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس گناہ سے عافیت بخشی ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے برا نہیں سمجھتے؟'' ارشاد

فرمایا: ''میں اسکے عمل کو برا سمجھتا ہوں، اگر یہ اسے چھوڑ دے گا تو میرا بھائی ہے۔''

(شعب الإیمان للبیہقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث: 6691، ج5، ص290)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نیکی کی دعوت سے بہت پیار تھا، آپ ہر مناسب موقع سے ضرور فائدہ اٹھاتے۔ چنانچہ، آپ کے اس واقعے سے کتنا پیارا سبق ملتا ہے کہ گناہگار سے نہیں گناہ سے نفرت کرنا چاہئے، کیونکہ اگر گناہگار سے نفرت کریں گے تو وہ کبھی بھی آپ کی نیکی کی دعوت قبول نہیں کرے گا۔ بلکہ آپ کو دیکھ کر راستہ تبدیل کرلے گا۔ تو پھر نیکی کی دعوت کیسے عام ہو گی؟ تو پیارے اسلامی بھائیو! گناہگاروں سے نَفْرت کے بجائے انہیں اپنا بنانے کی کوشش کیجئے تاکہ وہ بھی مدنی ماحول کی برکت سے محروم نہ رہیں۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32 صَفْحات پر مشتمل رسالے، ''**قاتل، امامت کے مصلّے پر**''صَفْحَہ 4 تا 6 پر ہے: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** عموماً قراٰن و سنّت کی تعلیم سے بے بہرہ لوگ ہی نَفْس و شیطان کے بہکاوے میں آکر قتل وغارت گری، دہشت گردی، توڑ پھوڑ، چوری، ڈکیتی، زناکاری، منشیات فروشی اور جُوا وغیرہ جیسے گھناؤنے جرائم میں مبتلا ہو کر بالآخر جیل کی چار دیواری میں مُقَیَّد ہو جاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قیدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جیل خانوں میں بھی دعوتِ اسلامی کی مجلس ''**فیضانِ قرآن**'' کے ذَریعے مَدَنی کام کی ترکیب ہے۔

جیل خانہ جات میں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کام کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ چند سال قبل ایک قیدی جیل سے رِہائی پانے کے بعد شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ

العَالِیَہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ یوں عرض کی کہ آزاد دنیا کی طرح ہماری جیلوں کا بھی ماحول کچھ ایسا ہے کہ قیدی سدھرنے اور توبہ کرنے کے بجائے گناہوں کی دلدل میں مزید دھنستا چلا جاتا ہے لہٰذا جیل کے اندر نیکی کی دعوت عام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے یہ جذبات سن کر اُمَّت کے عظیم خیر خواہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ نے آزاد اسلامی بھائیوں کی طرح قیدیوں میں بھی دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام شروع کرنے کا فیصلہ فرمایا چنانچہ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے تحت مجلس فیضانِ قرآن بنی جو جیل خانہ جات میں نیکی کی دعوت عام کرنے میں مصروف ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کام کی جیل خانہ جات میں خوب بہاریں ہیں، کئی ڈاکو اور جرائم پیشہ افراد جیل کے اندر ہونے والے مَدَنی کاموں سے متأثر ہو کر تائب ہو جاتے ہیں اور رِہائی پانے کے بعد عاشقانِ رسول کے ساتھ مَدَنی قافلوں کے مسافر بننے اور سنّتوں بھری زندگی گزارنے کی سعادت پاتے ہیں، آتشیں اسلحے کے ذَرِیعے اندھا دُھند گولیاں برسانے والے اب سنّتوں کے مَدَنی پھول برسا رہے ہیں۔ چنانچہ،

مَدَنی محبوب کی زلفوں کا اسیر:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفْحات پر مشتمل کتاب، **"فیضانِ سنّت"** صَفْحَہ 368 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ فرماتے ہیں: دعوتِ اسلامی کے وسیع دائرہ کار کو بحُسن وخوبی چلانے کیلئے مختلف ملکوں اور شہروں

میں مُتَعَدد مجالس بنائی جاتی ہیں۔ مِنْجُمْلَہ مجلس رابِطہ بِالْعُلَماءِ والمَشائخ بھی ہے جو کہ اکثر عُلَمائے کرام پر مشتمل ہے۔ اِس مجلس کے اسلامی بھائی مشہور دینی درسگاہ جامعہ راشدیہ (پیر جو گوٹھ باب الاسلام سندھ) تشریف لے گئے۔

بر سبیل تذکرہ جَیل خانوں میں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کام کی بات چلی تو وہاں کے شیخ الحدیث صاحِب کچھ اِس طرح فرمانے لگے: ''جَیل خانوں کے مَدَنی کام کی تابناک مَدَنی کارکردگی میں خود آپ کو سُناتا ہوں، پیر جو گوٹھ کے نَواح میں ایک ڈاکو نے تباہی مچا رکھی تھی، میں اُس کو جانتا تھا، آئے دن پولیس کے ساتھ اُس کی آنکھ مچولی جاری رہتی، کئی بار گرِفتار بھی ہوا مگر اَثر و رُسوخ استِعمال کر کے چھوٹ گیا۔ آخِرش کسی جُرم کی پاداش میں بابُ المدینہ کراچی کی پولیس کے ہتّھے چڑھ گیا، سزا ہوئی اور جیل میں چلا گیا۔ سزا کاٹ لینے کے بعد رِہائی ملنے پر مجھ سے ملنے آیا۔ میں پہلی نظر میں اُس کو پہچان نہ سکا کیوں کہ میں نے اِس کو داڑھی منڈا اور سر بَرہنہ دیکھا تھا مگر اب اِس کے چہرے پر میٹھے میٹھے آقا مَدَنی والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبّت کی نشانی نورانی داڑھی جگمگا رہی تھی، سر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج اپنی بہاریں لُٹا رہا تھا، پیشانی پر نَمازوں کا نور نُمایاں نظر آرہا تھا۔ میری حیرت کا طِلِسم (طِ۔ لِسم) توڑتے ہوئے وہ بولا، قید کے دَوران جَیل کے اندر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول مُیَسَّر آگیا اور عاشقانِ رسول کی انفرادی کوشش کی بَرَکت سے میں نے گناہوں کی بیڑیاں کاٹ کر اپنے آپ کو مَدَنی محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی زلفوں کا اَسیر بنالیا۔

رَحمتوں والے نبی کے گیت جب گاتا ہوں میں
گنبدِ خضرا کے نظاروں میں کھو جاتا ہوں میں
جاؤں تو جاؤں کہاں میں کس کا ڈھونڈوں آسرا
لاج والے لاج رکھنا تیرا کہلاتا ہوں میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ”نیکی کی دعوت“ پر مشتمل دو مکتوب:

(1)۔۔۔ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف ایک مکتوب روانہ فرمایا، جس میں لکھا: **اے میرے بھائی!** اپنی صحت و فراغت کو غنیمت جانو، اس سے پہلے کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جس کو مخلوق دور نہ کر سکے اور مصیبت زدہ کی دعا کو غنیمت سمجھو۔ **اے میرے بھائی!** مسجِد کو (عبادت کے لئے) اپنا گھر بنالو کیونکہ میں نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے: ”مسجِد ہر متقی کا گھر ہے۔“ اور جو لوگ مساجد کو اپنا گھر بنا لیتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے راحت و آرام اور پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزار کر اپنی رضا تک پہنچانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ **اے میرے بھائی!** یتیم پر رحم کرو، اسے اپنے قریب کرو اور اپنے کھانے سے اسے کھلاؤ کیونکہ ایک بار شہنشاہِ ابرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُرْ بار میں ایک شخص نے قَساوَتِ قلبی (دل کی سختی) کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ''کیا تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''یتیم کو اپنے قریب کرو، اسکے سر پر ہاتھ پھیرو اور اپنے کھانے سے اسے کھلاؤ کہ یہ چیزیں دل کو نرم کرتی ہیں اور حاجات کے پورا ہونے کا بھی ذریعہ ہیں۔'' **اے میرے بھائی!** اتنا مال اکٹھا نہ کرو کہ جس کا شکر ادا نہ کر سکو، بے شک میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے مال کے معاملے میں **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہو گی، وہ اس حال میں آئے گا کہ وہ آگے اور اس کا مال اس کے پیچھے ہو گا، پل صراط پر جب بھی کوئی رکاوٹ آئے گی تو اس کا مال اسے کہے گا: "چلو! چلو! تم نے مال میں اپنا حق ادا کیا ہے۔'' پھر ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے مال کے معاملے میں **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت نہ کی ہو گی، وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا مال اس کے کندھوں کے درمیان ہو گا اور وہ اسے پھسلائے گا اور کہے گا: ''تیری ہلاکت ہو! تو نے میرے معاملے میں کیوں **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت نہیں کی؟'' وہ اسی طرح کہتا رہے گا حتی کہ ہلاکت کی دعا مانگے گا۔'' **اے میرے بھائی!** مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے ایک خادم خریدا ہے، میں نے **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیب لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''بندہ جب تک کسی خادم سے مدد نہیں لیتا **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب ہوتا رہتا ہے اور **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اس کے قریب ہوتا ہے اور جب وہ کسی خادم سے خدمت لیتا ہے تو اس پر اس کا حساب لازم ہو جاتا ہے۔'' میری زوجہ نے مجھ سے ایک خادم رکھنے کا

مطالبہ کیا تھا لیکن حساب کے خوف سے میں نے اسے ناپسند جانا حالانکہ میں ان دنوں مالدار تھا۔ **اے میرے بھائی!** اگر ہم سے پورا پورا حساب لیا گیا تو بروزِ قیامت میرا اور تیرا مددگار کون ہوگا؟ **اے میرے بھائی!** رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکے میں نہ رہنا، بے شک ہم حضور پر نور، شافع یوم النشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ایک طویل عرصہ زندہ رہے ہیں اور اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ہمیں کن کن حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

(حلیۃ الاولیاء، الرقم35ابو دَرْدَاء ، الحدیث: 702، ج1، ص274)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مساجد عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں نہ کہ سونے اور کھانے پینے کے لئے۔ مسجِد کو متقین کا گھر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ متقین آدابِ مسجِد کا لحاظ رکھتے ہیں اور ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کا زیادہ تر وقت مسجِد ہی میں گزرے جیسا کہ اصحابِ صفہ کا تمام وقت مسجِدِ نبوی میں گزرتا اور وہ ہر وقت مسنون عبادت یعنی نماز یا ذکر و فکر اور تلاوت وغیرہ میں مصروف رہتے۔ تھک جاتے یا نیند غالب آتی تو گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھے بٹھائے تھوڑی دیر آرام کر لیا کرتے۔

(المدخل لابن الحاج، ج1، ص212، مفهوماً)

۞۔۔ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایک دوست کو مکتوب لکھا جس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''اس دنیا میں تیرا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ تجھ سے پہلے بھی لوگ یہاں رہتے تھے جو اسے یونہی چھوڑ کر چلے گئے اور تیرے بعد بھی اس میں

کچھ اور لوگ آبسیں گے، اس دنیا میں تیرے لئے وہی ہے جو تو آگے بھیج دے اور جو چیزیں تو یہاں چھوڑ جائے گا اس کی حقدار تیری نیک اولاد ہو گی کیونکہ مرنے کے بعد تیری پیشی ایسی بارگاہ میں ہونی ہے جہاں کوئی بہانہ چلے گا نہ عذر قابل قبول ہو گا اور تم جن کے لئے دنیا اکٹھی کرو گے وہ تمہارے کام نہ آسکیں گے۔ تمہارا جمع کیا ہوا مال تمہاری اولاد کے لئے ہے، وہ اس میں اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کر کے سعادت مند ہو جائے گی جس کو کمانے کی وجہ سے تم بد بخت بنے یا وہ اس مال کو اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں خرچ کر کے بد بخت ہو جائے گی، اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ان دونوں میں سے کوئی بھی ایسا معاملہ نہیں کہ جس کی وجہ سے تم اپنی کمر پر بوجھ اٹھاؤ اور انہیں اپنی ذات پر ترجیح دو لہٰذا جو گزر گئے ان کے لئے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی امید رکھو اور جو پیچھے رہ گئے ان کے لئے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے رزق پر اعتماد کرو۔'' وَالسَّلَام!

(تاریخ دمشق لابن عساکر، ج47، ص169، مفہوماً)

مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطّاریہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نیکی کی دعوت پر مشتمل ان دو مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات کے ذریعے نیکی کی دعوت دینا صحابہ کرام کا طریقہ ہے اور یہ صرف صحابہ کرام ہی کا طریقہ نہیں بلکہ سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے بھی یہ ثابت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مختلف لوگوں کو نیکی کی دعوت پر مشتمل مکتوب روانہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ، تبلیغِ قرآن و سنت کی

عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** نے تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام کی اس پیاری پیاری سنت پر عمل کرنے کے لئے ایک مجلس بنام **"مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطّاریہ"** قائم کر رکھی ہے۔ جو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق مکتوبات وغیرہ کے ذریعے **نیکی کی دعوت** عام کرنے کی خدمت میں حصہ لے رہی ہے۔ اس مجلس کے تحت روزانہ ان بیشمار مکتوبات، ای میلز (Emails) اور پرچیوں کے جوابات دیئے جاتے ہیں جو پریشان حال اور دکھی اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں امیرِ اہلسنت کو لکھتے ہیں۔ ان تمام مکتوبات وغیرہ کو پڑھنے اور پھر ان کے جواب جاری کرنے کے لئے **مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ** کے مدنی عملہ کی کوشش ہوتی ہے کہ جلد سے جلد جواب دیا جا سکے۔ چنانچہ، جنوری 2010ء تک اس مجلس کے تحت پاکستان کے چاروں صوبوں کے سینکڑوں شہروں میں کم و بیش 400 کے قریب بستوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے باہر 150 سے زائد مقامات میں تعویذاتِ عطاریہ کے بستوں پر سینکڑوں اسلامی بھائی دکھی انسانیت کی غمخواری کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کو فروغ دینے میں مصروف ہیں اور تادمِ تحریر اس مجلس کے تحت صرف پاکستان میں ماہانہ 36157 مکتوب اور 99142 مریضوں کو ماہانہ 318177 اَوراد و وظائف اور تعویزات دینے کا سلسلہ ہے۔

اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو بھی نیکی کی دعوت دینے والا بنا دے، **میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو!** اگر ہم نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر **اَللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی محبّت میں ڈوب کر اس مَدَنی کام کا بیڑا اٹھا لیا تو

اَللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پیار کی برکت سے اِنْ شَآءَاللہُ عَزَّوَجَلَّ ہمارا دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو گا:

ہم کو اللہ اور نبی سے پیار ہے ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کی صحبت کی برکت سے دنیا و آخرت کی بے بہا سعادتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ،

آپ کی ترغیب کے لئے ایک مَدَنی بہار پیشِ خدمت ہے۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ میں دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی میں تربیتی کورس کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس دوران ایک دن جمعرات کو صبح تقریباً 4 بجے پیٹ کے بائیں جانب اچانک درد اٹھا، درد اس قدر شدید تھا کہ سات انجکشن لگے، تب آرام آیا۔ حسبِ معمول جمعرات کو ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع کے لئے مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ میں شام کو حاضر ہوا۔ رات دس بجے پھر درد شروع ہوا مگر اجتماع میں مانگی جانے والی اجتماعی دعا کے وقت ٹھیک ہو گیا ایک گھنٹے بعد پھر بہت شدید درد اٹھا ڈاکٹر نے تین انجکشن لگائے، پھر کچھ افاقہ ہوا۔ دن چڑھتے ہی الٹرا ساؤنڈ بھی کروایا۔ مگر ڈاکٹروں کو درد کا سبب سمجھ میں نہ آیا۔ میں ہسپتال میں پڑا تھا وہاں مجھے معلوم ہوا کہ میرے ساتھ والے اسلامی بھائی جو تربیتی کورس میں آئے تھے وہ سنتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلے میں بارہ دن کے

لئے سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر نے سفر سے بہت روکا۔ مگر مجھ سے نہ رہا گیا میں ڈیرہ بگٹی بلوچستان جانے والے مدنی قافلے کا مسافر بن گیا۔ ڈیرہ بگٹی جاتے ہوئے راستے میں تھوڑا سا درد ہوا۔ پھر وہاں سے میں نے بلوچستان کے ایک دوسرے شہر سوئی میں جمعرات کے سنتوں بھرے ہفتہ وار اِجتماع میں شرکت کی۔ اور پھر ڈیرہ بگٹی واپس آ گئے۔ مَدَنی قافلے کی برکت سے درد ایسا دور ہوا گویا کبھی تھا ہی نہیں۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تا حال مجھے دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی۔ اور سب سے بڑی سعادت یہ ملی کہ مجھے مَدَنی قافلے میں خواب کے اندر مَدَنی تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار ہو گیا۔

ہے طلب دید کی، دید کی عید کی
کیا عجب وہ دکھیں، قافلے میں چلو
لوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو
سیکھنے سنتیں قافلے میں چلو
طیبہ کی جستجو، حج کی گر آرزو
ہے بتادوں تمہیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامات

(1)۔ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف (یا حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کی طرف) خط لکھتے تو

انہیں پیالے والا واقعہ یاد دِلاتے۔ راوی اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ دونوں بزرگ پیالے میں کھانا کھا رہے تھے کہ اس پیالے اور اس میں موجود کھانے نے ان کے سامنے اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح بیان کی۔

(فوائد أبی علی بن أحمد بن الحسن الصواف، اول الکتاب، ص49)

(2)۔ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی پاس موجود تھے۔ اچانک حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہنڈیا سے آواز سنی، آواز بلند ہوئی وہ اس طرح تسبیح بیان کر رہی تھی جس طرح بچہ اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہنڈیا اپنی جگہ سے ہٹی اور دوبارہ خود بخود اپنی جگہ پہنچ گئی اور اس سے کوئی چیز بھی نہ گری، حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آواز دے کر فرمایا: ''اے سلمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)! یہ عجیب منظر دیکھیں! ایسا منظر آپ نے دیکھا ہو گا نہ آپ کے والد نے۔'' حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر آپ خاموش رہتے تو اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس سے بڑی بڑی نشانیاں دیکھتے۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 18، ج8، ص169)

سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعا:

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر اپنے پروردگار لم یزل سے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَالۡعَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَّفۡسِیۡ وَ اَھۡلِیۡ وَ مِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ۔

یعنی اے اَللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری، تیرے چاہنے والوں کی اور ہر اس عمل کی مَحَبَّت مانگتا ہوں جو مجھے تیری مَحَبَّت تک پہنچا دے، اے اَللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنی مَحَبَّت کو میرے نزدیک میری جان، میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء داود علیہ السلام۔ الخ، الحدیث:3501، ج5، ص296)

میٹھے میٹھے اور پیارے اسلامی بھائیو! جو لوگ سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح دنیا میں اپنی زِنْدَگیاں گزارتے ہیں، جن کے پیشِ نظر ہمیشہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی خوشی و رضا ہوتی ہے تو ان کا ربّ عَزَّوَجَلَّ بھی ان پر اپنی رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں کے خزانے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ،

بے مثال جنتی نعمتیں:

حضرت سیِّدُنا عَوْف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں ایک گندمی رنگ کا قُبَّہ (یعنی گنبد) دیکھا جس کے اِرد گرد سبز چراگاہ میں بکریاں چَر رہی تھیں، تو پوچھا: ''یہ کس کا ہے؟'' جواب ملا: ''یہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہے۔'' راوی کہتے ہیں: ''کچھ دیر بعد سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوْف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود اس قبہ سے نکلے اور مجھ سے فرمایا: ''اے عَوْف! اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں یہ سب کچھ قرآنِ مجید کی تلاوت کا اجر عطا فرمایا ہے اور اگر تم اس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھو تو وہاں

ایسی ایسی نعمتیں پاؤ گے کہ ان کی مثل تمہاری آنکھوں نے کبھی دیکھیں نہ تمہارے کانوں نے کبھی ان کا تذکرہ سنا، اور نہ ہی تمہارے دِل میں کبھی ان کا خیال گزرا،اور یہ سب اَللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے تیار کی ہیں کیونکہ انہوں نے دنیا کو ان راحتوں کے لئے چھوڑ دیا۔"

(الزھد للامام احمد بن حنبل، باب زھد ابی الدَّرْدَاء، الحدیث: 714، ص159، بتغیرٍ

اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

Go To Index

عشقِ مصطفٰے کی چاشنی سے بھرپور ایمان افروز بیان

عشقِ رسول



پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عشقِ رسول(1)

درود شریف کی فضیلت

نبیِ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت ہے: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹادیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آزادی ٹھکرانے والا غلام

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے نکاح کے بعد اپنے غلام حضرت سیِّدُنا زید بن حارِثَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمت میں بطورِ

---

1 . . . مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے یہ بیان ۳ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۳ ہجری بمطابق 20 ستمبر 2012 عیسوی بروز اتوار عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۱۵ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 11 اکتوبر 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیۃ**)

2 . . . سنن نسائی، کتاب السھو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴

تحفہ پیش کر دیا، ایک بار ان کے والد اور چچا فِدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکۂ مکرّمہ آئے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے عبدُ المطّلِب کی اولاد اور سردارِ قوم کے بیٹے! آپ حرمِ پاک کے رہنے والے ہیں، قیدیوں کو رہا کراتے اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہمارا بیٹا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا غلام ہے اور ہم اسی کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں ہم پر احسان فرماتے ہوئے فِدیہ قبول کریں اور اس کو رِہا کر دیں بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زِیادہ لے لیں۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے تو اس کو بلاؤ اور اسی کو اختیار دے دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو فدیہ دیئے بغیر اسے لے جاسکتے ہو اور اگر وہ میرے پاس رہنا پسند کرے تو بخدا جو مجھے پسند کرے میں اس کے بدلے فدیہ پسند نہیں کروں گا۔ اُنہوں نے خوش ہو کر عرض کی: آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمارے ساتھ بہت انصاف فرمایا ہے۔ اس کے بعد نبیِ اَکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور پوچھا: کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ سردارِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میری صحبت بھی ملاحظہ کر چکے ہو، اب تمہیں اِختیار ہے، چاہو تو میرے پاس رہ جاؤ اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔

سَیِّدُنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: حُضُور! میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو اختیار کر سکتا ہوں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان کے والد اور چچا نے کہا: زید! بڑے افسوس کی بات ہے، کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دو گے...؟ کیا باپ، چچا اور سب گھر والوں کو چھوڑ کر غلام رہنا پسند کرو گے؟ حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے ان میں ایسی خوبی دیکھی ہے کہ میں ان کے مقابلے میں کسی کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ جب حُضُورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ جواب سنا تو زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حطیمِ کعبہ کے پاس لائے اور وہاں موجود لوگوں کے سامنے فرمایا: گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے۔ حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد اور چچا نے یہ منظر دیکھا تو بہت خُوش ہوئے اور انہیں پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ (1)

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
مونھ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

(ذوقِ نعت، ص ۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بے چین دلوں کے چَین، رَحمتِ کونین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1 ... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زید بن حارثۃ، ۲/ ۴۹۵

سے بے پناہ محبت کے سبب آپ سے جدائی اور دوری گوارا نہ کی اور اپنے اہلِ خانہ اور عزیز و اَقارب کے بجائے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قربت و صحبت اختیار کرنے ہی کو ترجیح دی کیونکہ محبتِ رسول ہے ہی ایسی انمول نعمت کہ جسے نصیب ہو جائے اسے دنیا کی کسی بھی چیز کی طلب نہیں رہتی۔ صرف زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نہیں بلکہ سبھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سرکارِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آیئے شَمعِ رسالت کے اُن پروانوں کے عشقِ نبی اور تعظیمِ مُصطفوی کی کچھ جھلکیاں مُلاحظہ کیجئے۔

شمعِ رسالت کے پروانے

صُلحِ حُدَیبیہ کے سال قریش نے حضرت سَیِّدُنا عُروہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) شہنشاہِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس بھیجا، انہوں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب وضو فرماتے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے اس قدر تیزی سے بڑھتے کہ یوں معلوم ہوتا جیسے ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ جب لعابِ مبارک ڈالتے یا ناک صاف کرتے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اسے ہاتھوں میں لے کر (بطورِ تبرّک) اپنے چہرے اور جسم پر مَل لیتے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے خاموش رہتے اور ازراہِ تعظیم آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

جب حضرت سَیِّدُنا عُروہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اہلِ مکہ کے پاس واپس گئے تو ان سے کہا: اے گروہِ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کی اُس کی قوم میں ایسی شان و شوکت اور قدر و منزلت نہیں دیکھی جیسی شان (حضرت) محمد (مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی ان کے صحابہ (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) میں دیکھی ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عشقِ رسول سے سرشار ہو کر جس شاندار انداز میں اپنے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان حضرات نے اپنے کردار سے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو یہ بتادیا کہ ایک امتی کو اپنے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسا تعلق اور کیسا عشق ہونا چاہئے۔ اُن نُفُوسِ قُدسِیّہ نے اپنی خواہشات، گھر بار، مال و اسباب، یہاں تک کہ اولاد اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت کو اپنے دل میں بسائے رکھا۔

مَحبَّتِ رسول اصلِ ایمان ہے

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اس بے مثال جذبۂ عشقِ رسول کو سامنے رکھتے ہوئے ہر امتی پر حق ہے کہ وہ محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات کو سارے جہان سے بڑھ کر محبوب رکھے کیونکہ ان کی محبت ہی ہمارے

---

1 . . . شفا، فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ، ۲/۳۸

ایمان کی بنیاد ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴿۲۴﴾

(پ۱۰، التوبۃ: ۲۴)

ترجَمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مَشَقَّت برداشت کرنا مُسلمان پر لازم ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابلِ اِلتفات نہیں اور خدا اور رسول کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔

معلوم ہوا کہ رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے محبت بندۂ مومن کے ایمان کی بنیاد ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ سرورِ کونین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب و عزیز رکھے ورنہ اس کا ایمان نامکمل ہے۔ جیسا کہ

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن ہِشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ ہم رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے ساتھ تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے، حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ سرورِ دوعالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہوا) (1)

مَحبَّتِ رسول خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے

یاد رکھئے! ایمانِ کامل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان کے نزدیک سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات تمام رشتے ناتوں سے بڑھ کر محبوب ہو۔ نبیِ

1 . . . بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت... الخ، ۴/۲۸۳، حدیث: ۶۶۳۲

کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (1)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ مبارک کو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مکمل طور پر اپنے اوپر نافذ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ، شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ لوگ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسی محبت کرتے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: کَانَ وَاللہِ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَاءِ، خدا کی قسم! رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اپنے مال، اپنی اولاد، ماں باپ اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں۔ (2)

محمد ہے متاعِ عالَمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عشقِ رسول کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ انہیں اپنی جان، مال اور قریبی رشتوں سے بھی زیادہ عزیز نبیِ کریم،

1... بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول... الخ، ۱/۱۷، حدیث: ۱۵
2... شفا، القسم الثانی، الباب الاول، فصل فیما روی عن السلف والائمۃ، الجزء الثانی، ص ۲۲

رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہوا کرتی بلکہ اُن نُفُوسِ قُدسیّہ کا حال تو یہ تھا کہ موت کی آغوش میں پہنچ کر بھی اُنہیں جانِ کائنات فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی فکر دامن گیر رہتی۔ آیئے اس ضمن میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ مُلاحظہ کیجئے۔

سَیِّدُنا صدّیقِ اکبر عاشقِ اکبر ہیں

آغازِ اسلام میں جب صحابۂ کرام کی تعداد اڑتیس ہوگئی تو حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ دوعالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اعلان و اظہارِ اسلام کے لئے اجازت طلب کی اور اِصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اظہارِ اسلام کی اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو خطبۂ اسلام دینے کے لئے کھڑے ہوئے، پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف بلانے والے پہلے خطیب کا شرف حاصل ہوا۔ مُشرِکینِ مکّہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ اسلام دیتے دیکھا تو اُن کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کردیا، صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی نہایت بری طرح مارا حتی کہ عتبہ بن ربیعہ نامی خبیث آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب آیا اور اپنے ناپاک

جوتے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک چہرے پر مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر اچھل کود کرنے لگا یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے، زخموں کی وجہ سے آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ جب آپ کے قبیلے بَنُو تَیم کے لوگوں کو پتا چلا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو مشرکین سے چُھڑا کر گھر لے گئے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تشویشناک حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ زندہ نہ رہ پائیں گے۔ آپ کے والد ابو قُحافہ اور بَنُو تَیم کے لوگ بہت پریشان تھے اور مسلسل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے گفتگو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بالآخر دن کے آخری حصے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوش آ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی زبان سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کس حال میں ہیں؟ آپ کی یہ بات سن کر قبیلے کے کئی لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ کی والدہ جب کچھ کھانے پینے کے لئے کہتیں تو آپ صرف ایک ہی جملہ کہتے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کس حال میں ہیں؟ مجھے صرف ان کی خبر دو۔ جب آپ کو یہ خبر ملی کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم خیریت سے ہیں اور دارِ اَرْقَم میں تشریف فرما ہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو بذاتِ خود دیکھ نہ لوں۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آپ کی والدہ اور اُمِّ جمیل بنتِ خطّاب آپ کو سہارا دے کر شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اپنے

عاشقِ زار کو دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر انہیں تھام لیا اور ان کے بوسے لینے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر تمام مسلمان بھی فرطِ جذبات میں آپ کی طرف لپکے۔ زخموں سے چور صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر بڑی رقت طاری ہوئی، اس پر آپ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں ٹھیک ہوں بس چہرہ تھوڑا زخمی ہو گیا ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عاشقِ اکبر کی وارفتگی، جانثاری اور عشقِ رسول کا یہ بے مثال منظر چشمِ فلک نے شاید ہی کہیں اور دیکھا ہو گا اسی لئے تو دنیا انہیں امامِ عشق و محبت مانتی ہے۔ قیامت تک جب بھی رسولِ مُحتشَم، تاجدارِ عرب و عجم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے عُشّاق کا ذکر ہو گا تو اس میں سب سے پہلا نام حضرت سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہو گا جنہوں نے اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ چنانچہ،

صدّیق کیلئے ہے خدا اور رسول بس

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا کہ اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کرو۔ اس فرمانِ عالیشان کی تعمیل میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسبِ توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے تصدُّق کیا۔ حضرت سَیِّدُنا عثمان ذُوالنّورین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دس

1 . . . تاریخ مدینۃ دمشق، ۳۰/۴۹، ملخصاً

ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدُّق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کئے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز و سامان پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے فرمان پر لَبَّیک کہتے ہوئے پیش کر دیئے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر دفعہ ان معاملات میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اس بار زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کر کے ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور گھر کا سارا مال اکٹھا کیا اس کے دو حصے کئے ایک گھر والوں کے لئے چھوڑا اور دوسرا حصہ لے کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے عمر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کے آئے ہو؟ عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں عاشقِ اکبر، یارِ غارِ مصطفٰے حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا مال لے کر بارگاہِ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی ہے جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اِستِفسار فرمایا: اے ابو بکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ بس! محبوب کا یہ پوچھنا تھا کہ گویا عاشقِ صادق کا دل عشق و محبت کی مہک سے جھوم اٹھا، فوراً ہی سمجھ گئے کہ بات کچھ اور ہے، کیونکہ

محبوب تو جانتا ہے کہ میرے عاشقِ صادق نے تو اس وقت بھی اپنی جان، مال، آل، اولاد سب کچھ قربان کر دیا تھا جب مکۂ مکرّمہ میں حمایت کرنے والے نہ ہونے کے برابر تھے بلکہ اکثر لوگ جانی دشمن بن گئے تھے اور محبوب کے کلام کو کیوں نہ سمجھتے کہ یہ تو وہ عاشق تھے جو ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ بس محبوب کچھ مانگے تو سہی! سب کچھ قدموں میں لا کر قربان کر دیں:

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

یہ تو وہ عاشق صادق تھے جنہوں نے کبھی اپنے مال کو اپنا سمجھا ہی نہیں، بلکہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا اسے محبوب کی عطا سمجھتے اور کیوں نہ سمجھتے کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محِبّ میں نہیں میرا تیرا

فوراً سمجھ گئے کہ محبوب کی چاہت کچھ اور ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے میرے عاشق! میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں، آج دنیا کو بتادے کہ عشق کسے کہتے ہیں، بس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہ! اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللہَ وَرَسُوْلَہ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔ حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی ابو بکر صدیق سے آگے

نہیں بڑھ سکتا۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدّیق کے لئے ہے خدا اور رسول بس[1]

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عشقِ رسول

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ بھی عشقِ رسول کی تجلّیات سے منوّر نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا ذکر کرتے تو (عشقِ رسول سے بے تاب ہو کر) رونے لگتے اور فرماتے: خاتَمُ المرسلین، رحمۃٌ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم تو لوگوں میں سب سے زیادہ رحم دل اور یتیم کیلئے والد کی طرح، بیوہ عورت کے لئے شفیق گھر والے کی طرح اور لوگوں میں دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر تھے، وہ تو نکھرے نکھرے چہرے والے، مہکتی خوشبو والے اور حَسَب کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرّم تھے، اوّلین و آخرین میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی مِثْل کوئی نہیں۔[2]

آستینوں کو چُھری سے کاٹ لیا

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئی قمیص پہنی تو چھری منگوائی اور

1 . . . فیضانِ صدیق اکبر، ص ۲۶۹
2 . . . جمع الجوامع، ۱۶/۱۰، حدیث: ۳۳

فرمایا: اے بیٹے! اس کی لمبی آستینوں کو سرے سے پکڑ کر کھینچو اور جہاں تک میری انگلیاں ہیں ان کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔ سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کاٹا تو وہ بالکل سیدھا نہیں بلکہ اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کی: ابا جان! اگر اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بیٹا! اسے ایسے ہی رہنے دو کیونکہ میں نے محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے بھی چھری سے آستینیں کاٹ دیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آستین کاٹنے کے بعد کُرتے کی حالت یہ تھی کہ اس سے بعض دھاگے باہر نکل نکل کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قدموں کے بوسے لیتے رہتے تھے۔[1]

بیان کردہ روایت اتّباعِ رسول کے ساتھ ساتھ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بے پناہ محبت کو بھی بیان کر رہی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذات اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے پیار تھا، آپ کی دلی آرزو تھی کہ مجھے موت بھی اُس شہر میں آئے جہاں میرے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم آرام فرما ہیں تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کا قُرب حاصل ہو سکے اسی لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

---

1 ... مستدرک حاکم، کتاب اللباس، کان نبی اللہ ... الخ، ۵/۲۷۵، حدیث: ۷۴۹۸

وَسَلَّم اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے شہر میں مجھے موت دے۔[1]

یہ دعا قبول ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ساڑھے دس سال منصبِ خِلافت پر مُتَمَکِّن رہے اور ایسے ایسے شاندار کارنامے انجام دیئے جنہیں آج بھی پوری انسانیت یاد کرتی ہے۔ یقیناً یہ سب عشقِ رسول ہی کا فیضان ہے۔ عشق نے فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے سب منزلیں آسان کر دیں اور بڑے سے بڑے معرکے عشق کے فیضان سے سر ہوتے گئے۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کُھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

آقا سے پہلے طواف نہ کیا

حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اپنی پوری زندگی عشقِ رسول میں ڈوب کر گزار دی۔ ایک بار تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق و محبت کی ایسی انوکھی مثال قائم کی کہ زمانے کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ،

چھٹی ہجری میں رسولِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکۂ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم حُدیبیہ پہنچے تو قریش آپ کی تشریف آوری سے گھبرا

1 ... بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب کراهیة النبی ... الخ، ۱/۶۲۲، حدیث: ۱۸۹۰

گئے۔ ایسے حالات میں سَیِّدِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قریش کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ انہیں جا کر بتاؤ کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ پہنچے تو حُدیبیہ میں موجود صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کہنے لگے کہ عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خوش نصیب ہیں، انہیں بیتُ اللّٰہ کے طواف کی سعادت نصیب ہو چکی ہو گی۔ یہ سُن کر محبوبِ دوجہان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ ہم یہاں ہوں اور عثمان ہمارے بغیر طواف کر لے۔ جب حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ سے واپس تشریف لائے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے پوچھا: اے ابوعبداللّٰہ! (یہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت تھی) آپ نے طوافِ کعبہ کی سعادت تو حاصل کر لی ہو گی؟ تو اُس عشق و وفا کے پیکر نے جواب دیا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں پورا سال مکۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں ٹھہرا رہتا اور پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم حُدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں اس وقت تک بیتُ اللّٰہ شریف کا طواف نہ کرتا جب تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم طواف نہ کر لیتے۔ ہاں قریش نے مجھے طواف کرنے کا کہا تو تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔[1]

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آقا ہوں تو ایسے اور غلام ہو تو ایسا، یقیناً یہ حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بے پناہ عشقِ رسول تھا کہ کفار نے آپ کو تنہا طواف کرنے

1 . . . دلائل النبوۃ، باب ارسال النبی . . . الخ، ۴/۱۳۳-۱۳۴، ملخصاً

کی پیشکش کی مگر آپ نے جواب دیا: میں ایسا ہر گز نہیں کر سکتا کہ اپنے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے بغیر طواف کرلوں اور پیارے آقا، دو عالم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو بھی اپنے عاشقِ باصفا پر پورا اعتماد تھا کہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے بغیر طواف نہیں کریں گے۔

آقا کا نام نہیں مٹاؤں گا

حُدیبیہ میں صلح نامہ لکھتے وقت حضرت سَیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے جس والہانہ انداز میں سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ جب رسولِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اور قریش کے نمائندے سُہیل بن عَمْرو کے درمیان صلح کی شرائط پر اتفاق ہو گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے معاہدہ کی دستاویز لکھنے کیلئے حضرت سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو بلایا اور ارشاد فرمایا: لکھو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" اس پر سہیل نے کہا کہ ہم اسے نہیں جانتے آپ "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھئے۔ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے حکم پر حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہی الفاظ لکھ دیئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: لکھو: هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح ہو چکی ہے۔ اس پر بھی سہیل کہنے لگا کہ رسولُ اللہ کے الفاظ نہ لکھئے کیونکہ اگر ہمیں آپ کی

رسالت پر یقین ہوتا تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا، آپ ایسا کیجئے کہ اس کے بجائے صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھ دیجئے۔ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اس کی یہ بات بھی قبول فرمائی اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے الفاظ مٹادو۔ لیکن قربان جایئے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول پر کہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ میں آپ کے نامِ مُبارک کو ہرگز نہیں مٹا سکتا۔ بالآخر نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے خود ہی رسولُ اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ یہ روشن اور دَرَخشندہ ستارے جن کی چمک دمک سے پورا عالَم جگمگا رہا ہے ان کے دل محبتِ رسول سے کس قدر روشن تھے، عشقِ رسول کی چاشنی ان کی رگ وجاں میں اس قدر سرایت کرچکی تھی کہ انہیں محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہ تھی۔ یہ حضرات عشقِ رسول میں نہ صرف اپنا مال و دولت لُٹایا دیا کرتے تھے بلکہ حالتِ جنگ میں اپنی جانوں کی پروا کئے بغیر سَیِّدِ عالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کی حفاظت کیلئے اپنی جان کی بازی بھی لگادیتے اور اپنے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کے جسمِ نازنین کیلئے خود کو ڈھال بناکر کفار کی طرف سے ہونے والے تیروں کے حملے اپنے جسموں پر سہتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرجاتے۔ اے کاش! ہم بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ

---

1 ... الکامل فی التاریخ، ذکر عمرۃ الحدیبیۃ، ۸۹/۲، ملخصاً

الرِّضْوَان کی سیرتِ حَسَنہ پر عمل کرکے سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے سچے عاشق بن جائیں اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں آپ کی ناموس پر جان ومال قربان کرنے والے بن جائیں۔ آیئے! ذرا جنگِ اُحُد کے اُس خونریز معرکے کے احوال ملاحظہ کیجئے جب اسلام کے عظیم مجاہدین اپنی محبوب ہستی کے دِفاع کے خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کرتے رہے، عشق انہیں آزماتا رہا اور وہ وفاشِعار سُرخرُو ہوتے رہے۔

غزوۂ اُحد کے جانثار صحابہ

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے جاں نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوۂ اُحُد میں ہوا، اس غزوہ میں ایک مقام پر رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریشی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان رہ گئے۔ اس حالت میں کفار نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر گھیرا تنگ کر دیا، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان جاں نثاروں سے مخاطب ہو کر فرمایا: جو اُن بد بختوں کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لئے جنت ہے۔ ایک انصاری صحابی فوراً آگے بڑھے اور کفار سے لڑتے ہوئے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان ہو گئے۔ اس طرح ایک ایک صحابی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اپنی جان قربان کرتا جاتا، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے ساتوں انصاری صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جامِ شہادت نوش کر گئے۔ (1)

1 ... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ احد، ص ۹۸۹، حدیث: ۱۷۸۹، ملخصاً

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
(حدائقِ بخشش، ص۵۸)

انہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں حضرت سیّدُنا ابو طلحہ اور حضرت سیّدُنا سَعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما بھی شامل تھے جو انتہائی جاں نثاری کے ساتھ کفارِ بد اطوار سے نَبَرد آزما رہے۔ حضرت سَیِّدُنا سَعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے میرے سامنے اپنا تَرْکش بکھیر دیا، اور فرمایا کہ تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان۔[1]

حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضرت سَیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ڈھال لے کر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے سراپا ڈھال بنے ہوئے تھے، حضرت سَیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زبردست تیز اندازی کرنے والے تھے اس روز تو (آپ کے ہاتھوں) دو تین کمانیں بھی ٹوٹ گئیں، جب کوئی شخص تیروں سے بھرا ترکش لے کر وہاں سے گزرتا تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام فرماتے: یہ تیر ابو طلحہ کے سامنے ڈال دو۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تو حضرت سَیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کرتے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! گردن اُٹھا کر نہ دیکھیں، کہیں کوئی تیر نہ لگ جائے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ... الخ، ۳/۳۷، حدیث: ۴۰۵۵

عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر قربان ہونے کے لئے خادم کا گلا موجود ہے۔[1] حضرت سَیِّدُنا قیس بن ابو حازم فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ غزوۂ اُحد میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا دِفاع کرتے کرتے حضرت ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ شَل ہو چکا تھا۔[2]

اس غزوہ میں حضرت سیّدُنا شمّاس بن عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم دائیں بائیں جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتے، انہیں تلوار کے ساتھ موجود پاتے، انہوں نے خود کو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ڈھال بنا رکھا تھا یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر ایک دن اور ایک رات کے بعد شہید ہو گئے۔[3]

مَحبَّت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشق و محبت، تعظیم و توقیر اور جذبۂ جاں نثاری سے سرشار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ان واقعات کو پڑھ کر یقیناً ہر مسلمان کے دل میں عشقِ رسول کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ یاد رکھئے! انسان کو اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے کسی خاص وصف کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی خوبی و کمال کے سبب وہ اس کی طرف

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ... الخ، ۳/۳۸، حدیث: ۴۰۶۴

2 ... بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ... الخ، ۳/۳۸، حدیث: ۴۰۶۳

3 ... الطبقات الکبری، تذکرۃ شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ، ۳/۱۸۶، ملخصاً

مائل ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ کریم تو ہر عیب سے پاک اور بے شمار خوبیوں کی مالک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ تمام اوصاف و کمالات بدرجۂ اَتَمّ عطا فرمائے جن کی وجہ سے محبت ہونی چاہئے۔ لہٰذا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت آپ کی ذاتِ طیبہ میں موجود تمام خوبیوں اور اچھی صفات کی بنا پر تھی۔ آیئے! مدینے کے تاجدار، دوعالَم کے مُختار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُن اعلیٰ صفات کے بارے میں سنتے ہیں جنہوں نے عرب کے صحرا نشینوں کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا دیوانہ بنا دیا تھا اور ساتھ ہی محبت کے چند اسباب بھی ملاحظہ فرمایئے۔

(1) حُسن و جمال

محبت کا ایک سبب حسن و جمال ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جس طرح کمالِ سیرت میں تمام اَوَّلین و آخرین سے مُمتاز کیا اسی طرح جمالِ صورت میں بھی بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات حسن و جمال کا وہ پیکر تھی کہ جس کے دیدار سے مرجھائی کلیاں کِھل اُٹھتیں، افسُردہ دل چَین پاتے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، آپ کی ذات تو منبعِ حسن و جمال ہے کہ چاند و سورج بھی آپ سے روشنی کی بھیک مانگتے ہیں۔

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسن وجمال کو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ جو ہمہ وقت جمالِ نبوت کی تجلّیات سے فیض یاب ہوا کرتے تھے۔ آیئے اس ضمن میں تین اقوال ملاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیّدُنا براء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُ خَلْقًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم صورت میں بھی اور خِلقت میں بھی تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ (1)
2. اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَنْوَرَهُمْ لَوْنًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے زیادہ خُوبصورت اور خُوش رنگ تھے۔ مزید فرماتی ہیں: لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ قَطُّ اِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهُ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ یعنی جس نے بھی آپ کی توصیف بیان کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، وَكَانَ عَرَقُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ اور آپ کا مبارک پسینہ تو آپ کے چہرۂ انور میں موتیوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ (2)
3. حضرت سیّدُنا کَعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ یعنی جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خُوش ہوتے تو چہرۂ انور خوشی سے دَمک اُٹھتا اور

---

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی، ۲/۴۸۷، حدیث: ۳۵۴۹

2 . . . خصائص کبری، باب الآیة فی عرقه الشریف، ۱/۱۱۵

یوں معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔[1]

یہ جو مہر و مَہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے اِستِعارہ نور کا

یاد رہے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نبیِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جس حسن و جمال کو چاند سورج سے تشبیہ دی ہے یہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کامل حُسن و جمال نہیں تھا اگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا حُسنِ کامل لوگوں پر ظاہر ہو جاتا تو آنکھیں اسے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔ جیسا کہ

علّامہ زُرقانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی امام قُرطبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے نقل فرماتے ہیں: حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تمام تر حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا، اگر آپ کا کامل حُسن ہم پر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں اُس جلوۂ زیبا کو دیکھنے کی تاب نہ لاتیں۔[2]

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(2) علم

محبت کا ایک سبب علم بھی ہے کیونکہ انسان کسی کے علم سے متاثر ہو کر بھی اس کی محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کی علمیت کا چَرچا کرتے نہیں تھکتا، ہر محفل میں

---

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/ ۴۸۸ حدیث: ۳۵۵۶

2 . . . زرقانی علی المواھب، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقتہ. . . الخ، ۵/ ۲۴۱

اس کے گُن گاتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذات میں یہ وصف بھی کامل طور پر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم عطا فرمایا، یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا وہ سب آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم علمِ غیب کے ذریعے جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۳)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں تین اقوال مذکور ہیں۔

(۱) شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں۔ (۲) آپ کو علمِ غیب کی وہ باتیں بتائیں جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (۳) آپ کو چُھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔[1]

ایک اور مقام پر رسولوں کو علمِ غیب عطا کئے جانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪ (پ۴، آل عمران: ۱۷۹)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صدر الافاضل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ

1 ... تفسیر خازن، پ۵، النساء، تحت الآیۃ ۱۱۳، ۱/۴۲۹

اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سَیِّدِ انبیا، حبیبِ خدا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو غُیُوب کے عُلُوم عطا فرمائے اور غُیُوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(3) جُود و سَخا

جود و سخاوت بھی محبت کا ایک سبب ہے کیونکہ یہ ایسی خوبی ہے کہ جس انسان میں بھی پائی جائے لوگ متاثر ہو کر اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور اس کی محبت کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں سخاوت کا وصف بدرَجۂ اَتَمّ موجود تھا بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم تو منبعِ جود و سخاوت ہیں۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی کسی مانگنے والے کو انکار نہیں فرمایا خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے۔[1]

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بَطحا تیرا نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

1 ... شفا، فصل واما الجود والکرم... الخ، ۱/۱۱۱

حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و مُنْحَصِر نہیں تھی بلکہ بن مانگے بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو اس قدر مال عطا فرمایا کہ دنیائے سخاوت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہت بڑے دشمن اُمَیّہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن اُمَیّہ جب حاضرِ دربار ہوا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔ چنانچہ صفوان مکہ جا کر چِلّا چِلّا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامنِ اسلام میں آجاؤ محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا۔ پھر اس کے بعد صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔[1]

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذَرّہ تیرا
(حدائقِ بخشش ص۱۵)

(4) زُہد و تقویٰ

زہد و تقوی کے سبب بھی انسان لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے۔ عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، نیکی و پارسائی کے آثار جس شخص میں پائے جائیں لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو سیِّدُ المُتَّقِیْن ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دن بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ ساری

1 . . . سیرتِ مصطفےٰ، ص ۶۲۴

رات قیام میں بسر فرماتے جس کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدمَین شریفَین ورم کر آتے۔

حضرت سیِّدُنا مُغیرہ بن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا یا ان میں زخم ہو جاتے اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اس بارے میں عرض کی جاتی (کہ اتنی مشقت کس لئے؟) تو ارشاد فرماتے: کیا میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟[1] یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ہی بکمالِ محبت ارشاد فرمایا: طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ﴿۲﴾ (پ۱۶، طٰہٰ: ۱،۲) ترجَمۂ کنزالایمان: اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

صدرُ الاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ کریمہ کا شانِ نُزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عبادت میں بہت جُہد (کوشش) فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک وَرَم کر آتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر بحکمِ الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفْسِ پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔

لطفِ بیداریِ شب پہ بے حد دُرود عالَمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص۳۰۷)

---

1 . . . بخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، ۴/۲۳۹، حدیث: ۶۴۷۱

(5) شفقت و رحم دلی

شفقت و رحم دلی بھی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کا ایک سبب ہے۔ شفقت و مہربانی ہر غمزدہ شخص کے لئے تسکین اور ہر ٹوٹے دل کے زخموں کا مرہم ہوتی ہے اس لئے رحم دل انسان لوگوں کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اور حضور جانِ عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مؤمنین پر مشفق و مہربان ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (پ۱۱، التوبۃ: ۱۲۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب کی نرم دلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(پ۴، آل عمران: ۱۵۹)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔

سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نہ صرف انسانوں پر رحم و کرم فرمانے والے ہیں بلکہ آپ جانوروں پر بھی بے انتہا شفقت فرمایا کرتے کیونکہ آپ تمام جہانوں

کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ

ایک بار حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ موجود تھا۔ جب اس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو ایک انصاری نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ میرا ہے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تم ان جانوروں کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے جن کا اس نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لیتے ہو۔[1]

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص۳۰۳)

(6) حُسنِ اَخلاق

محبت کے دیگر اسباب کی طرح حُسنِ اخلاق بھی ایک ایسا خوبصورت وصف ہے جو لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ انسان اچھے اخلاق کی بدولت لوگوں کو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے حتی کہ بعض اوقات دشمن بھی انسان کے حُسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر گہرا دوست

1 . . . ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب مایؤمر به من القیام . . . الخ، ۳/۳۲، حدیث: ۲۵۴۹

بن جاتا ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکت میں اسقدر حُسنِ اخلاق موجود تھا کہ قرآنِ کریم نے آپ کے خُلقِ عظیم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک تمہاری خو بڑی شان کی ہے۔ (پ۲۹، القلم: ۴)

صدرُ الْاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خُلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے، سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے مکارِمِ اخلاق و محاسِنِ افعال کی تکمیل و تتمیم کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بد کلامی کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔[1]

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم
(حدائقِ بخشش، ص۸۰)

معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں وہ تمام خوبیاں اور تمام اوصاف و کمالات بدرَجۂ اَتَمّ موجود ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، ۲/۴۸۹ حدیث: ۳۵۵۹

ہے اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی محبت کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ جن وانس، شجر وحجر، نباتات وحیوانات سبھی ان کے عشق سے معمور ہیں اور سارا عالَم ان کی چاہت کی روشنی میں نہایا ہوا ہے۔

مَحبّت کی علامات

یاد رکھئے جس طرح محبت کے کچھ اسباب ہوتے ہیں جو دل میں اتر کر محبوب سے بے پناہ چاہت پر ابھارتے ہیں اسی طرح محبت کی کچھ علامات بھی ہیں جنہیں ایک عاشقِ صادق کے عشق ومحبت کی دلیل سمجھا جاتا ہے نیز ان علامات کو دیکھ کر دوسروں کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ شخص فلاں سے بیحد محبت کرتا ہے۔ مثلاً محبت کرنے والا ہر معاملے میں اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے، ہر وقت اس کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھتا ہے، اس کی پسند کو اپناتا اور جو چیز اسے ناپسند ہو اس سے دور رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً ہر مسلمان حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے بے پناہ عشق کا دعویدار ہے مگر یاد رکھئے! یہ دعویٰ اسی صورت میں سچا مانا جاسکتا ہے جب محبت کی علامات بھی پائی جائیں لہٰذا ہمیں دعویٔ مَحبّت کے ساتھ ساتھ یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون ومکاں صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کی یہ نشانیاں موجود بھی ہیں یا ہماری محبت فقط دعوے کی حد تک محدود ہے۔

(1) اطاعت واتّباع

محبت کی اوّلین علامت محبوب کی اِطاعت واِتّباع ہے اس لئے ہر امّتی پر حق ہے

کہ محبوبِ دوجہان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جس بات کا حکم ارشاد فرمادیا اُس پر عمل پیرا ہو اور اس کی ذرہ برابر مخالفت کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے، اتباعِ رسول کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرے یقیناً آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱) ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

صَدْرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سُنَّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت پر ایسے لوگوں کو بطورِ انعام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام صدیقین و شہدا کی مصاحبت عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ

ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے

رَفِیْقًا ﴿۶۹﴾ (پ۵، النساء: ۶۹) ساتھی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے صحابۂ کرام کا طرزِ عمل اپنانا چاہئے کیونکہ نبی کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کا بہترین نمونہ یقیناً صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی ہیں۔ یہ حضرات اطاعت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے۔

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارہ کو اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (اس کو بیچ کر) اس سے نفع حاصل کرلے۔ تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تو اب میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ (1)

اتّباعِ رسول اور امیرِ اہلسنّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قربان جائیے اطاعتِ رسول کے ایسے بے مثال

---

1 ... مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الخاتم، ۲/۴۸۱، حدیث: ۴۳۸۵

جذبے پر جو نہ صرف قابلِ رشک ہے بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ یاد رکھئے! پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے محبت کے لئے ان کا اتباع نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سچی محبت نصیب ہو جائے تو ہمیں چاہئے کہ کسی ایسے عاشقِ صادق کی صحبت اختیار کریں جو نہ صرف خود سنتوں کا پیکر ہو بلکہ ہمیں بھی راہِ سنت پر چلا کر منزلِ عشق تک پہنچا دے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ موجودہ دور میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات میں اتباعِ رسول اور احیاءِ سنّت کا جو عظیم جذبہ ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نہ صرف خود سنّتوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی اتباعِ سنّت کے زیور سے آراستہ کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتباعِ سنت کے سانچے میں سر تا پا ڈھلی ہوئی آپ کی شخصیت کو دیکھ کر لاکھوں افراد متاثر ہوئے اور اس کے نتیجے میں سر پر عمامہ کا تاج، چہرے پر داڑھی اور بدن پہ سنتوں بھرا لباس سجا کر نہ صرف عاشقانِ رسول کی صف میں شامل ہو گئے بلکہ نماز، روزے اور شرعی احکامات کے پابند بھی بن گئے۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بسا اوقات ایسی ایسی سنّتوں پر عمل کر لیتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کی مطبوعہ 88 صفحات پر مشتمل کتاب "تعارُفِ امیرِ اہلسنّت" کے صفحہ 38 پر ہے: آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اتباعِ سنّت کی نیت سے کبھی فرش پر لیٹتے ہیں تو کبھی چٹائی پر۔ آپ نے اپنے سونے کے

لئے نہ تو اپنے گھر میں کوئی گدیلا رکھا ہے نہ ہی پلنگ، البتہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں اگر سونے کی نوبت آتی ہے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا ہے اسی پر آرام فرمالیتے ہیں۔ اس میں بھی اتباعِ سنت ہی کی جلوہ نمائی ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بچھونے میں عیب نہیں نکالا۔[1]

الغرض آپ کے شب و روز کے معمولات میں اتباعِ رسول کی ہی جھلک نظر آتی ہے جو کہ یقیناً پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے والہانہ عشق و محبت کی دلیل ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ایسی ہی سچی محبت اور ان کی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین

(2) تعظیم و تکریم

محبت کی ایک بہت بڑی علامت محبوب کی تعظیم و تکریم کرنا ہے۔ نہ صرف یہ محبت کی علامت ہے بلکہ اس کا لازمی حصہ بھی ہے جس کے بغیر محبت کا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ خود بھی اس کی تعظیم کرتا ہے اور دوسروں سے بھی اسی کی توقع رکھتا ہے حتی کہ اگر کوئی شخص اس کے محبوب کی بے ادبی و توہین کر بیٹھے تو وہ بے اختیار آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہ تو عام محبوب کی بات ہے جبکہ سرورِ عالم نورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو کائنات کے

---

1 ... وسائل الوصول، الباب الثالث، الفصل الثانی فی صفۃ فراشہ... الخ، ص ۱۲۳

ساتھ ساتھ خود خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے بھی محبوب ہیں اسی لئے ان کی تعظیم و توقیر کا حکم خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیا ہے۔ چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (پ۲۶، الفتح: ۹) ترجَمۂ کنزالایمان: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۲) ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

فقیہِ ملّت حضرت مُفْتی جَلالُ الدِّین اَمجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی کتاب "تعظیمِ نبی" کے صفحہ 18 پر اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس کے دل میں تَقْویٰ اور پرہیز گاری ہوگی وہ شَعَائِرُ اللّٰہ کی تعظیم کرے گا اور شَعَائِرُ اللّٰہ کے معنی ہیں "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دِین کی نشانیاں" اور سرکارِ اَقْدس عَلَیْہِ السَّلَام اللّٰہ تعالیٰ کے دِین کی نشانیوں میں سے عَظِیم تَرین نشانی ہیں تو وہ ساری نشانیوں میں سب سے زِیادہ تعظیم کے مستحق ہیں اور آیتِ مُبارکہ میں اس بات کا واضح اِشارہ ہے کہ جو لوگ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم کا اِنکار کرتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر اچھے نظر آتے ہوں مگر ان کے قُلوب تقویٰ و پرہیز گاری سے خالی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت اور ان کی تعظیم صرف جاندار ہی نہیں درخت پہاڑ وغیرہ بے جان چیزیں بھی کرتی ہیں جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا علیُّ المُرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینے کے تاجوَر، سُلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ

وسلَّم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو بھی درخت اور پہاڑ سامنے آتا اُس سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کی آواز آتی۔ [1] اسی طرح اُحد پہاڑ کے بارے میں تو خود سرورِ ذیشان، محبوبِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: هٰذَا اُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ [2]

(3) کثرتِ ذکر

محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ جس سے محبت کرتا ہے بات بات پر اس کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اسے محبوب کے ذکر سے لذّت ملتی ہے۔ ایک روایت میں ہے: مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ، یعنی جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ [3] چونکہ ہمارے عشق و محبت کا مرکز سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ ہے اس لئے ہمیں کثرت سے اُن کا ذکر کرنا چاہئے۔ ذکرِ رسول وہ بابرکت وظیفہ ہے جس میں عُشّاق کے دلوں کی تسکین بھی ہے، اظہارِ محبت بھی ہے اور نیکیوں کا خزانہ بھی۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ طیبہ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھا جائے۔

---

1 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی آیات اثبات نبوۃ... الخ، ۵/۳۵۹، حدیث: ۳۶۴۶

2 ... بخاری، کتاب المغازی، باب۔ ۸۳، ۳/۱۵۰، حدیث: ۴۴۲۲

3 ... کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب الاول فی الذکر وفضیلتہ، ۱/ ۲۱۷، حدیث: ۱۸۲۵

مُحَقِّق عَلَی الاِطلاق حضرت سیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: جب بندۂ مومن ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس بار رَحمت بھیجتا ہے، (دس گُناہ مٹاتا ہے) دس دَرَجات بُلند کرتا ہے، دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غَزوات میں شُمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ دُرُودِ پاک سببِ قُبولیّتِ دُعا ہے، اِس کے پڑھنے سے شَفاعَتِ مصطفےٰ واجب ہو جاتی ہے۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بابِ جنَّت پر قُرب نصیب ہو گا، دُرُودِ پاک تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے اور تمام حاجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے، دُرُودِ پاک گناہوں کا کفارہ ہے، صدقے کا قائم مَقام بلکہ صدقے سے بھی اَفضل ہے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم گناہگاروں کے دامن اُس محبوب کی محبت سے مالا مال ہیں جن کی نہ صرف ذات بابرکت ہے بلکہ ان کا ذکر بھی دنیا و آخرت کی سعادت مندیوں کا مجموعہ ہے، اُس شخص کی خوش بختی کی کوئی انتہا نہیں جس کا دل یادِ مصطفےٰ اور زبان ذکرِ مصطفےٰ میں مشغول رہتی ہو اور ذکرِ محبوب کی لذت نے اسے ساری دنیا کی محبتوں سے بے نیاز کر دیا ہو۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

1 ... جذب القلوب، ص ۲۲۹

(4)شوقِ دیدار

محبت کی ایک علامت محبوب کے دیدار کا شوق بھی ہے۔ محبت کرنے والے کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت موجود رہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدا نہ ہو۔ یہی حال سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے عشاق کا ہے کہ ان کی آنکھیں ہر لمحہ زیارتِ رسول کی مُشتاق رہتی ہیں۔ کوئی عاشقِ رسول ایسا نہیں جس کے دل میں دیدارِ رسول کی تمنا نہ مچلتی ہو۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی ہر وقت جلوۂ جاناں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیا کرتے تھے، چاہے حالات کیسے بھی ہوتے مگر چہرۂ مصطفےٰ کی ایک جھلک ان کے دلوں میں ہزاروں مسرتیں بکھیر دیتی۔

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زیارتِ رسول کے وقت اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِنِّیْ اِذَا رَأَیْتُكَ طَابَتْ نَفْسِیْ وَ قَرَّتْ عَیْنِیْ یعنی جب میں آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔[1]

واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ جب ایک عاشقِ صادق اپنے محبوب کا دیدار کرتا ہے تو اس کی بے قراریوں کو قرار مل جاتا ہے کیونکہ اس کے دل کی راحت دیدارِ محبوب ہی میں مضمر (پوشیدہ) ہوتی ہے جیسا کہ،

---

1 ... مسند امام احمد، ۳/۱۵۱ حدیث: ۷۹۳۷

ایک شخص جانِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اس طرح دیدار کیا کرتا کہ پلک تک نہ جھپکاتا۔ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس طرح دیکھنے کا سبب کیا ہے؟ عرض کی: آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5) محبوب کے دوستوں سے مَحبَّت

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت کرتا ہے نیز اس کے دل میں محبوب کے دوستوں اور اس کے اہلِ خانہ کی عقیدت بھی گھر کر جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی مسلمان حضورِ اکرم، نورِ مجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے تو بے پناہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر آپ کی آل و اصحاب سے بغض رکھتا ہے تو وہ اپنے دعویٔ محبت میں نہ صرف جھوٹا ہے بلکہ نارِ دوزخ کا حقدار ہے کیونکہ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنے پیارے صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عِظام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے محبت رکھنے کی فضیلت اور ان سے بغض رکھنے کی وعید بیان فرمائی ہے آیئے اس ضمن میں 3 روایات مُلاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مُغَفَّل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ

---

1 . . . شفا، الفصل الثانی فی ثواب محبتہ، ۲/ ۲۰

تعالیٰ سے ڈرو، انہیں میرے بعد اپنے کلام کا نشانہ نہ بنانا، جس نے اُن سے محبت کی اس نے میری خاطر اُن سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا۔ جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت پہنچائی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو عنقریب وہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔ (1)

2. حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، شَہَنشاہِ ابرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحْسَنَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ النِّفَاقِ، جس نے میرے اصحاب کے مُتَعَلِّق اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے بَری ہو گیا، وَمَنْ اَسَاءَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ کَانَ مُخَالِفًا لِسُنَّتِیْ، جس نے میرے اَصحاب کے مُتعلِّق بُری بات کہی تو وہ میرے طریقے سے ہٹ گیا، وَمَأْوَاہُ النَّارُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ، اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (2)

3. حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے حَسَنَیْن کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس شخص نے مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے والد و والدہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ (3)

---

1 . . . ترمذی کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی، ۵/۴۶۳، حدیث: ۳۸۸۸

2 . . . الریاض النضرۃ، ذکر ما جاء فی الحث علی حبھم والاحسان الیھم . . . الخ، ۱/۲۲

3 . . . مسند امام احمد، من مسند علی بن ابی طالب، ۱/۱۶۸، حدیث: ۵۷۶

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی
(حدائقِ بخشش، ص۱۵۳)

ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ

یاد رہے کہ صحابہ و اہلِ بیت رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے علاوہ سادات کرام بھی سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی نسبت اور ان کا جُز ہونے کی وجہ سے تعظیم و توقیر کے مستحق ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 22 صَفْحَہ 423 پر فرماتے ہیں: سیّد سنّیُ المذہب کی تعظیم لازِم ہے۔ ساداتِ کرام کی انتہائے نَسب حُضُور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر ہے، (یعنی ان کے جدِّ اعلیٰ تو مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ہیں) اس فَضلِ انتِساب (یعنی اِس شَرَفِ نسبت) کی تعظیم (عام سے مسلمان تو کیا) ہر مُتَّقِی پر (بھی) فرض ہے (کیوں) کہ وہ اس (سَیِّد صاحب) کی تعظیم نہیں (بلکہ خود) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی تعظیم ہے۔ نیز فتاویٰ رضویہ جلد 29 صَفْحَہ 587 پر سَیِّد ذادوں سے اپنی ذاتی عقیدت کا اظہار نہایت عاجزی کے ساتھ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: یہ فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضراتِ ساداتِ کرام کا ادنیٰ غلام و خاکِ پاہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعۂ نجات و شفاعت جانتا ہے۔

تیری نَسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا
(حدائقِ بخشش، ص۲۴۶)

سادات کے لئے دوگنا حصہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مَلِکُ العُلماء حضرت علّامہ مولانا ظَفَرُ الدّین محدّث بہاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ساداتِ کرام سے محبت و عقیدت کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حضور (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن) کے یہاں مجلسِ میلادِ مبارک میں ساداتِ کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقتِ تقسیمِ شیرینی (شیرینی تقسیم ہوتے وقت) ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہلِ خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال بموقع بارہویں شریف ربیع الاوّل ہجوم میں سَیِّد محمود خاں صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کو خلافِ معمول اکہرا (ایک) حصہ یعنی دو تشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں۔ موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا۔ فرمایا سَیِّد صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی، اور سخت اظہارِ ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی ایک سینی (تھال) میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لاؤ۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سَیِّد صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں قلب (دل) کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا۔ فرمایا: سَیِّد صاحب! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ اور قاسِمِ شیرینی (شیرینی تقسیم کرنے والے) سے کہا کہ ایک آدمی کو سَیِّد صاحب کے ساتھ کر دو جو اس خوان (تھال) کو مکان پر پہنچا آئے انہوں نے فوراً تعمیل کی۔ [1]

1 ... حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/ ۱۸۲

یقیناً سَیِّد زادے کی اس تعظیم و تکریم سے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشْقِ رسول کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ تو ان کے عشْقِ رسول کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عشْقِ رسول میں ڈوب کر بدمذہبوں اور گستاخانِ رسول کی سرکوبی کیلئے اپنے زورِ قلم سے جو جہاد فرمایا اور تحریریں لکھیں ان کا ایک ایک لفظ محبّتِ رسول میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشْقِ رسول کے تمام پہلوؤں کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک طرف تو مدحِ حبیبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم میں حدائقِ بخشش جیسا خوبصورت نعتیہ دیوان لکھتے ہیں تو دوسری طرف اپنے علم کے بحرِ بیکراں سے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کو دندان شکن جوابات دے کر اپنے محبوب کا دفاع کرتے ہیں۔ کبھی "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃ" جیسی کتاب لکھ کر باذنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا چرچا کرتے ہیں تو کبھی "تمہیدُ الایمان" و "حسّامُ الحرمین" جیسی کتابیں لکھ کر گستاخانِ رسول پر بجلیاں گراتے اور اُن کا قلع قمع کرتے ہیں۔ الغرض آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زندگی عشْقِ رسول کا ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں عاشقانِ رسول ہمیشہ عشق و محبت کی راہیں طے کرتے رہیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6) محبوب کے دُشمنوں سے نفرت

جس طرح محبوب کے دوستوں سے محبت کرنا محبت کی علامت ہے اسی طرح اس کے دشمنوں سے عداوت رکھنا، ان سے قطع تعلق کرنا بھی محبت کی واضح نشانی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص کسی سے سچی محبت بھی کرے اور اس کے دشمنوں کو بھی دوست رکھے اور پھر یہ تو عام دُنیوی محبت کی علامت ہے البتہ جہاں تک تعلق ہے اس بندۂ مومن کا کہ جس کی محبت کا مرکز ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہو تو اس کی تو شان ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے ہرگز ہرگز دوستی نہیں کرتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کی مخالفت کریں جیسا کہ ارشاد باری تعالٰی ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔

صدرُ الْاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ مزید فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں

اور بد مذہبوں اور خدا و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مَوَدَّت و اِخْتِلَاط (مَحَبّت و میل جول رکھنا) جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابوعُبَیْدَہ بن جَرَّاح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ کو قتل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روزِ بدر اپنے بیٹے عبدُ الرحمٰن کو مُبَارَزَت (لڑائی) کے لئے طلب کیا لیکن رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مُصْعَب بن عُمَیر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے اپنے بھائی عبداللہ بن عُمَیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ماموں عاص بن ہِشام بن مُغِیرہ کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابوعبیدہ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے، خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔[1]

ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری
ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی ان سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کیلئے صرف یہی بات کافی نہیں کہ رسولِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے دشمنوں کو دشمن جانیں بلکہ ان سے دشمنی کے ساتھ ساتھ ان کی تہذیب اور رسم و

1 . . . خزائن العرفان، پ۲۸، المجادلة، تحت الآیة: ۲۲ بتصرف

رواج سے بھی کنارہ کشی اختیار کرنا لازمی ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے طرزِ عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر اس چیز کو ٹھوکر مار دی جسے محبوبِ دو جہان سرورِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ناپسند کیا تھا۔ مگر افسوس! آج کل کے مسلمانوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے دشمنوں کے طور طریقوں پر عمل کرنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ ذرا سوچئے! عشقِ رسول کے دعویدار آخر کس رَوِش پر چل پڑے ہیں؟ ناموسِ رسالت کے رکھوالے دن بہ دن فرنگی تہذیب کی بد تہذیبی میں کیوں رنگتے چلے جارہے ہیں؟ جو لوگ ہمارے پیارے نبی، مکی مدنی آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ہم انہی کے متوالے کیوں بنتے جارہے ہیں، دُخترانِ اسلام نے حیا کی چادر کیوں اتار پھینکی؟ نوجوانانِ اسلام کی نگاہوں سے حیا کیوں رُخصت ہو گئی؟ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفےٰ کہلانے والے سیرتِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اپنانے کے بجائے دُشمنانِ مصطفےٰ کے طور طریقوں پر کیوں عمل پیرا ہیں؟ کیا یہی ہے ہماری محبت؟ کیا عاشقِ صادق بھی محبوب کی راہوں پر چلنے سے شرماتا ہے؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں، ارے یہی راہیں تو اس کے لئے سرمایۂ حیات ہیں لہٰذا ہوش میں آیئے، گفتار کے نہیں کردار کے غازی بن کر دکھایئے، غیروں کی محبت دل سے مٹایئے اور اُس ذات کی حقیقی مَحَبّت دل میں بسایئے جس کے نور نے دنیا کے اندھیروں میں اُجالا کر دیا، بس حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہو جایئے ساری

دُنیا آپ کی ہو جائے گی۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!اس پر فتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے جس کی برکت سے ہم اپنے تاریک دلوں میں عشقِ مصطفےٰ کی شمع جلاسکتے ہیں۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی تعلیمات سے مستفیض ہونے والی دنیائے اسلام کی وہ عظیم تحریک ہے جو قرآن وسنّت کی راہ پر چلاتی، عشقِ رسول سے دلوں کو گرماتی اور صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ عِظام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی محبت کے جام بھر بھر کے پلاتی ہے۔اس مدنی وپاکیزہ ماحول کی برکت سے نہ جانے کتنے ہی بد عقیدہ لوگ اپنے باطل عقائد سے توبہ کرکے سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ ہو جایئے۔ آیئے ترغیب وتحریص کے لئے ایک مَدَنی بہار مُلاحظہ کیجئے۔

بد عقیدگی سے توبہ

تحصیل پھالیہ (پنجاب، پاکستان) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے قبل بد مذہبوں کی صحبت میسر تھی، جس کی نحوست سے تعظیمِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور محبتِ اولیائے

عظام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی حلاوت سے محروم تھا۔ عاشقانِ رسول اور غلامانِ اولیاء سے اس قدر نفرت تھی کہ میرے چچا جان جو کہ اہلسنّت وجماعت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ تھے جب کبھی وہ ہمارے گھر آتے تو میرے اندر نفرت کی آگ بھڑک اٹھتی، انہیں حقارت بھری نظروں سے گھورتا اور ان سے بات چیت کرنا بھی گوارا نہ کرتا۔ شاید اسی طرح میری زندگی کی شام ہو جاتی اور کل بروز قیامت حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑتا مگر مجھ پر میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا اور کسی کام کے سلسلے میں مرکز الاولیا (لاہور) چچا جان کے گھر جانا ہوا۔ ایک دن انہوں نے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کا کہا، نہ چاہتے ہوئے بھی میں انہیں منع نہ کر سکا اور اجتماع میں شریک ہو گیا، مگر یہاں بھی میری آنکھوں پر بندھی نفرت وعداوت کی پٹّی نہ کھل سکی۔ قسمت میں چونکہ بدمذہبوں کے چنگل سے چھٹکارا اور عاشقانِ رسول کی صحبت لکھی ہوئی تھی اس لئے ایک دن مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں مجھ پر انفرادی کوشش کی اور مجھے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کی ترغیب دلائی، نہ جانے ان کی باتوں میں کیا اثر تھا کہ میں نے ہاتھوں ہاتھ تیس دن کے مدنی قافلے میں سفر کی نہ صرف ہامی بھر لی بلکہ مدنی قافلے کا مسافِر بھی بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کا قرب تو کیا ملا میری زندگی کا ڈھنگ ہی بدل گیا، پر سوز بیانات اور پیاری پیاری نعتیں اور میٹھی میٹھی سنّتیں سیکھنے سکھانے کے مدنی حلقوں نے تو میری سوچ کا محور ہی بدل دیا، دل میں حُبِّ خدا اور عشقِ مصطفٰے کی شمع روشن

ہو گئی اور مجھے ایک قلبی سکون ملنے لگا، آنکھوں پر بندھی بغض وعداوت کی پٹی کھل گئی اور دعوتِ اسلامی سے نفرت محبت میں بدل گئی۔ سر پر عمامہ شریف کا تاج سجالیا اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مرید ہو کر آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گیا۔ مدنی قافلے سے واپسی پر میں نے بدمذہبوں سے میل جول ختم کر لیا اور اپنا ظاہر و باطن مزید ستھرا کرنے کے لئے تربیتی کورس میں داخلہ لے لیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے سچی محبّت کرنے اور ان کی سنّتیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گستاخانِ رسول کے بھیانک انجام اور ان کے عملی بائیکاٹ سے متعلق ایک فکر انگیز تحریر

گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

گُستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے[1]

دُرود شریف کی فضیلت

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: بندہ جب تک مجھ پر دُرود پڑھتا رہتا ہے، ملائکہ اُس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ دُرود پاک کم پڑھے یا زیادہ۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ابولہب کی گستاخی

جب سرزمینِ عرب پر آفتابِ نبوّت طُلُوع ہوا تو اس کی نورانیّت سے سے کفر کی تاریکیاں چھٹنے لگیں، لوگ آہستہ آہستہ معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام

1... مبلغِ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے یہ بیان ۷ جمادی الثانی ۱۴۳۱ ہجری بمطابق 20 مئی 2010 عیسوی بروز جمعرات عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ۱۴۲۸ ہجری بمطابق 2007 عیسوی کو بنگلہ دیش مورو میں کیا گیا ایک اور بیان گستاخوں کا انجام اسی میں ضمّ کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 2 اکتوبر 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیۃ**)

2... مسند امام احمد، حدیث عامر بن ربیعۃ، ۵/۳۲۴، حدیث: ۱۵۶۸۰

ہونے لگے اور شِرک سے بیزار ہو کر اللہ واحد ویکتا کی عبادت کرنے لگے لیکن ابھی تک اِعلانیہ دعوتِ اسلام کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اسی دوران اللہ ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہٗ کا حکم ہوا کہ اے محبوب! آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈرایئے تو رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے تمام قریش کو جمع کر کے انہیں دعوتِ اسلام پیش کی چنانچہ حضرت سیّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ (پ۱۹، الشعرآء: ۲۱۴)

تو پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کی شاخوں کو پکارنا شروع کیا: اے بنی فہر! اے بنی عدی! یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اور جو نہ آسکا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا کہ جا کر دیکھے آخر بات کیا ہے۔ جب ابو لہب سمیت قریش کے دیگر لوگ آچکے تو مبلغِ اعظم، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر میں یہ کہوں کہ وادی کے اس طرف ایک لشکرِ جرّار ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم لوگ مجھے سچا مانو گے؟ سب نے کہا: جی ہاں! ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے تو ہمیشہ آپ کو سچ بولتے ہی سُنا ہے۔ فرمایا: تو پھر میں تمہیں قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو سب کے سامنے ہے۔ اس پر (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) ابو لہب بکواس کرنے لگا: تم ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جاؤ کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ﴿۲﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔[1] (پ۳۰، اللھب: ۱۔۲)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نور العرفان میں مذکورہ بالا آیات کے تحت فرماتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

❀ ایک یہ کہ ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کے بدگویوں (گستاخوں) کو حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) نے جواب دیا اور حضور کے بدگویوں کا ربّ (عَزَّوَجَلَّ) نے جواب دیا، دشمنانِ خدا کی جوابدہی سنّتِ رسول ہے اور دشمنانِ رسول کو جواب دینا سنّتِ الٰہیہ ہے۔

❀ دوسرے یہ کہ جس قسم کی بکواس کفار نے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) سے کی اسی قسم کا جواب ربّ نے دیا، معلوم ہوتا ہے کہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) ربّ تعالٰی کے محبوبِ اکبر ہیں۔

❀ تیسرے یہ کہ قرآنِ کریم نے تمام مجرموں کی سزائیں بیان فرمائیں جن میں سب سے زیادہ سخت سزا حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کے بدگو کی ہے کہ قرآنِ کریم نے اس کے مُتَعَلِّق کبھی فرمایا "زَنِیْم" (جس کی اصل میں خطا)، کبھی فرمایا "اَبْتَر" (ہر خیر سے محروم)، کبھی فرمایا "تَبَّتْ یَدَا" (دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں)، کبھی فرمایا "لَنْ یَّغْفِرَ اللہُ لَهُمْ" (اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا) ایسی سخت سزائیں کسی مجرم کی ذکر نہ ہوئیں ایسے

1 ... بخاری، کتاب التفسیر، باب ولا تخزنی یوم یبعثون، ۳/ ۲۹۴، حدیث: ۴۷۷۰

ہی جیسے انعام حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کے ادب پر دیئے گئے ایسے کبھی عبادت پر نہ دیئے گئے۔

❀ چوتھے یہ کہ بڑی شرافت، عزّت ونسب والے ومال والے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی مخالفت سے ذلیل وخوار ہو گئے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ جب گستاخ و بے ادب ابولہب نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں گستاخانہ جملے بکے تو قہرِ الٰہی جوش میں آیا اور خدائے جبّار وقہّار نے اس بدبخت کے بھیانک انجام کی غیبی خبر دیتے ہوئے سورۃ اللّہب نازل فرمائی۔ آیئے حصولِ عبرت و نصیحت کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں ابولہب اور اس جیسے دیگر گستاخانِ رسول کا انجام مُلاحظہ کیجئے۔

ابولہب کون تھا

ابولہب نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا ایک چچا تھا۔ اس کا نام عبدُ العزّٰی بن عبدُ المُطّلِب اور کُنیت ابو عُتْبہ تھی۔ اس کے چہرے کی چمک کی وجہ سے اسے ابولہب کہا جاتا تھا۔ یہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرتا، آپ سے بغض رکھتا اور بہت زیادہ اذیّت پہنچاتا تھا نیز آپ کو اور دینِ اسلام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔[1] اس کی گستاخی اس حد تک بڑھ چکی

1... تفسیر ابن کثیر، پ۳۰، اللھب، تحت الآیۃ ۱، ۸/۴۸۵

تھی کہ جب سَیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے جاتے تو یہ بدبخت بھی وہاں پہنچ جاتا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان میں نازیبا کلمات کہتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ربیعہ بن عِباد دِیلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لانے کے بعد زمانۂ جاہلیّت کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ لوگ نبیِ اَکْرَم، رسولِ مُحتشم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے اردگرد جمع تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اُن سے فرمارہے تھے: یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا اے لوگو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو، فلاح پاجاؤ گے۔ جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے پیچھے ایک صاف ستھرے چہرے اور بھینگی آنکھوں والا شخص کھڑا تھا جس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا: یہ بے دین، جھوٹا ہے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جہاں جاتے یہ بھی پیچھے پیچھے جاتا۔ میں نے لوگوں سے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا چچا ابولہب ہے۔[1]

مذکورہ بالا روایت سے ابولہب کی کمینگی اور رسولِ اَکْرَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے کِینَہ پَرْوَرِی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے مگر یہ ایک قابلِ تسلیم حقیقت ہے کہ گستاخِ رسول کو بالآخر بھیانک انجام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ابولہب کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے رہتی دُنیا کے لئے عبرت کا

1... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث ربیعۃ بن عباد الدیلی، ۷/۲۱، حدیث: ۱۹۰۲۶

نِشان بنا دیا۔

ابولہب کا عبرت ناک انجام

غزوۂ بدر کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ابولہب کو عَدَسَہ[1] کی بیماری میں مبتلا کر دیا جس کے بعد وہ صرف سات دن ہی زندہ رہا اور پھر ہلاک ہو گیا۔ ابولہب کی ہلاکت کے بعد اس کے بیٹوں نے اسے یونہی پڑے رہنے دیا اور تین دن تک دفن ہی نہ کیا یہاں تک کہ اس کی لاش سے بدبو آنے لگی۔ قریش کے لوگ عدسہ سے اس طرح ڈرتے تھے جیسے طاعون سے ڈرتے ہیں (شاید اسی لئے کوئی بھی شخص اس کی مردار لاش کو ہاتھ لگانے کے لئے تیار نہ تھا) بالآخر قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں سے کہا: تمہارا بیڑا غرق ہو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ گھر میں پڑا سڑ رہا ہے اور تم ہو کہ اسے دفن نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے: ہمیں ڈر ہے کہ اس کی بیماری کہیں ہمارے ہی گلے نہ پڑ جائے۔ اس شخص نے کہا چلو میں اس کام میں تمہاری مدد کر دیتا ہوں پھر ان سب نے غسل کے نام پر دُور ہی سے اس پر پانی پھینک دیا اور کوئی بھی اس کے قریب نہ گیا اس کے بعد اسے اُٹھا کر وادیٔ مکہ کے بالائی حصے کی طرف لے گئے جہاں اسے ایک دیوار کے سہارے کھڑا کیا اور اس پر پتھر پھینکتے رہے یہاں تک کہ وہ ان پتھروں کے نیچے ہی دفن ہو گیا۔[2]

1... عَدَسَہ طاعون کی قسم کی ایک زہریلی پھنسی ہے جو پہلے چھوٹی سی نکلتی ہے پھر اُس کا زہر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔

2... دلائل النبوۃ للبیھقی، باب وقوع الخبر بمکۃ... الخ، ۳/۱۴۶

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ابولہب کی ہلاکت کے مُتَعَلِّق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان کیسے پورا ہوا، اس بدبخت کے لئے اس سے بڑھ کر ذلّت اور کیا ہو سکتی ہے کہ مرنے کے بعد اس کے اپنے ہی بیٹوں نے اس کی لاش کو دفن کرنے کے بجائے گلنے سڑنے کے لئے چھوڑ دیا نیز تین دن بعد بھی صرف اور صرف اس وجہ سے اس کے غسل و دفن کا انتظام کیا گیا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ یقیناً رسولِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہِ عظیم میں بے ادبی کرنے والے بدبختوں کو نہ چین کی موت نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی ہلاکت پر کسی آنکھ سے آنسو ٹپکتا ہے اور پھر یہ تو صرف دنیا کا عذاب ہے اسی سے جان نہ چھوٹے گی بلکہ مرنے کے بعد قبر کا دردناک عذاب اور پھر جہنّم کی ہولناک سزاؤں کو ہمیشہ کے لئے جھیلنا ہو گا۔

ابولہب کی بیوی کا انجام

جس طرح ابولہب ہلاک و برباد ہوا، نہ اس کا مال اسے کام آیا اور نہ ہی اولاد، اسی طرح اس کی وہ بدبخت بیوی بھی ذلّت کی موت مری جو ہمیشہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو تکلیف پہنچانے میں سرگرمِ عمل رہتی تھی۔ سورۃ اللھب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ابولہب کے ساتھ ساتھ اس کی بدبخت بیوی کا انجام بھی پیشگی ہی بیان فرما دیا تھا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَّامْرَاَتُهٗؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِۚ(۴) فِیْ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اس کی جورُو لکڑیوں

جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ کا گٹھا سر پر اٹھائے اس کے گلے میں کھجور کی

(پ۳۰، اللھب: ۴۔ ۵) چھال کا رسّا۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ان آیات کے تحت فرماتے ہیں: اُمِّ جمیل بنتِ حَرْب بن اُمیّہ (حضرت) ابوسفیان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی بہن جو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے نہایت عِناد و عداوت (بغض، دشمنی) رکھتی تھی اور باوجود یہ کہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنی سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے راستہ میں ڈالتی تاکہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کو اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتّھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسّی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔

اس طرح ابولہب کی بیوی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو ایذا دینے کے جُرم میں غضبِ الٰہی کا شکار ہوئی اور اپنے بنائے ہوئے پھندے میں خود ہی پھنس کر نہایت ذلّت کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نامۂ مبارک بنام شاہِ فارس کِسریٰ

تاریخ میں ایسے متعدد واقعات موجود ہیں جب کفار و مشرکین نے رحمتِ عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں ہرزہ سرائی (بکواس) کی تو آپ اپنے کمالِ حِلم و بُرْدُباری کی وجہ سے خاموش رہے لیکن ربّ العالمین عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو رُسوا کر کے خاک میں ملا دیا، انہیں میں سے ایک واقعہ شاہِ فارس کسریٰ کا بھی ہے۔ چھٹی سن ہجری کے ماہِ ذوالحجۃُ الحرام میں جب رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم حُدَیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مختلف بادشاہوں کی طرف مکتوب (خط) لکھے اور انہیں اسلام کی دعوت پیش کی۔ مکتوب پر مُہر لگانے کے لئے آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بھی بنوائی۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے مکتوب لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے عرض کی گئی کہ وہ لوگ ایسا مکتوب نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ لگی ہو، لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔[1]

ایک مکتوب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے حضرت عبدُ اللہ بن حُذافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ فارس کے بادشاہ کسریٰ کی طرف بھیجا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

---

1 ... بخاری، کتاب العلم، باب مایذکر فی المناولۃ ... الخ، ۱/۴۰، حدیث: ۶۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

محمد رسولُ اللہ نبیِ اُمّی کی طرف سے کسریٰ شاہِ فارس کے نام۔

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ جو زندہ ہیں انہیں ڈر سناؤں اور جو کافر ہیں ان پر حجت پوری ہو جائے۔ اسلام قبول کرنے ہی میں سلامتی ہے اگر انکار کروگے تو سارے مجوسیوں کی گمراہی کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔

جب اس بدبخت کے سامنے یہ ہدایت نامہ پڑھا گیا تو اس نے وہ مبارک مکتوب (خط) لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سُلطانِ دو جہاں، شہنشاہِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے مُتَعَلِّق یہ بھی کہا کہ میرا ایک غلام مجھے اس طرح کا خط لکھنے کی جَسارَت کیسے کر سکتا ہے۔ جب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو کسریٰ کی اس نازیبا حرکت کا پتا چلا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بادشاہت کو ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ اور پھر ویسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ مکتوب پھاڑنے کے کے بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ حجاز میں رہنے والے اس شخص کے پاس اپنے دو طاقتور جوان بھیجو تاکہ وہ اسے پکڑ کر میری

بارگاہ میں پیش کریں۔ باذان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً دو آدمی منتخب کئے اور انہیں ایک خط دے کر سیّدِ عالَم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے پاس روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ آپ ان دونوں جوانوں کے ہمراہ کسریٰ کے پاس حاضر ہو جائیں۔ جب باذان کے قاصد تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک نے کچھ یوں گفتگو کی: شاہوں کے شاہ کسریٰ کی طرف سے ہمارے گورنر باذان کو حکم ملا ہے کہ آپ کو اُس کے سامنے پیش کیا جائے، اگر آپ ہمارے ساتھ چلنے پر آمادہ ہیں تو باذان بطورِ سفارش ایک خط شہنشاہ کو تحریر کر دے گا جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ شاہِ فارس آپ کو اذیّت پہنچانے سے باز رہے گا اور اگر آپ نے ساتھ چلنے سے انکار کیا تو آپ اسے اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے شہروں کو اُجاڑ کے رکھ دے گا۔ اس ساری گفتگو کے دوران سرکارِ دوعالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اُن دونوں کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ فرمایا کیونکہ انہوں نے داڑھیاں منڈائی اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ جب ان کی بات پوری ہو چکی تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارے لئے خرابی ہو آخر داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم تمہیں کس نے دیا؟ وہ بولے ہمارے ربّ کسریٰ نے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے تو میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں تراشنے کا حکم دیا ہے نیز آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے انہیں اسلام

کی دعوت بھی پیش کی، پھر ان سے فرمایا: ابھی تو تم یہاں سے چلے جاؤ کل دوبارہ آنا میں تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کروں گا۔ اسی رات جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رسالت میں یہ خبر لائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی گستاخی کرنے والے بدبخت کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا جس نے رات کی فلاں ساعت میں کسریٰ کو قتل کر دیا۔ اگلے دن جب وہ دونوں افراد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ان سے فرمایا: باذان کو جا کر یہ بات بتا دو کہ گزشتہ رات سات پہر گزرنے کے بعد میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے ربّ کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔ یہ سُن کر وہ دونوں کہنے لگے: آپ کو معلوم بھی ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ہم آپ کی طرف سے یہ بات بادشاہ کو لکھ بھیجیں؟ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہاں ضرور اسے خبر دو اور ساتھ ہی یہ بھی کہنا کہ عنقریب میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کی سرحدوں تک پہنچے گی بلکہ وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کوئی کُھر یا سُم والا جانور پہنچ سکتا ہے، اور اسے کہہ دینا کہ اگر اسلام قبول کر لو تو میں تمہارا مال و اسباب اور بادشاہت تمہارے ہی حوالے کر دوں گا۔ یہ دونوں قاصد واپس باذان کے پاس پہنچے اور اسے ساری باتیں کہہ سنائیں باذان نے کہا کہ اگر ان کی خبر سچ ہے تو یقیناً وہ نبیِ مُرسَل ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ باذان کے پاس شیرویہ کا خط آیا جس میں اس نے اپنے باپ (شاہِ فارس) کو قتل کرنے کی خبر دے دی۔ اب باذان پر سرورِ کونین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

والہٖ وسلَّم کی صداقت اور ان کی عظمت و رفعت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھی لہٰذا باذان اور بہت سے فارسیوں نے اسلام قبول کر لیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ فارس کا بادشاہ خُسرو پرویز جس نے برس ہا برس تک نصف دنیا پر حکومت کی، جسے اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا اور اس کے آگے کسی کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی جب اس نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ والہٖ وسلَّم کے نامۂ مبارک کی بے ادبی کی تو اس کا یہ انجام ہوا کہ اسی کے لختِ جگر نے انتہائی ذلت کے ساتھ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی سلطنت کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا، اقتدار، دولت اور وسیع و عریض سلطنت نے اس کے اندر غرور اور تکبر پیدا کر دیا تھا مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ تو وہ ذاتِ بابرکت ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پوری کائنات کی بادشاہت عطا فرمادی ہے، دنیا کے سب تخت و تاج ان کے قدموں میں ہیں، بڑے سے بڑے بادشاہ ان کے گدایانِ دربن کر حاضرِ خدمت ہوتے ہیں، ان کی عظمت و رفعت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وہ عُروج بخشا ہے کہ اسے کوئی گھٹا نہیں سکتا بلکہ ایسی جَسارت کرنے والے خود ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ جس نے بھی ان کی عظمت مٹانے کی کوشش کی وہ خود آپ مٹ گیا مگر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ والہٖ وسلَّم کی عظمتوں کے آج بھی ڈنکے بج رہے ہیں۔

وہی دھوم اُن کی ہے مَا شَآءَ اللّٰہ مِٹ گئے آپ مِٹانے والے

1...دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل السابع عشر، ص ۲۰۶، حدیث: ۲۴۱، طبقاتِ کبریٰ، ذکر بعثۃ...الخ، ۱/۱۹۹، ملخصاً و مفہوماً

محبوبِ خدا کو تکلیف دینے والے پر لعنت

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کائنات کی سب سے مکرّم و مُعَظّم ہستی ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں سب سے زیادہ مقبول و محبوب ہیں ایسے میں اگر کوئی دُشمنِ نبوّت پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر طعنہ زنی کرے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اس بات کو گوارا کرلے، وہ ہستی جنہیں حبیبِ خدا ہونے کا شرف حاصل ہو اس کے مُتَعَلِّق کسی بھی قسم کے نازیبا الفاظ استعمال کرنا یا انہیں کسی بھی طرح سے تکلیف پہنچانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہرگز ہرگز پسند نہیں بلکہ ایسی جسارت کرنے والوں کو تو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۱﴾ (پ۱۰، التوبۃ:۶۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور وہ جو رسولُ اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۵۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی

گستاخی کرنے اور انہیں اذیّت پہنچانے والا آخرت میں دردناک عذاب کا مستحق ہے اور دنیا میں بھی اس کا انجام بھیانک ہوتا ہے۔ حضرت علیُّ المُرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ نبیِ مکرّم، رسولِ مُحتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اپنے ایک موئے مبارک کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: جس شخص نے میرے ایک بال کو تکلیف دی بے شک اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تکلیف دی اس پر زمین وآسمان کے بھرنے کے برابر خدا کی لعنت۔[1] تو جب سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے کسی بال مبارک کو تکلیف پہنچانے والا لعنتِ خداوندی کا مستحق ہے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو محبوبِ خدا کی گستاخی کرکے آپ کی ذات کو تکلیف اور قلبِ نازنیں کو رنج پہنچائے، ایسے بدبخت کو یقیناً قہرِ الٰہی کی مار پڑے گی اور اس کا نشان صَفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

عُتیبہ کو شیر نے پھاڑ ڈالا

ایک مرتبہ ابولہب کے بیٹے عُتَیْبَہ نے بارگاہِ نبوّت میں گستاخی کی یہاں تک کہ بدزبانی کرتے ہوئے حضور رحمۃٌ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر جَھپٹ پڑا اور آپ کے مقدس پیراہن کو پھاڑ ڈالا۔ اس گستاخ کی بے ادبی سے آپ کے قلبِ نازک پر انتہائی رنج وصدمہ گزرا اور جوشِ غم میں آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

1... کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل النبی... الخ، ۱۲/۱۵۹، حدیث: ۳۵۳۴۷

اللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْباً مِّنْ کِلَابِكَ اے اللہ! اپنے کتّوں میں سے کسی کتّے کو اس پر مسلّط فرمادے۔ چنانچہ جب ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کے لئے ایک قافلہ کے ساتھ ملکِ شام گئے تو رات کے وقت مقام زرقا میں ایک راہب کے پاس ٹھہرے۔ راہب نے قافلے والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں اس لئے تمام لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں۔ یہ سُن کر ابولہب نے قافلے والوں سے کہا کہ اے لوگو! محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) نے میرے بیٹے عتیبہ کے لئے ہلاکت کی دعا کی ہے۔ لہٰذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگادو اور سب لوگ اس کے اردگرد سو جاؤ تاکہ میرا بیٹا درندوں کے حملے سے محفوظ رہے۔ چنانچہ قافلہ والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا لیکن رات کے وقت اچانک ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کُود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چباڈالا۔ لوگوں نے شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتا نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا۔[1] اس طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو اذیّت دینے والا عتیبہ دنیا میں ہی بدترین موت کا شکار ہو کر واصلِ جہنّم ہوا۔

اِستہزا کرنے والوں کا انجام

کفارِ قریش میں سے کچھ افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے باقاعدہ رسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو تکلیف دینے اور آپ کے ساتھ اِستہزا کرنے کا

1 ... شرح المواھب، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ۴/۳۲۶، ۳۲۵ ملخصاً

معمول بنا رکھا تھا مگر وہ پیکرِ حلم صبر کرتے اور ان کی برائیوں کا بدلہ اچھائی سے دیتے۔ لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب کو تکلیفیں دی جائیں اور ربّ عَزَّوَجَلَّ ان گستاخوں کی خبر نہ لے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی تسکینِ خاطر کے لئے ارشاد فرمایا:

اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔ (پ۱۴، الحجر: ۹۵)

صدرُ الْاَفَاضِل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: کُفّارِ قریش کے پانچ سردار (۱) عاص بن وائل سہمی اور (۲) اسود بن مطلب اور (۳) اسود بن عبدِ یَغُوث اور (۴) حارث بن قیس اور ان سب کا افسر (۵) ولید ابنِ مغیرہ مخزومی۔ یہ لوگ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخُر و استہزاء (ہنسی مذاق) کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لئے سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے دعا کی تھی کہ یاربّ اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسبِ دستور طعن و تمسخُر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریلِ امین حضرت (محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کَفِ پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور

اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شر دفع کروں گا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہوگئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبّر سے اس کو نکالنے کے لئے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص ابنِ وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھے محمّد نے قتل کیا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء (پیٹ بڑھ جانے اور بہت زیادہ پیاس محسوس ہونے والا ایک مرض) ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لُو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کے ربّ نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہو گیا۔

گستاخانِ رسول تباہ و برباد ہوتے رہے، شَمعِ عِشْقِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم جلتی رہی اور اسلام غالب آتا رہا، یوں اسلام کی شان و شوکت اور عظمت کا چرچا عرب کے باہر بھی ہونے لگا تھا عام لوگوں کے ساتھ ساتھ مختلف قبائل کے سردار بھی گروہ دَر گروہ اسلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مدینہ مُنورہ میں حاضر ہو رہے تھے مگر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ابھی تک اسلام کی حقانیت اور بالادستی کو قبول کرنے کے

لئے تیار نہ تھے انہی لوگوں میں عرب کا ایک بڑا رئیس عامر بن طفیل بھی تھا جس نے بیرِ معونہ کے مقام پر نبیِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے بھیجے ہوئے ستّر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا تھا۔ نَعُوْذُ بِاللہ

عامر بن طفیل کا واقعہ

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اس کا غلبہ دیکھ کر عامر بن طفیل کی قوم نے اس سے کہا کہ عامر! لوگ جَوق در جَوق اسلام قبول کر رہے ہیں اب تم بھی اسلام قبول کر لو۔ عامر مُتکبّرانہ لہجے میں بولا: وَاللہ میں نے تو خود یہ قسم کھا رکھی ہے کہ اس وقت تک سکون سے نہ بیٹھوں گا جب تک اہلِ عرب میرے نقشِ قدم پر نہ چلنے لگیں تو پھر میں بھلا قریش کے اس جوان کی پیروی کیسے کر لوں؟ بالآخر عامر اپنے چند ساتھیوں سمیت مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر دھوکے سے قاتلانہ وار کرنے کے ناپاک ارادے سے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے اپنے ساتھی اَرْبد سے کہا کہ میں انہیں اپنی طرف مشغول رکھوں گا اور تو موقع ملتے ہی تلوار کا وار کر دینا۔ جب عامر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو کہنے لگا: اے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) مجھ سے صلح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا اُس وقت تک تجھ سے صلح نہیں ہو سکتی جب تک تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر ایمان نہ لے آئے جو واحد و یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اِدھر اَرْبد نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو مصروفِ گفتگو دیکھا تو اپنے

ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تلوار نکالنا چاہی مگر دستے پر ہاتھ رکھتے ہی اس کا بازو شَل ہو گیا، جب وہ کچھ نہ کر سکا اور عامر نے اس کی ناکامی محسوس کی تو ایک بار پھر اپنی بات دہرائی کہ مجھ سے صلح کر لیجئے لیکن سیّدِ عالَم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا وہی جواب تھا کہ جب تک تو اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک پر ایمان نہیں لائے گا تجھ سے صلح نہیں ہو سکتی۔ عامر نے کہا: اچھا اگر میں اسلام قبول کر لوں تو آپ مجھے کیا دیں گے؟ فرمایا: تجھے وہی کچھ دوں گا جو دوسرے مسلمانوں کو ملتا ہے اور تجھ پر بھی وہی احکامات لاگو ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ عامر بولا: اگر میں اسلام قبول کر لوں تو کیا آپ مجھے اپنے بعد حکمرانی عطا کریں گے؟ فرمایا: ہرگز نہیں! حکمرانی نہ تو تجھے مل سکتی ہے اور نہ ہی تیری قوم کو اس کے بعد رسولِ اکرم، شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اسے ایک پیشکش کی مگر اس بدبخت نے مُسْتَرَدْ کر دی اور کہنے لگا: ایسا کر لیجئے کہ مجھے گاؤں والوں کی حکمرانی دیجئے اور آپ خود شہر والوں پر حکمرانی کیجئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے صاف انکار کر دیا۔ یہ سن کر عامر بھڑک اٹھا اور (دھمکی آمیز لہجے میں) کہنے لگا: میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس شہر کو گھوڑوں اور جنگجو جوانوں سے بھر دوں گا۔ اس کے جانے کے بعد حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے دعا فرمائی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے عامر بن طفیل کے شر سے بچا۔ اُدھر عامر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس جا رہا تھا کہ اچانک عذابِ الٰہی نے عامر کو اپنی گرفت میں لیا اور اس کے گلے میں طاعون کی گلٹی نکل آئی

جو اونٹ کی گردن میں بھی نکل آئے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ لوگ بنی سَلُول کی ایک عورت کے گھر میں ٹھہر گئے۔ عامر اس گلٹی سے بہت گھبرا رہا تھا، بار بار اسے چھوتا اور کہتا: اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور سَلُولیّہ کے گھر میں موت۔ اسے میدانِ جنگ میں عزت کی موت نہ ملنے کا دُکھ تو تھا ہی لیکن اب وہ اس بات سے بھی خوفزدہ تھا کہ کہیں اسے سَلُولیّہ کے گھر میں ہی موت نہ آجائے کیونکہ عامر کی قوم قبیلۂ بنی سلول کو اچھا نہیں سمجھتی تھی لہٰذا اس جگہ موت آنا اس کے لئے انتہائی ذلت کا باعث تھا، وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا اس لئے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا مگر موت نے اس گستاخ کو مزید مہلت نہ دی اور وہ اسی جگہ مر کر جہنم واصل ہوا۔

اب اس کے ساتھی اَرْبَد کی باری تھی وہ واپس اپنی قوم میں پہنچا تو انہوں نے پوچھا: پیچھے کی کیا خبر ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ اَرْبَد گزشتہ پیش آنے والے واقعات سے عبرت حاصل کرتا لیکن مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ وہ شانِ رسالت میں ہرزہ سرائی (بکواس) کرتے ہوئے کہنے لگا: وہ ہمیں نجانے کس کی عبادت کی دعوت دے رہا تھا، جی تو چاہتا ہے کہ وہ اس وقت میرے سامنے ہو اور میں تیر مار کر اسے قتل کر دوں۔ ایک یا دو دن بعد اَرْبَد اپنا اونٹ لے کر کہیں جارہا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آسمان سے ایسی بجلی نازل کی جس نے اَرْبَد اور اس کے اونٹ کو جلا کر بھَسم کر دیا۔[1]

1... سیرۃ ابن ھشام، قصۃ عامر بن الطفیل... الخ، ۴/۴۷۹، معجم الاوسط، باب من اسمہ مسعدۃ، ۶/۳۷۸، حدیث: ۹۱۲۷، ملخصاً ومفہوماً

کیا گستاخ کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ بیان کردہ تمام واقعات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ جب جب کسی بدبخت نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو کسی بھی طرح ایذا پہنچائی یا ان کی شان میں بے ادبی کی جرأت کی تو ایسے شخص کو مخلوق کے بجائے خود خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے سزا دی مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گستاخِ رسول کو کوئی سزا نہیں دینی چاہئے بلکہ اس کا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے سپرد کر دینا چاہئے۔ غور کیجئے کہ جب تک کعبے کے پاسباں نہ تھے تب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ خود اس کی حفاظت فرمارہا تھا مگر پاسبانوں کی موجودگی میں اس کی حفاظت کا ذِمّہ انہی کو سونپ دیا یہی وجہ ہے کہ جب ابرہہ نے کعبے پر یلغار کی تو فوراً ابابیلوں کا لشکر نازل ہو گیا اور ابرہہ کی فوج اور ان کے قوی ہیکل ہاتھیوں کو زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا مگر جب یزیدیوں نے خانۂ کعبہ پر فوج کشی کر کے بیتُ اللہ کی حرمت کو پامال کیا تو کہیں سے کوئی ابابیل نہ آئی۔ ناموسِ رسالت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ کبھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب کی عزت و ناموس کی حفاظت اپنے ذِمّۂ کرم پر لی اور گستاخانِ رسول کے مُتَعَلِّق ارشاد فرمایا:

اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں (پ۱۴، الحجر: ۹۵)

اور کبھی یہ حفاظت اپنے بندوں کے سپرد کر کے انہیں گستاخانِ رسول کے مُتَعَلِّق

حکم ارشاد فرمایا:

مَّلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴿۶۱﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر مارے جائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر انتقام

ہو سکتا ہے کہ شیطان کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی پیدا کرے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم تو تکلیف پہنچانے والوں کو معاف فرمادیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی ان کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے سزا کے بجائے معافی کو ترجیح دینی چاہئے۔ تو یاد رکھئے! اگرچہ سردارِ دوجہاں، شہنشاہِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم انتہائی رحمدل، مُشفِق اور مہربان تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بھی ذاتی انتقام لینے کی غرض سے نہ کسی کو جان سے مارا اور نہ ہی کسی کو ہلکی سی بھی چوٹ پہنچائی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم ذاتی رنج پہنچانے والوں کو نہ صرف معاف فرمادیتے بلکہ انہیں دعاؤں سے بھی نوازتے لیکن اس کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے احکامِ الٰہیہ کے ساتھ کفر و تضحیک (مذاق) کبھی برداشت نہ کی۔ چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے: مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ بِھَا سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیتے مگر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی خلاف ورزی کی

جاتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر اس کا انتقام لیتے تھے۔[1]

کیا شرعی حدود انسانیت پر ظلم ہیں

ممکن ہے دینی معلومات نہ رکھنے والے یا اسلام دشمن عناصر اسے ظلم و بربریّت کا نام دیں اور اس کی آڑ میں اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کریں لہٰذا یہ بات ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے کہ جس شخص کے جرم کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہو، دوسرے لوگوں کو اس سے حوصلہ مِلتا ہو، دین کی بنیاد کمزور ہوتی ہو اور لوگوں کی عزت و آبرو اور جان و مال پامال ہوتے ہوں، شریعت کے مطابق ایسے شخص کو سزا دینا اور اس پر حد جاری کرنا ظلم و بربریّت نہیں بلکہ مخلوقِ خدا پر رحمت و شفقت اور انْسِدادِ ظلم و بربریّت (ظلم کی روک تھام) ہے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے جو سزائیں مقرر فرمائیں ان میں سراسر اَمْن اور رحمت ہے کیونکہ دینِ اسلام درحقیقت ایک ایسا پُر امن نظام ہے جس میں ہر انسان کی جان و مال اور عزت و ناموس کے تحفّظ کا خاص خیال رکھا گیا ہے لہٰذا اگر چند ایک مجرموں پر سزا نافذ کرنے سے باقی سب لوگوں کی جان و مال کو تحفظ اور مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کو عبرت مل جائے تو اس سے بڑھ کر رحمت و شفقت اور کیا ہو گی۔ قرآنِ مجید، فُرقانِ حمید میں خدائے رحمٰن و رحیم عَزَّوَجَلَّ نے جابجا مختلف جرائم کی ایسی زبردست اور عبرتناک سزائیں بیان فرمائی ہیں جو نہ صرف اس کے بندوں کے تحفظ

1 ... بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/۴۸۹، حدیث: ۳۵۶۰

بلکہ پورے معاشرے میں امن و سلامتی کی ضامن ہیں۔ چنانچہ جانی تحفظ کے لئے قصاص (خون کے بدلے خون) فرض کیا اور فرمایا کہ اس میں تمہاری زندگی ہے، مالی تحفظ کے لئے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا نیز پاک دامن عورت پر تہمت لگانے اور زنا کرنے والوں کو کوڑے لگانے کا حکم ارشاد فرمایا اور دین کے معاملات میں ترس کھانے اور نرمی دکھانے کی ممانعت فرمائی آیئے اس ضمن میں 4 فرامینِ خداوندی مُلاحظہ کیجئے۔

معاشرتی امن سے مُتعلّق 4 فرامینِ خداوندی

﴿1﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

(پ۲، البقرۃ: ۱۷۹)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقل مندو کہ تم کہیں بچو۔

﴿2﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

(پ۶، المائدۃ: ۳۸)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو انکا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿3﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ

ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی

شَهَادَةً اَبَدًا ۚ (پ ۱۸، النور: ۴) گواہی کبھی نہ مانو۔

﴿4﴾ اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ (پ۱۸، النور: ۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر

یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو۔ نہ کمزور پر ترس کھا کر اسے معاف کرو، نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزاؤں میں رعایت کرنی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جرم بڑھیں گے اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔[1]

انسانیّت کے حقیقی دُشمن

انسانی حقوق کی آڑ میں اسلامی حدود پر اعتراض کرنے والے غور کریں کہ اسلام نے جرائم کی روک تھام اور حقوقِ انسانیّت کے تحفظ کے لئے کیسے اہم اقدامات کئے ہیں۔ یقیناً ایک انسان کے لئے اس کی جان و مال اور عزّت سب سے اہم چیز ہوتی ہے اگر اسلام نے ان چیزوں کا تحفظ یقینی بنانے کے لئے انتہائی سخت قوانین نافذ کئے تو اسی میں انسانیت کا تقدس ہے جبکہ ان حدود کو غیر انسانی قرار دے کر ان پر اعتراض

1 ... نور العرفان، پ ۱۸، النور، تحت الآیۃ: ۲

کرنا انسانیت کے دائرے سے نکل جانے والے مجرموں کی حمایت اور حقوقِ انسانیت کی کھلم کھلا تذلیل کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے کہ چور کو سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ اس نے کسی کے مالی حقوق کو پامال کیا، زانی کو سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ اس نے انسانی عزّت کی دھجیاں بکھیر دیں، شرابی کو کوڑے اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ اس نے اپنی ہی ذات کے تقدس کو نظر انداز کر دیا، تہمت لگانے والے کو سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ اس نے ایک پاک دامن انسان پر کیچڑ اُچھال کر اس کی معاشرتی عزّت کو مجروح کیا، اب ذرا سوچئے! کیا چور کو سزا نہ دینے میں جس کی چوری کی گئی اس کی حق تلفی نہیں؟ اسی طرح زانی، شرابی اور دوسرے مجرموں کو سزا نہ دینے میں کیا انسانیّت کی تذلیل نہیں؟ یقیناً ان تمام لوگوں کو سزا نہ دینے میں انسانیّت کی تذلیل ہے اور اسلام میں اس تذلیل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، اسلام ان مجرموں کو معاف کر کے انسانیّت پر ظلم کرنے کے بجائے انہیں سزا دے کر انسانیّت پر احسان کرنے آیا ہے۔ اسلام ہی انسانیت کا بہت بڑا محافظ ہے جبکہ اس کے برعکس اسلامی سزاؤں کو ظلم قرار دینے والے ہی درحقیقت انسانیّت کے بہت بڑے دشمن ہیں ورنہ انہیں اُس وقت انسانی تقدس کیوں نہیں نظر آتا جب خود کو مہذّب کہلانے والی قومیں اپنے نظریاتی مخالفوں اور جنگی قیدیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑتی ہیں۔ کیا سگریٹ سے جسموں کو داغنا، بجلی کے جھٹکے (Electric shocks) دینا اور بھوکے کتّوں سے زندہ انسان کی بوٹیاں نوچوانا انسانیّت پر ظلم نہیں؟ کیا اُس وقت انسانیّت کا تقدس پامال نہیں ہوتا

جب ایسی سزائیں دی جاتی ہیں جنہیں لکھنے کی قلم میں سکت ہے نہ بیان کرنے کا زبان میں یارا، بلکہ انہیں سن کر ہی سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جبکہ اسلامی حدود اور شرعی سزاؤں میں نہ انسانیّت کی تذلیل ہے نہ حقوقِ انسانیّت کی پامالی بلکہ اُس بغاوت، جُرم اور سرکشی کی تذلیل ہے جس نے انسانیّت کو لائقِ احترام نہیں سمجھا لہٰذا شرعی سزائیں یقینی طور پر تحفظِ انسانیت کی ضامن ہیں اور انہی میں انسانیّت کا تقدس ہے۔

جب اسلام میں ایک عام آدمی کی جان و مال، عزت و ناموس پر حملہ کرنے والے کے لئے سخت سزا مقرر کی گئی ہے تو پھر مُحسنِ انسانیّت، پیکرِ عظمت و شرافت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ناموس پر حملہ کرنے والے کے لئے کسی قسم کی نرمی یا معافی کی گنجائش کیونکر روا رکھی جاسکتی ہے؟ انہی کی بدولت تو انسانیّت کو ذِلّت سے نجات ملی اور عزّت کا تاج نصیب ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی گستاخی تو عام جُرم کے مقابلے میں جُرمِ عظیم ہے۔ قرآن و حدیث اور اہلِ علم کے اجماع کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

فقہا کی نظر میں گستاخ کا حکم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ گستاخِ رسول کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" میں لکھتے ہیں: نبی کی ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا بھی کافر و مُرتَد ہے۔ "شِفاء شریف" صَفْحَہ

215 پر ہے: عُلماء کا اِجماع ہے کہ حُضُورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافِر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور امّت کے نزدیک وہ واجبُ الْقَتل ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافِر ہے۔[1]

خاتَمُ الْمُحَقِّقِین علّامہ سَیِّد محمد امین ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی تحریر فرماتے ہیں کہ علّامہ تقی الدین سبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب ''السَّیْفُ الْمَسْلُوْل عَلٰی مَنْ سَبَّ الرَّسُوْل''میں بیان کرتے ہیں: قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں تنقیص کرے اور سبّ و شتم (گالی گلوچ) سے کام لے وہ واجب القتل ہے۔

حضرت ابو بکر بن المُنْذِر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص حضورِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو سبّ و شتم کرے اس کا قتل واجب ہے۔

امام مالک بن انس، امام لیث، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

1... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص199

عَنْہ اور ان کے اصحاب نیز امام ثوری، اہلِ کوفہ اور امام اوزاعی رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔

حضرت امام محمد بن سحنون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ علما نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو سبّ و شتم کرنے والے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر و عذاب پر اجماع کیا ہے اور ایسے شخص پر عذابِ الٰہی کی وعید ہے نیز جو شخص ایسے (بدبخت) کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔[1]

خود سرورِ دوعالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے دیگر تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ناموس کے تحفظ کے لئے فرمایا: مَنْ سَبَّ نَبِیّاً فَاقْتُلُوْہُ یعنی جو شخص کسی بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کردو۔[2] لہٰذا اس قسم کی شرعی سزاؤں کو فساد کا نام دینا کسی طرح بھی درست نہیں البتہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کو نظر انداز کر کے گستاخ کو معاف کر دینے سے فساد ضرور لازم آتا ہے کہ لوگ اس پر جری ہو جائیں گے شاید یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے منصبِ رسالت کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے دین اور پیغمبرِ دین کا مذاق اڑانے والے بے باک لوگوں کو معاف نہیں فرمایا بلکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھیج کر معاشرے کے ان ناسوروں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا یا پھر صحابۂ کرام نے خود ہی غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے ایسے لوگوں کا قلع قمع کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ان

1... مجموعۃ رسائل ابن عابدین، کتاب تنبیہ الولاۃ والحکام...، الجزء الاول، ص۳۱۶

2... فردوس الاخبار، باب المیم، ۲/۲۸۵، حدیث: ۶۰۹۸

بد بختوں کا خون رائیگاں قرار دیا آیئے اس ضمن میں تین واقعات مُلاحظہ کیجئے۔

حجاز کے سوداگر کی عبرتناک موت

حضرت سَیِّدُنا براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ابورافع نامی ایک یہودی شخص رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو سخت ایذا پہنچاتا تھا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ ابورافع حجاز میں واقع اپنے قلعہ میں موجود تھا کہ رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے انصار کے کچھ جوانوں کو اس کے پاس بھیجا اور حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عتیک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کا امیر بنا دیا۔ جب یہ حضرات سورج ڈوبنے کے بعد اس کے محل کے قریب پہنچے تو حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عتیک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو، میں جاتا ہوں اور دربان سے مل ملا کر کوئی ترکیب بناتا ہوں شاید میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور دروازہ کے قریب پہنچ کر اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپالیا جیسے قضائے حاجت کر رہے ہوں۔ قلعہ والے اندر جاچکے تو دربان نے انہیں بھی آواز لگائی: اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو آجا کیونکہ میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔ حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عتیک فرماتے ہیں کہ میں اندر داخل ہو کر چھپ گیا۔ جب سب آچکے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں چابیوں کی طرف لپکا اور انہیں لے کر ایک دروازہ کھولا، وہ اپنے مکان کے بالائی حصے میں تھا اور اس کے پاس

کہانیاں سنائی جارہی تھیں جب کہانی سنانے والے جاچکے تو میں اوپر چڑھ گیا اور پھر جو بھی دروازہ کھولتا اسے اندر سے بند کرلیتا، میں نے (دل میں) کہا اگر ان لوگوں کو میری خبر ہو بھی جائے تب بھی وہ مجھ تک نہ پہنچ پائیں گے جب تک میں اسے قتل نہ کردوں۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک اندھیرے مکان میں اپنے بیوی بچوں کے درمیان تھا مگر مجھے اس بات کا کوئی اندازہ نہیں ہورہا تھا کہ آخر وہ خود کس جگہ پر ہے۔ میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی، میں ڈر رہا تھا کیونکہ وار خالی گیا اور وہ چلّایا، میں وہاں سے نکل گیا اور تھوڑی دیر رُک کر دوبارہ اندر گیا اور کہا: ابورافع! یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے کہا کہ تیری ماں کی خرابی ہو، گھر میں کوئی شخص موجود ہے جس نے تھوڑی دیر پہلے مجھ پر تلوار چلائی تھی۔ یہ سنتے ہی میں نے ایک اور وار کیا جس نے اسے نیم جان کردیا لیکن وہ مرا نہیں تھا، میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں گھونپ کر پیٹھ تک پہنچادی۔ جب مجھے اس کے قتل کا یقین ہوچلا تو میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا اور سیڑھیوں تک پہنچ گیا میں نے یہ سمجھ کر قدم بڑھایا کہ میں زمین تک پہنچ چکا ہوں بس چاندنی رات میں نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں اسے عمامہ سے باندھ کر وہاں سے نکل گیا، دروازے تک پہنچا تو یہ سوچ کر وہیں بیٹھ گیا کہ آج رات یہاں سے نکلوں گا نہیں جب تک یقین نہ ہوجائے کہ میں اسے مارچکا ہوں۔ جب مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے فصیل (قلعہ کی دیوار) پر چڑھ

کر آواز لگائی کہ میں اہلِ حجاز کے سوداگر ابورافع کی موت کی خبر سناتا ہوں۔ جب یہ اعلان سُنا تو میں نے اپنے ساتھیوں کے پاس جاکر کہا کہ نجات مل گئی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ جب میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے پاس آکر سارا ماجرا بیان کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اس پر دَستِ مُبارک پھیر دیا جس کی برکت سے وہ پاؤں ایسا ٹھیک ہوا جیسے اس میں سِرے سے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔[1]

عاشقِ رسول کی غیرتِ ایمانی

حضرت سَیِّدُنا علی المُرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ: ایک یہودی عورت رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک عاشِقِ رسول نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اس کے خون کو رائیگاں (ضائع) قرار دے دیا۔[2]

ناموسِ رسالت کا نابینا محافظ

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص کی اُمِّ وَلَد لونڈی رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو مَعَاذَ اللہ

1... بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع... الخ، ۳/۳۰، حدیث: ۴۰۳۹

2... ابو داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی، ۴/۱۷۲، حدیث: ۴۳۶۲

عَزَّوَجَلَّ گالیاں دیا کرتی اور بُرا بھلا کہا کرتی تھی وہ نابینا اسے منع کرتا مگر وہ باز نہ آتی وہ اسے جھڑکتا تھا مگر وہ نہ رکتی، ایک رات جب اس عورت نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو گالیاں دینا شروع کیں تو اس نابینا نے بھالا (دھاری دار آلہ) لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اتنی زور سے دبایا کہ وہ ہلاک ہو گئی۔ صبح رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: جس شخص نے ایسا کیا ہے میں اسے قسم دیتا ہوں میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ بات سن کر وہ نابینا آدمی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا ڈگمگاتے قدموں سے آگے بڑھا حتی کہ نبی اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ! میں اس لونڈی کا مالک تھا وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو گالیاں دیتی اور بُرا بھلا کہا کرتی تھی میں اسے منع کیا کرتا مگر وہ نہ مانتی، میں اسے ڈانٹتا مگر وہ باز نہ آتی، اس کے بطن سے میرے موتیوں کی مانند دو بیٹے بھی ہیں اور وہ مجھ پر بہت مہربان تھی۔ مگر گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اتنی زور سے دبایا کہ اسے قتل کر دیا۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم سب گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں (ضائع) ہو گیا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1... ابو داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی، ۴/۱۷۲، حدیث: ۴۳۶۱

سزا دینے کا اختیار کس کو ہے؟

یاد رکھئے! کہ شریعت کی مقرر کردہ سزاؤں کو نافذ کرنے کا اختیار ہر کس و ناکس کو نہیں کیونکہ شرعی حدود اور سزاؤں کا مقصدِ عظیم لوگوں کو احکامات الٰہیہ کا پابند کرنا، جرائم کی روک تھام کرنا اور نظامِ عدل و انصاف کو منظّم سے منظّم تر بنانا ہے۔ اگر سزا دینے کا اختیار عوام کو دے دیا جائے تو جرائم ختم ہونے کے بجائے اور بڑھ جائیں گے، آپس میں ذاتی دشمنیاں پیدا ہو جائیں گی اور یوں معاملات سنگین سے سنگین تر ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا دیگر شرعی سزاؤں کی طرح گستاخِ رسول کو سزا دینے کا اختیار بھی قاضیِ اسلام ہی کو ہے۔ لہٰذا کوئی شخص چاہے نمازی ہو، تہجد گزار ہو، یا کیسا ہی پرہیز گار ہو اگر اس نے واقعی سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی گستاخی کی تو اب وہ مرتد ہو گیا، اسلام سے خارج ہو گیا اور واجبُ القتل ہو گیا۔ قاضی کو چاہئے کہ اس کو قتل کر دے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے ملک پاکستان میں بھی گستاخِ رسول کے لئے (مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-C کے تحت) یہی شرعی قانون ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے لہٰذا اگر کوئی گستاخِ رسول پکڑا جائے تو ہم سب کی ذمّہ داری بنتی ہے کہ ہم اس کو قانون کے حوالے کریں، اور قانون کو چاہئے کہ اس گستاخِ رسول کو کیفرِ کردار تک پہنچائے، البتہ اگر کوئی شخص مَحَبّتِ رسول میں ڈوب کر اور عِشْقِ رسول سے مغلوب ہو کر قانون اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کسی گستاخِ رسول کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیتا ہے تو اس کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں اس

طرح کی سزائیں نہیں جو عام آدمی کے قاتل کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ اس نے مسلمان کو نہیں گستاخِ رسول کو مارا ہے، البتہ اُسے چاہئے تھا کہ اپنے ہاتھ میں قانون نہ لیتا بلکہ قانون نافذ کرنے والوں کے ذریعے اس کو سزا دلوائی جاتی کیونکہ اپنے ہاتھ میں قانون لینے سے بارہا مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں جسے ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے۔

اِس موقع پر ایک عاشِقِ رسول کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا لازمی بات ہے کہ قانون ہاتھ میں نہ لیں تو کیا کریں، اُس نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی گستاخی کر کے ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اِس کے بارے میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز کتاب **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** کے صفحہ 199 پر بیان کردہ ایک سوال اور اس کا جواب ہماری شرعی رہنمائی کے لئے کافی ہے آیئے مُلاحظہ کیجئے۔

گستاخ کے ساتھ کیا سُلوک ہونا چاہئے؟

سُوال: گستاخِ رسول کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سُلوک کرنا چاہئے؟

جواب: اِس ضِمن میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں کئے گئے سوال جواب کا خُلاصہ عرض کرتا ہوں:۔ سُوال: ایک مُقرِّر نے جلسے میں کہا: حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے خیال فرمایا کہ میرے دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے۔ (مَعَاذَ

اللہ) اِس تکبُّر کی بِنا پر حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا دندانِ اقدس جنگِ اُحُد میں شہید ہو گیا تھا۔ الجواب: اُس نے حُضُورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے بارے میں مَعَاذَ اللہ تکبُّر کا لفظ کہا، یہ صریح کفر ہے۔ اُس کا ایمان جاتا رہا، اُس کی عورت اُس کے نِکاح سے نکل گئی۔ اُس نے جیسے مجمع میں یہ جُملہ کہا اِسی قسم کے مَجمع میں توبہ کرے اور اِسلام لائے۔ اگر نئے سرے سے اسلام نہ لائے تو مسلمانوں کو اُس سے سلام و کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی غمی میں شریک ہونا حرام، بیمار پڑے، تو اُسے پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اُس کے جنازے پر جانا حرام، اُسے غسل و کفن دینا حرام، اس کے جنازے کی نَماز حرام، اسے مسلمانوں کے قبرِستان میں دَفن کرنا حرام، اُسے مرنے کے بعد کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ اس کے کُفر پر مُطَّلع ہو کر جو اسے مسلمان سمجھتا رہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا مُعامَلہ کرے، بلکہ اُس کے کفر میں شک بھی کرے تو وہ خود بھی کافر ہو جائے گا۔ اور جن لوگوں نے اس جُملے کو سن کر پسند کیا، تو وہ سب پسند کرنے والے بھی اس کی مِثل کافِر ہو گئے اور ان کی عورَتیں بھی ان کے نِکاح سے نکل گئیں۔[1]

اس کے بعد شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مزید فرماتے ہیں: یاد رکھئے! گستاخوں کے ساتھ اس قسم کا رَوِیّہ (رَوِی۔ یہ) اختیار کرنے کا حکم، سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی تعلیمات سے حاصِل ہوتا ہے۔

1... فتاوٰی رضویہ، ۱۴/ ۶۴۶۔۶۴۷

جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ہے: میرے صحابہ کو گالی مت دو، کیونکہ آخرِ زمانے میں ایک قوم آئے گی، جو میرے صَحابہ کو گالی دے گی، پس اگر وہ (گالیاں دینے والے) بیمار ہو جائیں تو ان کی عِیادت نہ کرنا، اگر مر جائیں تو ان کی نَمازِ جنازہ نہ پڑھنا، ان سے ایک دوسرے کا نِکاح نہ کرنا، نہ انہیں وِراثت میں سے حصّہ دینا، نہ انہیں سلام کرنا اور نہ ہی ان کے لئے رَحمت کی دُعا کرنا۔[1] جب صَحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن کو گالی دینے والے کے بارے میں یہ حکم فرمایا گیا تو شاہِ خیر الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی بارگاہِ عالی میں گستاخی کرنے والے کا معاملہ کس قَدَر اَشَد ہو گا؟

گستاخانِ رسول ایک بار پھر متحرک

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گستاخی کا یہ بدترین فعل جو آج سے سینکڑوں برس پہلے کفار نے اپنایا آج ایک بار پھر نئے انداز اور نئے طریقوں سے شروع ہو چکا ہے۔ اُس وقت بھی کفار جب مسلمانوں کے دلوں سے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اور دینِ اسلام کی محبت مٹانے میں ناکام ہو گئے تو گالی گلوچ اور گستاخیوں جیسی گھٹیا حرکتوں پر اتر آئے اور اِس دور میں بھی مغربی ممالک کے اندر اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر دشمنانِ اسلام اور گستاخانِ رسول ایک بار پھر متحرک ہو گئے ہیں کبھی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں تو کبھی محبوبِ رحمن، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ عالیہ کے توہین آمیز خاکے بنا کر دنیا کے

1... تاریخ بغداد، ۸/۱۳۹

ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کی دل آزاری کرتے اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ یقیناً جب رحمتِ کونین، رسولِ ثقلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی جائے گی تو ایک مسلمان اپنے جذبات پر کیسے قابو رکھ سکے گا...؟ کیا اس کا دل خون کے آنسو نہ روئے گا...؟ کیا اس کی زبان پر اس گھٹیا حرکت کی مذمت جاری نہ ہو گی...؟ ظاہر ہے ہو گی اور ضرور ہو گی بلکہ ہر مسلمان کا دل اور زبان چیخ چیخ کر یہ اعلان کرتے ہو نگے:

بتلادو گستاخِ نبی کو غیرتِ مسلم زندہ ہے
دین پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

یاد رکھئے! ایک مسلمان کے دل میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی محبت ہمہ وقت موجزن رہتی ہے اور رہنی بھی چاہئے کیونکہ یہی تو اس کی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ اور اس کے ایمانِ کامل کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔[1] یہی وجہ ہے کہ جب جب گستاخانِ رسول کی طرف سے ناموسِ رسالت پر کوئی آنچ آئی تو اُس کے نتیجے میں بالعموم دنیا بھر کے اور بالخصوص پاکستان کے عاشقانِ رسول مُسلمان اپنے اپنے انداز سے اس گستاخانہ حرکت کا سدِّباب کرنے اور اس سے پہنچنے

1... بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، ۱/۱۷، حدیث: ۱۵

والی تکلیف اور درد کا اظہار کرنے کے لئے سراپا احتجاج بن گئے گویا زبانِ حال سے یہ اعلان کرنے لگے:

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالت کیلئے وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں صرف اک نامِ محمد سے محبت کی ہے

گستاخِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محبتِ رسول کا تقاضا ہے کہ اُن گستاخوں سے شدید نفرت کے علاوہ اُن کا بائیکاٹ بھی کیا جائے اور یقیناً دنیا بھر کے مسلمان مختلف طریقوں سے دشمنانِ اسلام کا بائیکاٹ کرتے بھی ہیں لیکن سنجیدگی سے غور کریں کہ کیا یہ بات سب سے بہتر نہیں کہ گستاخانِ رسول کا بائیکاٹ **عملی** طور پر کیا جائے اور وہ بھی اس طرح کہ **اوّل** تو ہم گستاخوں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ جواب سے مُستَفاد ہے کہ نہ ان سے سلام و کلام کریں، نہ ان کے پاس بیٹھیں، اور نہ ہی ان کی شادی غمی میں شریک ہوں بلکہ بیماری کی حالت میں عیادت بھی نہ کریں حتی کہ مر جائے تو نہ اُسے غسل دیں اور نہ ہی اُس کے جنازے میں شریک ہوں غرض ان بدبختوں کے ساتھ مُسلمانوں کا سا کوئی بھی معاملہ نہ کریں **دوم** یہ کہ ہم اپنے آپ کو نماز، روزے، اور اُن تمام چیزوں کا پابند بنائیں جن کا شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے۔ نماز کے بارے میں تو رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مبارک ہے: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ[1] میری آنکھوں کی

1... نسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء، ص ۶۴۴، حدیث: ۳۹۴۶

ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ بھلا وہ کون سا عاشق ہو گا جو اپنے محبوب کی آنکھوں کو راحت اور ٹھنڈک نہ پہنچانا چاہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ نماز کی پابندی کریں نیز اپنی زندگی میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے سانچے میں ڈھال کر کفّار کا حقیقی اور عملی بائیکاٹ کریں، انہوں نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کی تو ہم ان کے طرزِ زندگی کا بائیکاٹ کریں، انہوں نے ہمارے جذبات مجروح کئے تو ہم داڑھی، عمامہ اور سنّت کے مطابق لباس اپنا کر ان کے چہروں اور ملبوسات کا بائیکاٹ کریں۔

سرکار کا عاشق بھی کیا داڑھی منڈاتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ ہم زبان سے تو حُرمتِ رسول پر مر مٹنے کے دعوے کرتے ہیں لیکن ہمارا چہرہ اور لباس پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے دشمنوں جیسا ہے۔ یہ کیسی محبت ہے؟ یہ کیسا عشق ہے؟ عشق و محبت کے وہ جذبات جو ہم اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں آخر انہیں عملی جامہ کیوں نہیں پہناتے؟ محبّتِ رسول ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم اُن گستاخانِ رسول اور دُشمنانِ اسلام کے چہروں کی مخالفت کریں بلکہ خود تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے واضح طور پر ارشاد فرما دیا: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَاَحْفُوْا الشَّوَارِبَ یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں خوب پست کرو۔[1] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْ

1... بخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، ۱/۷۵، حدیث: ۵۹۲

اللِّحَی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ یعنی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو، یہودیوں جیسی صورت نہ بناؤ۔[1] اگر ہم ان فرامینِ مصطفےٰ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے غور کریں اور ان کی کسوٹی پر اپنے عشق کا موازنہ کریں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور ہمارے عشق کا معیار بالکل آشکار ہو جائے گا کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو ہمیں مشرکوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیں اور یہودیوں جیسی صورت بنانے سے منع فرمائیں اور ہم ہیں کہ اُن کی پیاری پیاری سنّت داڑھی شریف کو مونڈ کر نالیوں میں بہائیں اور اس فعلِ قبیح پر ذرا بھی نہ شرمائیں پھر اس کے باوجود اُن سے عشق و محبت کے نعرے بھی لگائیں، کیا واقعی عشق اسی کا نام ہے . . . ؟ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی اسی کُڑھن کا اظہار کرتے ہوئے دل پر چوٹ کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں:

سنّت کی طرف لوگو تم کیوں نہیں آجاتے کیوں سرد گناہوں کا بازار نہیں ہوتا
سرکار کا عاشق بھی کیا داڑھی منڈاتا ہے کیوں عشق کا چہرے سے اظہار نہیں ہوتا

(وسائلِ بخشش، ص۲۳۴)

گستاخانِ رسول کی تہذیب کا بائیکاٹ

اس وقت اُمّتِ مسلمہ کو سب سے زیادہ جس چیز کا بائیکاٹ کرنے کی ضرورت ہے وہ گستاخانِ رسول کی تہذیب (Culture) ہے جو اپنے ساتھ انتہائی مہلک اثرات لئے اس قوم پر نہایت تیزی کے ساتھ چھا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عشق و محبت

1 . . . شرح معانی الآثار، کتاب الکراھیۃ، باب حلق الشارب، ۴/۲۳۰، حدیث: ۶۵۶۲

کے دعوے کرنے والوں کا طرزِ زندگی اسلام کے دشمنوں جیسا نظر آتا ہے۔ رہن سہن، کھانے پینے کا انداز، شادی بیاہ کی تقریبات اور دیگر طرح طرح کے رسم ورواج انہی لوگوں جیسے ہیں۔ الغرض آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے میں اُنہی کی تہذیب پروان چڑھ رہی ہے۔ اس نئی تہذیب کا ظاہر کتنا ہی بھلا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اس نے جس قدر اخلاقی تباہی اور معاشرتی بگاڑ پیدا کیا ہے وہ اس تہذیب کے سیاہ اور مکروہ چہرے کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

یاد رکھیں کہ جو کسی قوم کی نقّالی کرے گا وہ انہیں میں سے شمار ہو گا۔ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ مبارک ہے: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی جو شخص جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہو گا۔[1] اس حدیثِ مبارکہ میں انگریزی فیشن کے متوالوں کے لئے درسِ عبرت ہے، جنہیں اُن گستاخانِ رسول کے فیشن تو یاد آتے ہیں لیکن اُن کی گستاخیاں یاد نہیں آتیں۔ اُن کے تہوار منانے تو یاد آتے ہیں لیکن اُن کی اسلام سے نفرت یاد نہیں آتی۔ اگر واقعی ہم محبتِ رسول کا دعویٰ کرنے میں سچے ہیں تو پھر آیئے میدانِ عمل میں اُتر کر گستاخوں کی تہذیب کا بائیکاٹ کیجئے اور یہ عزمِ مُصمّم کر لیجئے کہ ہم کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے اور اوڑھنے پہننے میں نیز خوشی و غمی کی تمام

1... ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، ۴/۶۲، حدیث: ۴۰۳۱

تقریبات بلکہ زندگی کے ہر ہر شعبے میں صرف اور صرف وہی طور طریقے اختیار کریں گے جو ہمارے محبوب آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سنتوں سے ثابت ہیں نیز جو تہذیب ہمیں ان سے دور کرے ہم اسے ٹھوکر مارتے ہیں اور جو چیز نبیِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو پسند نہیں ہم اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینکتے ہیں۔ آیئے گستاخانِ رسول کو منہ توڑ عملی جواب دینے کے لئے سنت کے مطابق سفید لباس، زلفیں، مسواک، عمامہ شریف کا تاج اور دیگر سنتیں اپنا لیجئے تاکہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے ہماری بے پناہ محبت دیکھ کر کبھی بھی کوئی بدبخت گستاخی کی جسارت نہ کر سکے۔

عزّت کا تاج

یاد رکھئے! عمامہ شریف میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سنّتِ مبارکہ ہے اور عاشقانِ رسول کے نزدیک اتباعِ سنّت سے بڑھ کر بھلا کیا چیز عزیز ہو سکتی ہے؟ محبوب کی سنتوں پر دل وجان سے عمل کرنا بھی تو محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور پھر کس قدر خوشی کی بات ہے کہ رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے سنت سے محبت رکھنے والوں کے لئے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1] لہٰذا اگر گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ

1... مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب... الخ، ۱/ ۵۵، حدیث: ۱۷۵

کرنا ہے تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی پیاری پیاری سنّت عمامہ شریف کو اپنا لیجئے یہ نہ صرف آپ کے عشق و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے بلکہ اس کے بے شمار فضائل بھی ہیں۔ آیئے ترغیب کے لئے عمامہ شریف کے 8 فضائل ملاحظہ کیجئے۔

عمامہ شریف کے آٹھ فضائل

1. تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے عمامہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔[1]
2. عمامہ شریف مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتار دینگے اپنی عزت اتار دینگے۔[2]
3. عمامہ باندھو تمہاری بُرُدُباری (قوتِ برداشت) میں اضافہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔[3]
4. ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔[4]
5. عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہیں۔[5]

1... کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، باب آداب التعمم، ۱۵/۲۰۵، حدیث: ۴۱۹۰۶

2... فردوس الاخبار، باب العین، ۲/۹۱، حدیث: ۴۱۱۱

3... شعب الایمان، باب فی الملابس، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۵، حدیث: ۶۲۶۰

4... کنز العمال، کتاب المعیشۃ والعادات، فرع فی العمائم، ۱۵/۱۳۲، حدیث: ۴۱۱۲۶

5... فردوس الاخبار، باب الراء، فصل رکعتان، ۱/۴۱۰، حدیث: ۳۰۵۴

6. عمامہ کے ساتھ باجماعت نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔[1]
7. بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔[2]
8. عمامہ کیساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر (۷۰) جُمعُوں کے برابر ہے۔[3]

اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی

اپنے آپ کو سنتوں کا پیکر بنانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو عشقِ رسول کا درس دیں، اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی پھولوں پر عمل کرکے اپنے گھر میں مدنی ماحول قائم کریں تاکہ ہماری اولاد کی پرورش سنّتوں بھرے ماحول میں ہو۔ کیونکہ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ایک طرف تو ہم حُرمتِ رسول پہ کٹ مرنے کے دعوے کرتے ہیں اور گستاخانِ رسول کی گستاخیوں پر ہمارا خون کھولتا ہے لیکن دوسری طرف ہمارے بچے انہیں گستاخوں کی بنائی ہوئی فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں بلکہ جن گانوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان میں گستاخی کی جاتی اور کفریہ کلمات بکے جاتے ہیں ہماری اولاد انہی گانوں پر ناچتی اور ڈانس کرتی نظر آتی ہے۔ نجانے اُس وقت ہماری غیرتِ ایمانی کہاں چلی جاتی ہے جب ہماری اولاد سُنّتوں بھرا مدنی لباس چھوڑ کر دشمنانِ اسلام کا لباس پہنتی ہے، آخر اُس وقت ہمیں اُن کی گستاخیاں کیوں

1... فردوس الاخبار، باب الصاد، ۲/۳۱، حدیث: ۳۶۲۱
2... کنز العمال، کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ الجمعۃ... الخ، ۷/۳۰۲، حدیث: ۲۱۱۶۲
3... فردوس الاخبار، باب الجیم، ۱/۳۲۸، حدیث: ۲۳۹۳

نہیں یاد آتیں ؟ یاد رکھئے ! ہمارا یہ طرزِ عمل نئی نسل پر نہایت بری طرح اثر انداز ہو رہا ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ لاشعوری طور پر ہم ایک ایسی نسل تیار کر رہے ہیں جو برائے نام مسلمان ہو گی جن کے دلوں میں عشقِ رسول کا وہ جذبہ مفقود ہو گا جو آج ہم اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں بد قسمتی سے اس کے اثرات ابھی سے ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ غور کیجئے کہ دشمن کیسی چالیں چل رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ اب ہمیں بیدار ہونا پڑے گا اور اُن گستاخانِ رسول کو ایسا جواب دینا ہو گا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں۔ ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ زندگی بھر کیلئے اسلام کے دشمنوں کو لاجواب کر دیجئے۔ آیئے اس بات کا عہد کریں کہ اب ہم اپنے گھر کو گستاخانِ رسول کی تہذیب کا گہوارہ نہیں بننے دیں گے . . . نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر شرعی احکامات کی پاسداری کریں گے . . . ہم اپنے گھر میں سنتوں بھرا مدنی ماحول قائم کریں گے . . . ہمارے گھر سے فلموں ڈراموں کے بجائے حمد و نعت اور منقبت کی آوازیں آئیں گی . . . ہم اپنی اولاد کو محبّتِ رسول کا ایسا درس دیں گے جسے مرتے دم تک نہ بھلایا جاسکے . . . اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مَن عاشق اور تن گستاخ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! گذشتہ اَدْوار میں مسلمانوں کی عملی پختگی، احکامِ اسلام کی بجاآوری اور جذبۂ عشْقِ رسول کی پاسداری کے سبب کفّار توہینِ رسالت کے ارتکاب سے ڈرتے تھے وہ جانتے تھے کہ مسلمان جاگ رہے ہیں اس لئے ایسی حرکتیں کم ہی

کرتے تھے لیکن اب تو باقاعدہ گستاخیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور کفار جفاکار اس قسم کی حرکتوں پر جری ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان عملی طور پر نہایت ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ ہماری اسی بے عملی اور بے حسی کو دیکھ کر کفار بے باک ہو گئے کہ جس مسلمان کو اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے اتنی محبت نہ رہی کہ وہ ان کی سُنَّتوں کو اپنائے بلکہ اس کی حالت تو یہ ہے کہ اسے کسی غیر مسلم کے ساتھ کھڑا کر دو تو دونوں میں کوئی فرق نظر نہ آئے ایسے بے حِس مسلمان پر اس کے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی گستاخی کا کیا اثر ہو گا؟ یہ تو غفلت کی چادر تانے سو رہا ہے تھوڑی دیر کے لئے جاگے گا اور پھر سو جائے گا۔ صرف اس کی زبان محبتِ رسول کے نعرے لگاتی ہے بقیہ پورا وجود گستاخِ رسول سے مَحَبّت کے نعرے لگا رہا ہے۔ واقعی اس وقت اُمّتِ مُسلمہ کی اکثریّت غفلت کی نیند سو رہی ہے جس کا فائدہ اٹھا کر دشمنانِ اسلام سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں ہرزَہ سرائی (بکواس) کرتے ہیں ایسے حالات میں اُمتِ مسلمہ کا اس غفلت کی نیند سے بیدار ہونا ناگُزیر ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسُنّت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

سونا پاس ہے سُونا بَن[1] ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے

حدائقِ بخشش، ص۱۸۵

آیئے! زندگی بھر کیلئے عشقِ رسول کا مجسّم پیکر بننے، گستاخِ رسول کا زبردست عملی بائیکاٹ کرنے اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" کے تحت دنیا بھر کے لوگوں کو محبتِ رسول کا درس دینے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں کی برکت سے ہزارہا غیر مسلم کلمہ طیّبہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے اور رسولِ اکرم، شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے سچے غلام بن گئے۔ آیئے اس ضمن میں ایک نوجوان کے اسلام قبول کرنے کی مدنی بہار ملاحظہ کیجئے۔

غیر مسلم کا قبولِ اسلام

دعوتِ اسلامی کے عاشقانِ رسول کا ایک مدنی قافلہ نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے ۱۵ رَمَضَانُ الْمُبَارَک ۱۴۲۸ھ بمطابق 27 ستمبر 2007ء باب المدینہ (کراچی) سے ہند (بھارت) روانہ ہوا۔ مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول ہند کے مختلف شہروں (جے پور، دہلی، بمبئی اور حیدرآباد دکن وغیرہ) میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچانے کے بعد واپس مرکز الاولیاء (لاہور، پاکستان) کی جانب محوِ سفر تھے کہ اٹاری

1... سُنسان جنگل

بارڈر پر مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول کی ملاقات ایک تعلیم یافتہ غیر مسلم نوجوان سے ہوگئی۔ مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول نے جب اسے اپنی جانب متوجہ پایا تو پُرتپاک انداز میں ملاقات کی اور اَحسن انداز میں اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے اسلامی زندگی کے روشن پہلوؤں سے روشناس کروایا۔ اس غیر مسلم نوجوان کی گفتگو سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ اسلامی تعلیمات سے متأثر ہے۔ اس نوجوان کی لگن اور میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری پیاری سنّتوں کو غور سے سننے کے انداز نے مدنی قافلے والوں کو طویل گفتگو پر مجبور کر دیا۔ انفرادی کوشش کا یہ سلسلہ کم و بیش تین گھنٹے تک جاری رہا، جس نے اس نوجوان پر اسلام کی حقانیت آفتابِ نیم روز (دوپہر کے سورج) کی طرح ظاہر کر دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی انفرادی کوشش رنگ لائی اور وہ نوجوان مدنی قافلے کے عاشقانِ رسول کے کردار اور میٹھی گفتار سے متأثر ہو کر اسلام کی حقانیت کا قائل اور قبولِ اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ اسلامی بھائیوں نے اُسے ہاتھوں ہاتھ کلمہ طیبہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا کر حلقہ بگوشِ اسلام کر لیا۔ اس نو مسلم کا اسلامی نام ”احمد رضا“ رکھا گیا۔ شرکائے مدنی قافلہ نے اس نو مسلم اسلامی بھائی کو قبولِ اسلام پر مبارک باد دی اور بطورِ تحفہ کتب و رسائل دے کر دعائے اِستقامت سے نوازا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی محبت اور حُرمتِ رسول کے دفاع کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

اللہ والوں کا اندازِ تجارت

سابقہ نام

اسلاف کا اندازِ تجارت



پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اسلاف کا اندازِ تجارت (1)

دُرود شریف کی فضیلت

رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ درودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور رات کے گُناہ بخش دے۔ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دورِ اسلاف اور طرزِ تجارت

منقول ہے کہ ایک بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو "واسط"(3) کے مقام پر

1... مبلغِ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۰ ہجری بمطابق 7 جون 2009 عیسوی بروز اتوار عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں "معاشی بحران اور اس کا حل" کے نام سے بیان فرمایا۔ مگر بعد میں انہی کی تجویز پر ضروری ترمیم واضافے کے بعد "اسلاف کا اندازِ تجارت" کے نام سے ۹ رمضانُ المبارک ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 8 جولائی 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیۃ**)

2... الترغیب والترھیب، ۲/۳۲۸، حدیث: ۲۳

3... عراق کے مشرقی حصے میں واقع ایک شہر۔

تھے انہوں نے گندم سے بھری ایک کشتی بصرہ[1] شہر کی طرف بھیجی اور اپنے وکیل کو لکھا: جس دن یہ کھانا بصرہ پہنچے اُسی دن اسے بیچ دینا، اگلے دن تک تاخیر نہ کرنا۔ چونکہ وہاں بھاؤ (Rate) بڑھنے کے امکانات تھے تو تاجروں نے وکیل کو مشورہ دیا کہ اگر اسے جمعہ کے دن تک مُؤخَّر کر لو تو دُگنا نفع ہو گا۔ چنانچہ اس نے جمعہ تک وہ گندم فروخت نہ کی جس کی وجہ سے اسے کئی گُنا فائدہ ہو گیا۔ جب وکیل نے خوشی خوشی یہ واقعہ مالک کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے اسے جواب لکھا: اے شخص! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے نفع پر ہی قناعت کر لیا کرتے ہیں مگر تم نے اس کے بر خِلاف کیا۔ ہمیں یہ پسند نہیں کہ اس میں کئی گُنا (دُنیوی) نفع ہو اور اس کے بدلے ہمیں دینی و اُخروی نُقصان پہنچے۔ لہٰذا جیسے ہی تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً وہ تمام مال بصرہ کے فقرا پر صدقہ کر دینا۔ شاید ایسا کرنے سے میں ذخیرہ اندوزی کے گُناہ سے برابر برابر نَجات پا سکوں یعنی نہ تو میرا (اُخروی) نقصان ہو اور نہ ہی (دُنیوی) فائدہ۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حکایت پاکیزہ تجارت اور اسلامی مَعاشی اَقْدار کی جو خوبصورت تصویر پیش کر رہی ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے اسلاف کا اندازِ تجارت اور طرزِ معیشت کس قدر اعلیٰ تھا۔ اسلامی تاریخ کے صفحات ایسے باکردار لوگوں کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جو نہ

1... عراق کے جنوبی حصے میں واقع ایک شہر۔

2... احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی بیان العدل... الخ، ۲/۹۳ ملخصًا

صرف اپنے ذاتی مُعاملات بلکہ تجارتی مصروفیات میں بھی صدق و امانت، عدل و انصاف تقویٰ و احسان، ایثار و بھلائی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کو اپناتے ہوئے اسلام کے مَعاشی اصولوں پر کاربند رہے شاید اسی وجہ سے ان کے دور کی مَعاشی خوشحالی اپنی مثال آپ تھی، مگر افسوس! جیسے جیسے ان خوبیوں کی جگہ ظلم و جبر، فسق و فجور، ناانصافی، دروغ گوئی (جھوٹ)، فریب دہی (دھوکا)، مَفاد پرستی، سُود خوری اور بدخواہی جیسی بُرائیاں مُسلمانوں کے کردار میں پیدا ہوتی گئیں ان کی مَعِیْشت دن بدن زوال پذیر ہوتی گئی اور بالآخر تباہی کے اندھے کنویں میں جا پڑی۔ اگر آج بھی ہم قرآن و حدیث میں بیان کردہ حُصُولِ رزق کے مدنی پھولوں پر عمل کریں اور کسب و تجارت کے مُعاملے میں اپنے اسلاف کا طرزِ عمل اختیار کریں تو اپنی ذاتی زندگی کے ساتھ ساتھ پورے مُعاشرے میں ایک شاندار خوشحالی لاسکتے ہیں اور مَعِیْشت کو ایک بار پھر عروج و اِستحکام نصیب ہو سکتا ہے۔

مَعِیْشت کا آغاز

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی مقصدِ کسب و تجارت اور آغازِ مَعِیْشت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور اُن کی تَحْصِیل (حاصل کرنے) میں اتنی دُشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا مُتَکَفِّل (ذِمّے دار) ہونا چاہے غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایّام خوبی کے ساتھ گُزار نہ سکے گا، لہٰذا اُس حکیمِ

مُطْلَق (عَزَّوَجَلَّ) نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور مُتَعَدِّد قسموں پر مُنْقَسِم (تقسیم) فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مَجْمُوعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بُنتا ہے، کوئی دوسری دستکاری کرتا ہے، جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بُننے والوں کو غلّہ کی حاجت ہے، نہ یہ اُس سے مُسْتَغْنی (بے پروا) نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج (ضرورت)، لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اِس کی چیز اُس کے پاس جائے اور اُس کی اِس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دُشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے مُعاملات کا سلسلہ شروع ہوا، بیع (خرید و فروخت) وغیرہ ہر قسم کے مُعاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے مُعاملات کے مُتَعَلِّق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تِشْنہ (ادھورا) باقی نہ رہے اور مُسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تَحْصِیلِ مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تَحْصِیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔[1] چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد پاک ہے:

1... بہار شریعت، ۲/ ۶۰۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ترجَمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

(پ۵، النساء: ۲۹)

طلبِ حلال ایک فریضہ ہے

یاد رکھئے! کسب و تجارت کے ذریعے اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں وغیرہ کے لئے رزقِ حلال کا حُصُول اور اس کی طلب صرف انسانی ضرورت ہی نہیں بلکہ اہم ترین فریضہ بھی ہے۔ نبیِ رحمت، شَفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بُنیاد ہے: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ یعنی حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔[1] قرآنِ پاک میں جابجا رزقِ حلال حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنے فضل سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی تلاش و جستجو جاری رکھنے کی ترغیب اور اس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے آیئے اس ضمن میں پانچ فرامینِ خداوندی مُلاحظہ کیجئے۔

کسب کی ترغیب پر مشتمل 5 فرامینِ خداوندی

وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور دن کو روزگار کے لئے بنایا۔

(پ۳۰، النبا: ۱۱)

1... شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد... الخ، ۶/۴۲۰، حدیث: ۸۷۴۱

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ (پ۸، الاعراف: ۱۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لئے اسمیں زندگی کے اسباب بنائے، بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۹۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو۔

وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ (پ۲۹، المزمل: ۲۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے۔

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۲۸، الجمعۃ: ۱۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

جستجوئے روزگار کی عظمت

حضرتِ سَیِّدُنا کَعْب بن عُجْرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ایک روز صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان قریب سے گُزرا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ایک طاقتور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو دیکھا تو کہا: کاش! اس کی جوانی اور طاقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ ہوتی۔ اِس پر رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا

ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے اور اگر یہ خود کو (لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا حرام کھانے سے) بچانے کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہے البتہ اگر یہ دکھاوے اور تفاخُر (فخر) کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اپنے والدین کی خدمت اور اولاد کی کفالت کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کی کس قدر اہمیت ہے کہ رسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شمار فرمایا۔ یاد رکھئے! سچائی، انصاف اور دیانتداری کے ساتھ حلال و حرام کا لحاظ رکھتے ہوئے تجارت، مُلازمت، یا محنت مزدوری کرنے والے نہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب ہیں بلکہ ایسوں کا حشر بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اچھوں کے ساتھ ہوگا نیز ان کی مغفرت کر دی جائے گی اور کل بروزِ قیامت ان کے چہروں کی تابانی چودھویں کے چاند کی مانند ہوگی۔ آیئے! حِرفَت و تجارت اور کام کاج کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامینِ مُصطفٰے مُلاحظہ کیجئے۔

کسب کی فضیلت پر مشتمل 4 فرامینِ مُصطفٰے

1. اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ یعنی سچا امانت دار

1...معجم الاوسط، ۵/۱۳۶، حدیث: ۶۸۳۵

تاجر انبیاء، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہو گا۔[1]

2. اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ پیشہ ور (کام کاج کرنے والے) مومن کو پسند فرماتا ہے۔[2]

3. مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ اَمْسٰی مَغْفُوْرًا لَہٗ یعنی جو اپنے ہاتھ کے کام سے تھک کر شام کرتا ہے وہ مغفرت یافتہ ہو کر شام کرتا ہے۔[3]

4. مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَۃِ وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ یعنی جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہلِ خانہ کے لئے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے حلال طریقے سے دُنیا طلب کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔[4]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پیشے

کسبِ حلال نہ صرف ایک باعثِ فضیلت عمل ہے بلکہ کئی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ

1...ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ایاھم، ۳/۵، حدیث: ۱۲۱۳

2...معجم الاوسط، ۶/۳۲۷، حدیث: ۸۹۳۴

3...معجم الاوسط، ۵/۳۳۷، حدیث: ۷۵۲۰

4...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب البیوع والاقضیۃ، باب فی التجارۃ... الخ، ۵/۲۵۸، حدیث: ۷

السَّلَام کے علاوہ نبیوں کے سُلطان رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بھی پیاری پیاری سنت ہے لہٰذا اسے سنت سمجھ کر اختیار کرنا چاہئے۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے کسب کے لئے مختلف پیشے اپنائے۔ چنانچہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اولاً کپڑا سازی کا کام کیا کرتے تھے پھر کھیتی باڑی کرنے لگے۔ حضرت نُوح عَلَیْہِ السَّلَام لکڑی کا پیشہ، حضرت اِدْرِیْس عَلَیْہِ السَّلَام درزی گری، حضرت ہُود و صالح عَلَیْہِمَا السَّلَام تجارت، حضرت اِبراہیم و لُوط عَلَیْہِمَا السَّلَام کھیتی باڑی اور حضرت شُعَیْب عَلَیْہِ السَّلَام جانور پالتے تھے۔ اسی طرح حضرت مُوسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بکریاں چراتے، حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام زِرَہ (جنگ میں استعمال ہونے والا فولاد کا جالی دار کرتا) بناتے، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام پوری دنیا کے بادشاہ ہونے کے باوجود پنکھے اور زنبیلیں بنایا کرتے تھے اور ہمارے پیارے آقا سیِّدُ الانبیاء احمدِ مُجْتَبیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے تجارت کو اپنی ذاتِ بابرکت سے شرف بخشا ہے۔[1]

بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ رزقِ حلال کے حصول کیلئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے بھی صنعت و تجارت کو اختیار کیا، اس بات میں تو کسی شک و شبہے کی گُنجائش نہیں کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، اگر کسب و تجارت میں برائیوں کا اِرْتکاب ضروری ہوتا یا اس میں بذاتِ خود کوئی خرابی ہوتی تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہرگز ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے،

1...مرآۃ المناجیح، ۴/۲۲۸، ملخصاً

حقیقت یہ ہے کہ خرابیاں اور بدعنوانیاں کاروبار میں نہیں بلکہ خود ہمارے کردار میں موجود ہیں جن کے سدِّباب (روک تھام) کے لئے شریعتِ مُطَہَّرہ نے جائز و ناجائز اور حلال و حرام کے پیمانے مقرر کر دیئے تاکہ کوئی مُسلمان ظلم کا شکار نہ ہو اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہو لہٰذا جو لوگ ان احکامات پر عمل پیرا ہوئے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوئے، اور جنہوں نے ان احکامات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حرام و حلال کی تمیز نہ کی اور خواہشِ نفس پر چلے وہ دنیا و آخرت میں خائب و خاسر (ناکام) ہوئے۔ آیئے! حدیث پاک کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اسلام کی نظر میں تجارت کے کیا ضابطے ہیں اور ایک تاجر کو کیسا ہونا چاہئے۔

تاجر کو کیسا ہونا چاہئے؟

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں، جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں، جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں، جب کچھ بیچیں تو اس کی بیجا تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا کچھ آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سُستی نہ کریں اور جب ان کا کسی اور پر آتا ہو تو اس کی وُصولی کے لئے سختی نہ کریں۔ (1)

1...شعب الایمان، باب حفظ اللسان، ۴/۲۲۱، حدیث: ۴۸۵۴

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیث مبارکہ میں تجارتی اصولوں پر مشتمل جو مدنی پھول بیان کئے گئے ہیں درحقیقت یہ مدنی پھول رزق میں برکت اور مُلک و قوم کی ترقّیِ معیشت کے ضامن ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اسلاف و بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین نے عملی زندگی کے ہر میدان میں ان خوبیوں کو اپنے کردار کا حصہ بنا رکھا تھا۔ ان مُبارک ہستیوں کی نظر میں معاشی خوشحالی کا مفہوم ہرگز ہرگز یہ نہ تھا کہ مُلک و قوم کو خواہ کتنا ہی خسارہ ہو جائے، مُسلمان بھائی کتنا ہی مالی بدحالی کا شکار ہو جائے مگر میرے مالی حالات بہتر ہونے چاہئیں، میری ذاتی ملکیت و دولت میں اضافہ ہونا چاہئے۔ جائز و ناجائز کسی بھی طریقے سے دوسرے مُسلمانوں کو کنگال کر کے ان کے مال کو اپنی جائداد کا سنگِ بنیاد قرار دینا ان کے دل نے کبھی گوارا نہ کیا کیونکہ وہ نُفُوسِ قدسیہ آج کے بعض تاجروں (Business men) کی طرح **"پیسہ ہو چاہے جیسا ہو"** کے قائل نہ تھے بلکہ وہ تو اپنے مُسلمان بھائیوں کے حقیقی خیر خواہ ہوا کرتے تھے اور ان کے نُقصان کو اپنا نُقصان سمجھا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی اسلاف کے طرزِ عمل اور پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے فرامین کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ بیدار کرنا چاہئے۔

دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

والہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کی کہ کس کی؟ فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام کی۔[1]

حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نبیِ مکرَّم، رسولِ مُحتَشم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کر چکا ہوں۔[2]

بے مثال خیر خواہی

حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک گھوڑا خرید لاؤ، اس غلام نے تین سو درہم میں ایک گھوڑا خریدا اور گھوڑے کے مالک کو ساتھ لے آیا۔ تاکہ حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسے رقم ادا کریں، جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ گھوڑا دیکھا تو اس کے مالک سے کہا کہ تمہارا گھوڑا تو تین سو درہم سے زیادہ مالیت کا ہے کیا تم اسے چار سو درہم میں بیچو گے؟ مالک نے کہا اے ابو عبدُ اللہ (یہ حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت ہے) جیسے آپ کی مرضی پھر حضرت سَیِّدُنا جریر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا یہ چار سو درہم سے بھی زیادہ مالیت کا ہے، کیا تم اسے پانچ سو درہم میں بیچو گے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی طرح سو سو دِرہم کا اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

1... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الدین النصیحۃ، ص۴۷، حدیث: ۹۵

2... بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی الدین النصیحۃ... الخ، ۱/۳۵، حدیث: ۵۷

عَنْہُ نے وہ گھوڑا آٹھ سو درہم میں خریدا، جب حضرت سَیِّدُنا جریر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی ہے۔[1]

دیانتداری کی اعلیٰ مثال

مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا یونس بن عُبَید بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس مختلف اقسام اور مختلف قیمتوں کے حُلّے (چادریں، جبے) تھے۔ ان میں سے ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّے کی قیمت 400 درہم تھی اور ایک قسم ایسی تھی کہ ہر حُلّہ 200 درہم کا تھا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھتیجے کو دکان پر چھوڑ کر خود نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں ایک اَعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے 400 درہم کا حُلّہ طلب کیا، بھتیجے نے اس کے سامنے 200 درہم والا حُلّہ پیش کیا، اسے وہ اچھا لگا اور اس نے 400 درہم پر راضی ہو کر اسے خرید لیا۔ اَعرابی حُلّہ ہاتھ میں لئے واپس جا رہا تھا کہ حضرت سَیِّدُنا یونس بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس کا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے حُلّے کو پہچان کر اُس سے پوچھا: یہ حُلّہ کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے جواب دیا: 400 درہم میں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ 200 درہم سے زیادہ کا نہیں ہے، تم جا کر اسے واپس کر دو۔ اس نے کہا: ہمارے شہر میں یہ حُلّہ 500 درہم کا ہے نیز مجھے یہ پسند بھی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: واپس پلٹ

1... شرح نووی، کتاب العلم، باب بیان الدین النصیحۃ، ۱/۴۰، الجزء الثانی

جاؤ کہ دین میں خیر خواہی دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس) سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ اسے واپس دکان پر لائے اور 200 درہم واپس کر دیئے۔ پھر اپنے بھتیجے کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: تمہیں شرم نہیں آئی! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے کہ چیز کی قیمت کے برابر نفع لیتے ہو اور مسلمان کی خیر خواہی کو ترک کرتے ہو؟ بھتیجے نے جواب دیا: میں نے اس کے راضی ہونے پر ہی اتنا زیادہ نفع لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کے حق میں وہی پسند کیا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو؟ [1]

لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حکایت خیر خواہی اور احسان کی ایک عظیم مثال پیش کر رہی ہے۔ اے کاش کہ معیشت کا رونا رونے والے لوگ پیارے آقا مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے اس ارشاد کو پڑھ کر اس پر عمل کر لیں تو یہ معیشت کا بحران ختم ہو جائے کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ [2] بھلا وہ کون سا شخص ہے جو اپنے لئے یہ پسند کرے گا کہ مجھے ملاوٹ والا مال ملے، مجھے دھوکہ دے کر یا جھوٹ بول

1... احیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی الاحسان فی المعاملۃ، ۲/۱۰۲

2... بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ، ۱/۱۶، حدیث: ۱۳

کر مال دیا جائے، مجھ سے سُود لیا جائے، مجھ سے رشوت لی جائے، میرے بھولے پن کا فائدہ اُٹھا کر میری جیب خالی کر دی جائے؟ یقیناً کوئی شخص اپنے لئے یہ باتیں پسند نہیں کرتا تو پھر اپنے مُسلمان بھائیوں کے لئے ایسا کیوں سوچا جاتا ہے...؟

بیان کردہ حکایت میں حضرت سیّدُنا یونس بن عُبَید بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنے بھتیجے کی کوتاہی پر فوراً اسے سرزنش کی کہ تجھے شرم نہیں آتی؟ تجھے اللہ کا خوف نہیں کہ اتنا زیادہ نفع لے رہا ہے۔ یقیناً یہ تربیت کا ایک بہترین انداز تھا تاکہ وہ بچہ آئندہ اس قسم کی حرکتوں سے باز رہے مگر افسوس! ہماری اَخلاقی حالت تو اس قدر گر چکی ہے کہ اگر ہمارا بچہ جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کسی کو لُوٹنے میں کامیاب ہو جائے تو ہم اسے ایک شاندار کارنامہ سمجھتے ہیں، اس پر بچے کو شاباشی دیتے ہیں، اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہیں اور دادِ تحسین دیتے ہوئے اس قسم کے جملے کہتے ہیں کہ بیٹا اب تم بھی سیکھ گئے ہو، تمہیں کاروبار کرنا آگیا ہے، تم سمجھدار ہوگئے ہو وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ایسے موقعے پر تو ہمیں اپنے بچے کی تربیت کرنی چاہئے کہ بیٹا جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر کاروبار نہیں کرنا چاہئے ورنہ اس کے وبال سے ہمارے کاروبار و مال میں زوال آجائے گا اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

بہت بڑی خیانت

یاد رکھئے! تجارت ہو یا دیگر معاملات، کسی کو دھوکہ دینا یا جھوٹ بولنا انتہائی سخت جرم اور بہت بڑی خیانت ہے۔ چنانچہ

حضرتِ سَیِّدُنا سفیان بن اَسِید حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔[1]

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور (گُناہ) ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔[2]

اَللہُ اَکْبَر جب مطلقاً جھوٹ بولنا بھی گُناہ ہے تو پھر کسی مسلمان بھائی کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہوئے جھوٹ بول کر اسے لُوٹ لینا کس قدر شدید ہو گا۔ صد افسوس کہ آج کل کثرت سے جھوٹ بولنے کو کمال اور ترقی کی علامت جبکہ سچ کو بے وقوفی اور ترقی میں رکاوٹ تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کئی لوگ اپنا مال بیچنے کے لئے جھوٹی قسم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے ایسے لوگوں کو اپنے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو رزق نصیب میں لکھا ہے وہی ملے گا۔ نہ تو سچ بولنے سے آپ کے حصے کے رزق میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی جھوٹ بول کر آپ اپنے حصے سے زیادہ رزق حاصل کر سکتے ہیں البتہ جھوٹ بولنا بہت بڑی بے برکتی اور معاشی تباہی کا سبب ثابت ہو سکتا ہے۔

سَیِّدِ المرسلین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت

1... ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی المعاریض، ۴/۳۸۱ حدیث: ۴۹۷۱

2... مسلم، کتاب الادب، باب قبح الکذب، ص ۱۴۰۵، حدیث: ۲۶۰۷

بُنیاد ہے: جھوٹی قسم سامان تو بکوا دیتی ہے لیکن برکت مٹا دیتی ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ جھوٹا شخص چاہے کتنی ہی کامیابیاں سمیٹ لے مگر آخرِ کار جھوٹ کا وبال اسے پہنچے گا، بالفرض دنیا میں نہ بھی سہی مگر آخرت کا خسارہ تو ضرور ہے اور یقیناً خسارۂ آخرت سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی مصیبت نہیں۔ لہٰذا کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی والا معاملہ کریں اور رزق کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر بھروسہ کرنے کو اپنا شیوہ بنالیں۔ آج کل تجارتی معاملات میں جگہ جگہ جھوٹ اور دھوکہ دہی اسی وجہ سے عام ہو چکی ہے کہ لوگوں نے رازقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ پر توکّل اور بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ آیئے! اُس پاک ذات پر توکّل کا ذہن بنایئے جس نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمّۂ کرم پر لے رکھا ہے۔

رزق کا ضامن کون؟

دنیا میں بسنے والے تمام جاندار، خواہ ترقی یافتہ شہری ہوں یا کسی گاؤں کے دیہاتی، گھنے جنگلات میں رہنے والے حیوانات ہوں یا بلند و بالا درختوں کی چوٹی پر بنے نشیمن میں آباد پرندے، سمندر کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں ہوں یا پتھروں کے پیٹ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے کیڑے، ہر ایک کا رزق خدائے خالق و رازِق عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذمّے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

1... بخاری، کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربا... الخ، ۲/ ۱۵، حدیث: ۲۰۸۷

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲، ھود: ۶) ترجَمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو

جب خود اللہ ربُّ العالمین جَلَّ جَلَالُہٗ ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے تو ہمیں چاہئے کہ اسی کی ذات پر توکّل کریں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو معاشی نقصان پہنچانے کے بجائے جائز اور حلال طریقے سے رزق طلب کریں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو نصیب میں ہے وہ ضرور ملے گا۔ دو عالَم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک رزق بندے کو تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔[1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ(۲) وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (۳) (پ۲۸، الطلاق: ۲-۳)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

یاد رکھئے! وُسعتِ رزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں ہی پوشیدہ ہے، جب ہمارے

1... صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی الحرص... الخ، ۴/۹۸، حدیث: ۳۲۲۷

معاشرے کا ہر فرد اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرے گا اور ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ رحمتِ الٰہی کا طالب ہو گا نیز اپنے دل میں تقویٰ و پرہیز گاری کا پودا لگائے گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک بار پھر ہمارے معاشرے میں خوشحالی کا راج ہو گا۔

تجارت اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا معمول

اگر ہم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت پر نظر ڈالیں تو ہر طرف تقویٰ و پرہیز گاری اور طلبِ رضائے الٰہی کی بہاریں نظر آتی ہیں۔ وہ مقبولانِ خدا تجارت تو کرتے مگر کبھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تجارت تو کرتے تھے مگر جب انہیں حُقُوقُ اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت اور خرید و فروخت انہیں ذکرُ اللہ سے نہ روکتی، یہاں تک کہ وہ اسے ادا کر لیتے۔[1] صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اسی طرزِ عمل کو بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام قرآن مجید فُرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ (پ۱۸، النور: ۳۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھا کہ بازار والوں نے اذان سنتے

1... بخاری، کتاب البیوع، باب واذا راوا تجارۃ... الخ، ۹/۲، تحت الباب: ۱۱

ہی اپنا (تجارتی) سامان چھوڑا اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اِنہی لوگوں کے حق میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آیت "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ" نازل فرمائی ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کا اولین دور کتنا خوبصورت اور روشن تھا کہ جب مسلمان تقویٰ و پرہیز گاری کے پیکر ہوا کرتے تھے، وہ حضرات کسبِ حلال کیلئے تجارت تو کرتے تھے مگر بد دیانتی، جھوٹ اور فریب وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھتے۔ آیئے! ترغیب کے لئے اسلاف رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن کی سچی اور پاکیزہ تجارت کے دو ایمان افروز واقعات مُلاحظہ کیجئے۔

﴿1﴾ عیب دار چیز بِکنے پر ردِّ عمل

کروڑوں حنفیوں کے پیشوا حضرت سَیِّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حصولِ رزقِ حلال کے لئے تجارت کا پیشہ اپنایا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے مگر اس کے باوجود آپ کی تجارت احسان، خیر خواہی اور اسلام کے پاکیزہ اصولوں پر مشتمل تھی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا حفص بن عبد الرحمٰن عَلَيْهِ رَحمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت

1... معجم کبیر، عبد اللہ بن مسعود... الخ، ۹/۲۲۲، حدیث: ۹۰۷۹

سیِّدُنا حفص نے ایک مرتبہ مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔[1]

(2) دیانتدار تاجر

حضرت سَیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل بھی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بازار تشریف لے گئے اور 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام خریدے پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: خرید لو۔ اس نے پوچھا: کتنے دینار لیں گے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: 63 دینار۔ اس تاجر نے کہا: حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔ حضرت سَیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہٰذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت

1 . . . تاریخ بغداد، باب مناقب ابی حنیفۃ، ۱۳/۳۵۶

کرتا ہوں، اگر چاہو تو خرید لو، میں اس سے زیادہ رقم ہر گز نہیں لوں گا۔ وہ تاجر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا۔ دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بد دیانت تاجر نہ تھا۔ جب اس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: میں نے بھی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بد دیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا نقصان پسند کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خرید لوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔ چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے بالآخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام حُصُولِ مال کی خواہش کے بجائے لقمۂ حرام سے بچنے کی فکر کیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے فروخت کردہ کپڑوں کی حاصل شدہ رقم اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کی مگر افسوس! بدقسمتی سے فی زمانہ اکثر لوگوں کو کثرتِ مال ہی کی فکر دامن گیر رہتی ہے حالانکہ دنیا میں جس کے پاس

1...عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ والاربعون بعد المائۃ، ص ۱۶۴، ملخصاً

جتنا زیادہ مال ہو گا آخرت میں اسے اتنا ہی زیادہ حساب بھی دینا ہو گا۔

ذرے ذرے کا حساب

حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ قیامت کے دن مالِ حلال جمع کرنے والے اور اسے حلال جگہ خرچ کرنے والے ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ حساب کے لئے کھڑے رہو۔ پھر اس سے ہر دانے، ذرے اور ہر ہر دانق (درہم کے چھٹے حصے) کا حساب لیا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ پھر فرمایا: اے ابنِ آدم! تو ایسی دنیا کا کیا کرے گا جس کے حلال کا حساب دینا پڑے گا اور حرام کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ (1)

سب سے مالدار صحابی کے حسابِ قیامت کا احوال

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز کتاب فیضانِ سنت کے باب نیکی کی دعوت کے صفحہ 353 پر ارشاد فرماتے ہیں: عَشَرۂ مُبَشَّرہ کے روشن ستارے حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو کہ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے زیادہ مالدار تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سارا ہی مال یقینی طور پر حلال تھا اور کثرتِ مال غفلت شعاری کے بجائے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے خشیتِ الٰہی کا سبب بن گئی تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حسابِ قیامت کی حِکایت بھی

1... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۳/ ۹۷، حدیث: ۶۳۲۵

سراپا عبرت ہے، ملاحظہ فرمایئے چُنانچِہ

ایک بار سرکار عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس تشریف لاکر فرمایا: اے اصحابِ محمد! آج رات اللہ تعالیٰ نے جنَّت میں تمہارے مکان اور منزلیں نیز میرے مکان سے کس کا کتنا دُور مکان ہے سب مجھے دکھائے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے جلیل القدر اصحابِ کرام کی منزلیں فرداً فرداً بیان کرنے کے بعد حضرتِ عبدالرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن (میں نے دیکھا) کہ تم مجھ سے بَہُت دُور ہوگئے یہاں تک کہ مجھے تمہاری ہلاکت کا خَدشہ ہونے لگا پھر کچھ دیر بعد تم پسینے میں شَرابور مجھ تک پہنچے تو میرے پوچھنے پر تم نے بتایا: مجھے حساب کے لیے روک لینے کے بعد مجھ سے پوچھ گچھ شُروع ہوگئی کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ راوی کہتے ہیں، حضرتِ عبدالرحمٰن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سُن کر رو پڑے اور عرض کی: یہ سو اُونٹ جو آج ہی رات مِصر سے مالِ تجارت سَمیت آئے ہیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو گواہ بنا کر انہیں مدینۂ پاک کے غریبوں اور یتیموں پر صَدَقہ کرتا ہوں۔ (1)

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُمُّ المُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی خدمت میں عرض کی: مجھے اندیشہ ہے کہ کثرتِ مال کہیں (آخرت میں) مجھے ہلاکت میں نہ ڈال دے! انہوں نے فرمایا: اپنا مال

1... تاریخ دمشق، ۳۵/۲۶۶

راہِ خدا میں خرچ کرتے رہا کرو۔[1]

مالداروں کیلئے لمحۂ فکریہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقینی قطعی حلال مال رکھنے والے اپنا مالِ حلال دونوں ہاتھوں سے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں لٹانے والے کے حسابِ قیامت کی اس لرزہ خیز حکایت پر نظر رکھتے ہوئے مال داروں کو غور کرنا اور قیامت کے ہوشرُبا اَحوال (یعنی دہشتوں اور گھبراہٹوں) سے ڈرنا چاہئے اور جو لوگ محض دُنیوی حِرص کے سبب مال اِکٹھا کئے جاتے، اس کیلئے دربدر بھٹکتے پھرتے اور مال بڑھانے کے نظام کو بہتر سے بہترین بناتے چلے جاتے ہیں اُنہیں اپنی اس رَوِش پر نظرِ ثانی کر لینی چاہئے اور جو صورت دنیا و آخرت دونوں کیلئے بہتر ہو وہ اختیار کرنی چاہئے۔

مال و دولت کے متعلق اچھی اچھی نیتیں

حلال مال جمع کرنا فی نفسہٖ مُباح ہے (یعنی نہ اس میں ثواب ہے نہ گناہ)۔ اگر کوئی علمِ نیّت رکھنے والا اِس کی اچّھی اچّھی نیّتیں کرلے تو خواہ مالِ حلال کے ذَرِیعے اَربوں پتی بن جائے اُس کا مال اُس کی آخرت کیلئے نقصان دہ نہیں۔ مگر یاد رہے! رسمی طور پر صرف زَبان سے نیّت کے الفاظ ادا کر لینے کو نیّت نہیں کہتے، نیّت دل کے اُبھار اور پکے ارادے کا نام ہے یعنی جو نیّت کر رہا ہے وہ اُس کے دل میں اِس طرح موجود ہو کہ میں نے 100 فیصدی ایسا کرنا ہی کرنا ہے۔ مال و دولت کے بارے میں نیّت کی

1... استیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۲/۳۸۹

رغبت دلاتے ہوئی حُجۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: مال لینے، چھوڑنے، خرچ کرنے اور روکنے میں نیّت صحیح ہونی چاہئے۔ مال اِس لئے حاصِل کرے کہ عبادت پر مدد حاصِل ہو اور مال چھوڑنا ہو تو زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) کی نیّت سے اور اُسے حقیر سمجھتے ہوئے چھوڑے۔ جب یہ طریقہ اختیار کرے گا تو مال کا موجود ہونا اُسے نقصان نہیں پہنچائے گا، اِسی لئے امیرُ المُؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمام رُوئے زمین کا مال حاصِل کرے اور اس کا ارادہ رِضائے الٰہی کا حُصول ہو تو وہ زاہد (یعنی دنیا سے بے رغبت) ہے اور اگر تمام مال چھوڑ دے لیکن رِضائے خداوندی مقصود نہ ہو تو وہ زاہد نہیں ہے۔ پَس آپ کی تمام حَرَکات و سَکَنات اللہ تعالٰی کے لیے ہوں اور عبادت سے باہَر نہ ہوں یا عبادت پر مدد گار ہوں۔ جو چیزیں عبادت سے زیادہ دُور ہیں وہ کھانا کھانا اور قَضائے حاجت (یعنی استنجا) ہے لیکن یہ دونوں بھی عبادت پر مدد گار ہیں جب ان سے آپ کا مقصود یہ ہو گا یعنی عبادت پر قوّت اور دل جمعی حاصِل کرنے کی نیّت ہو گی تو یہ کام بھی آپ کے حق میں عبادت ہوں گے۔ اسی طرح جو چیزیں آپ کی حفاظت کرتی ہیں مَثَلاً قمیص، اِزار (یعنی پاجامہ) بچھونا اور برتن وغیرہ تو ان سب میں بھی اچھی نیّت ہونی چاہئے کیوں کہ دین کے سلسلے میں ان تمام چیزوں کی ضَرورت ہوتی ہے اور جو کچھ ضَرورت سے زائد ہو اُس سے بندگانِ خدا کو نفع پہنچانے کی نیّت ہونی چاہئے اور جب کسی شخص کو اس کی ضَرورت

ہو تو انکار نہ کرے جو شخص اس طرح کا عمل کرے گا اُس نے مال کے سانپ (یہاں مال کو "سانپ" سے تشبیہ دی گئی ہے) سے اُس کا (مُفید حصّہ یعنی) جوہر اور تِریاق (زہر مُہرہ یعنی زہر کی دوا جو زہر کا اُتار کرتی ہے) بھی لے لیا اور (خود سانپ کے) زَہر سے محفوظ (بھی) رہا، ایسے آدمی کو مال کی کثرت نقصان نہیں پہنچاتی لیکن یہ کام وُہی شخص کر سکتا ہے جس کے قدم دین میں مضبوط ہوں اور اُس کے پاس کثیر علمِ دین ہو۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی آگے چل کر مال و دولت سے بچ کر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس طرح نابینا کا بِینا (یعنی آنکھ والے) کی طرح پہاڑوں کی چوٹیوں اور دریاؤں کے کَناروں تک پہنچنا اور کانٹے دار راستوں سے گزرنا ممکن نہیں اِسی طرح عام آدمی کا مال و دولت کی آفتوں سے بچنا بھی ناممکن ہے۔[1] مال و دولت پرہیز گار اور بکثرت علمِ دین رکھنے والا ہی چاہے تو لے سکتا ہے کہ شریعت کے مطابِق اِسے حاصِل اور شریعت ہی کے مطابِق اِسے استِعمال کر سکتا ہے اور مال کی آفتوں سے خود کو بچا سکتا ہے۔

کسبِ حلال کیلئے علمِ دین ضروری ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مال و دولت کی آفتوں سے بچنے کسبِ حلال حاصل کرنے کے لئے علمِ دین کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ مال کی آفتوں اور حرام روزی سے وہی شخص بچ سکے گا جسے حلال و حرام کا علم ہو گا شاید اسی لئے اِمَامُ الْعَادِلِیْن، سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْن حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

1... اِحیاءُ العلوم، ۳/۳۲۵

حکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید و فروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں۔[1]

یاد رکھئے! وہ معاملات جن سے بندے کا واسطہ پڑتا ہے ان کے بارے میں شرعی احکام سیکھنا فرض ہے۔ مگر افسوس! آجکل اکثر تاجروں اور ملازموں کی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ آیئے اس ضمن میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ایک مکتوب ملاحظہ کیجئے۔

مکتوبِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! آج کل صِرف و صِرف دنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے۔ علمِ دین کی طرف بَہُت ہی کم مَیلان ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طَلَب کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے[2] اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصراً خُلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اولین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافِر یا گمراہ ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ نَماز یعنی اِس کے فرائض و شرائط و مُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی

1... ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۹، حدیث: ۴۸۷

2... ابن ماجہ، ۱/۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب رَمَضانُ الْمبارَک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل، صاحِبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ حج، نِکاح کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، تاجِر ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، مُزارِع یعنی کاشتکار (زمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، ملازِم بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اور اِسی پر قِیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالِغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔[1]

اجارہ کے مسائل سیکھنا فرض ہے

دورِ حاضر میں بہت سے افراد تجارت کے بجائے ملازمت کے ذریعے اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرتے ہیں لہٰذا انہیں چاہئے کہ اجارے کے مسائل سیکھیں اور اپنی روزی کو حرام کی آمیزش (ملاوٹ) سے بچائیں۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "حلال طریقے سے کمانے کے 50 مدنی پھول" صفحہ 1 پر فرماتے ہیں: جس کو مُلازم رکھنا ہے اُسے مُلازم رکھنے کے اور جس کو مُلازمت کرنی ہے اُسے مُلازمت کے ضروری اَحکام جاننے فرض ہیں۔ آیئے! اس رسالے میں بیان کئے گئے چند مدنی پھول مُلاحظہ کیجئے۔

1. سیٹھ اور نوکر دونوں کے لئے حسبِ ضرورت اِجارے کے شرعی احکام سیکھنا

1...ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ۲۳/ ۶۲۴، ۶۲۳

فرض ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔[1]

2. نوکر رکھتے وقت، ملازمت کی مدّت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تَعَیُّن ہونا ضروری ہے۔

3. چاہے گورنمنٹ کا ادارہ ہو یا پرائیویٹ ملازِم اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عُرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کریگا یا جلدی چلا جائے گا یا چُھٹّیاں کرے گا تو اس نے معاہدے کی قَصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔ فرمانِ امام احمد رضا خان: ”جو جائز پابندیاں مشروط (یعنی طے کی گئی) تھیں ان کا خلاف حرام ہے اور بکے ہوئے وقت میں اپنا کام کرنا بھی حرام ہے اور ناقص کام کر کے پوری تنخواہ لینا بھی حرام ہے۔“[2]

4. گورنمنٹ کے اِدارے کا افسر دیر سے آتا ہو اور اس کی کوتاہی کے سبب دفتر دیر سے کھلتا ہو تب بھی ہر ملازِم پر لازم ہے کہ طے شدہ وقت پر پہنچ جائے اگرچہ باہر بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ خائن و غیر مختار افسر کا ملازِم کو دیر سے آنے یا جلدی چلے جانے کا کہنا یا اجازت دے دینا بھی ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وقت کی پابندی سبھی پر ضروری ہی رہے گی۔

1... دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد 3 حصّہ 14 صَفْحَہ 104 تا 184 میں اِجارے کے تفصیلی احکام درج ہیں۔

2... فتاویٰ رضویہ، ۱۹/ ۵۲۱

5. ملازِم دفتر یا دکان پر آنے جانے کا وقت رجسٹر وغیرہ میں درست لکھے، اگر غلط بیانی سے کام لیا اور ڈیوٹی کم دینے کے باوجود پورے وقت کی تنخواہ لی تو گنہگار و عذابِ نار کا حقدار ہے۔

6. جن اداروں میں ملازِمین کو علاج کی مفت سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، اِن میں جھوٹے بہانوں سے دوا حاصل کرنا، اپنا نام لکھوایا بتا کر کسی دوسرے کیلئے دوا نکلوا لینا وغیرہ حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسوں کے ساتھ جان بوجھ کر تعاوُن کرنے والا بھی گنہگار ہے۔

7. تنخواہ زیادہ کرانے اور عہدے وغیرہ میں ترقی کروانے کے لیے جعلی (نقلی) سند لینا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکے پر مبنی ہے۔

8. اگر کسی عذر کی وجہ سے اَجیر خاص کام نہ کر سکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا (یعنی اُس دن کی تنخواہ نہیں ملے گی)۔[1] البتہ اگر اِس کی تنخواہ کا بھی عُرف ہے تو ملے گی کہ تعطیلات معہودہ (یعنی جن چھٹیوں کا معمول ہوتا ہے اُن) کی تنخواہ ملتی ہے۔

9. مراقب (یعنی سپروائزر) یا مقررہ ذِمے دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے۔ وقت اور کام میں کوتاہی اور سستیاں کرنے والوں کی مکمَّل

1... ردّالمحتار، ۹/۱۱۷

کارکردگی (رَپورٹ) کمپنی یا ادارے کے مُتَعَلّقہ افسر تک پہنچائے۔ مراقب (سپروائزر) اگر ہمدردی یا مُروَّت یا کسی بھی سبب سے جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔

10. کسی مذہبی ادارے میں اِجارے کے شَرعی مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اِس وجہ سے مُستَعفی ہو کر ایسی جگہ ملازمت اختیار کرلینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسِب ہے۔ ذِہن یہ بنانا چاہئے کہ جہاں اِجارے کے شَرعی اَحکام پر سختی سے عمل ہو وَہیں کام کروں تاکہ اِس کی بَرَکت سے مَعصِیَت کی نحوست سے بچوں اور حلال اور ستھری روزی بھی کماسکوں۔

11. ملازِم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرنے سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرے۔

12. اگر اِدارے کی طرف سے ذاتی کام میں ٹیلیفون استعمال کرنے کی اجازت ہو تو اجازت کی حد تک استعمال کرسکتے ہیں اگر اجازت نہیں تو ذاتی کام کے لیے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

13. اجارے کے وقت میں کبھی کبھار بَہُت قلیل (یعنی تھوڑے سے) وقت کیلئے ذاتی فون سننے کی عُرفاً اجازت ہوتی ہے۔ البتّہ اگر کوئی اِجارے کے اَوقات میں بار بار فون سنتا ہے اور پھر بات چیت بھی دس پندرہ منٹ سے کم نہیں ہوتی اس طرح کے ذاتی فون سننا جائز نہیں کہ اس طرح کام اور مُستاجر (یعنی اجارے پر

لینے والے) کا بھی نقصان ہو گا۔

14. ملازم نے اگر مَرَض کی وجہ سے چھٹّی کر لی یا کام کم کیا تو مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو تنخواہ میں سے کٹوتی کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اِس کی صورت یہ ہے کہ جتنا کام کم کیا صرف اُتنی ہی کٹوتی کی جائے مَثَلاً 8 گھنٹے کی ڈیوٹی تھی اور تین گھنٹے کام نہ کیا تو صرف تین گھنٹے کی اُجرت کاٹی جائے، پورے دن بلکہ آدھے دن کی اُجرت کاٹ لینا بھی ظلم ہے۔[1]

15. متولیان مسجِد کی رِضامندی کی صورت میں امام و مُؤَذِّن عُرف سے زائد چُھٹّیوں میں اپنا نائب دیدیا کریں تو تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی۔

16. امام، مُؤَذِّن یا کسی بھی دکان وغیرہ کا ملازِم سخت بیمار ہو جائے یا اُس کے یہاں کوئی انتقال کر جائے تو اِن صورَتوں میں ہونے والی چُھٹّیوں میں وہاں کا عُرف دیکھا جائے گا اگر تنخواہ کاٹنے کا عُرف (یعنی معمول) ہے تو کاٹ لی جائے ورنہ نہ کاٹی جائے۔

17. امام یا مُؤَذِّن یا مدرِّس یا کسی ملازِم کا گھر دُور ہے، "پیّا جام ہڑتال" کی وجہ سے سواری نہ ملی یا ہنگاموں کے صحیح خوف کے سبب چھٹی ہو گئی تو اگر پہلے سے طے ہو گیا تھا کہ ایسے مواقع پر تنخواہ نہیں کاٹی جائیگی یا وہاں کا عُرف (یعنی معمول) ہی ایسا ہو کہ ایسے مواقع پر کٹوتی نہیں ہوتی تو اس طرح کی چھٹی کی

1... تفصیل کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد 19 صفحہ 515 تا 516 دیکھ لیجئے

تنخواہ پائے گا۔ یاد رہے! معمولی ہڑتال چھٹی کیلئے عذر نہیں۔

18. چوکیدار، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرا دینا ہوتا ہے اگر ڈیوٹی کے اوقات میں اِرادۃً سو گئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصداً یا بِلاقَصْد) جتنی دیر سوئے یا غافِل ہوئے اُتنی دیر کی اُجرت کٹوانی ہوگی۔

19. ایک ہی وقت کے اندر دو جگہ نوکری کرنا یعنی اجارے پر اجارہ کرنا ناجائز ہے۔ البتّہ اگر وہ پہلے ہی سے کہیں نوکری پر لگا ہوا ہے تو اب اپنے سیٹھ کی اجازت سے دوسری جگہ کام کر سکتا ہے، جب کہ پہلی جگہ کے سبب دوسری جگہ کے کام میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوتی ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہماری بداعمالیاں اور معاشی بحران

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سچائی اور دیانتداری کے ساتھ رزقِ حلال کے حُصُول کے لئے بیان کردہ مدنی پھولوں پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے مگر افسوس! آجکل اس کی طرف سے توجہ ہٹتی جارہی ہے۔ ایک طرف ہمارے اسلاف رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا مبارک دور تھا جب ہر طرف سچائی، دیانت داری اور احکاماتِ الٰہیہ کی بجاآوری کا لحاظ کیا جاتا تھا جبکہ دوسری طرف ہمارا حال یہ ہے کہ حرصِ مال اور لالچ کی پٹی ہماری آنکھوں پر بندھی ہے۔ اذان کی صدا بلند ہوتی ہے مگر ہماری حرص ہمیں کاروبار چھوڑ کر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نہیں جھکنے دیتی۔

بد دیانتی، جھوٹ، دھوکے بازی اور بالخصوص سُود کی برائی ہمارے کاروبار کا حصہ بن چکی ہے۔ آج ہماری اکثریت کاروبار اور تجارت میں خدا کی یاد سے غافل رہتی ہے، اگر اس دوران ہماری زبان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام آتا بھی ہے تو جھوٹی قسم کھانے اور خود کو ایک مہذَّب وخُوش اخلاق شخصیّت کے طور پر مُتعارف کروانے کیلئے تاکہ سامنے والا ہماری دینداری اور خُوش اخلاقی سے متاثر ہو کر ہم پر اندھا اعتماد کرلے اور ہم اس کو لُوٹنے میں کامیاب ہو جائیں۔ انجامِ آخرت سے بے خوف نہ جانے کتنے ہی تاجر (Business men) دنیا کے عارضی نَفع کے بدلے اپنی آخرت بیچ ڈالتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مال لُوٹنے کے باوجود آج ہماری معاشی صورتِ حال انتہائی اَبتر ہے اور پورا معاشرہ ایک بدترین معاشی بحران کا شکار ہو چکا ہے ظاہر ہے ہمارے کاروبار اور بازار میں جب اس قدر کثرت سے برائیاں پائی جائیں گی تو معیشت تباہ نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا۔ آج جسے دیکھو وہی معاشی ناہمواری اور فقر و تنگ دستی کے سبب پریشان ہے۔ اس معاشی بحران کی زَد میں آکر کسی کی زمین گئی تو کسی کا گھر بک گیا، کوئی اپنی گاڑی بیچ رہا ہے تو کوئی گھر والوں کے زیور۔ بوڑھا باپ بسترِ علالت پر لیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے لیکن بے روزگار بیٹے کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ باپ کے علاج کیلئے دواؤں کا انتظام کرسکے، غریب باپ جب شام کو خالی ہاتھ گھر پہنچتا ہے تو بچوں کا حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنا اسے غمزدہ اور افُسُردہ کر دیتا ہے۔ غربت، بے روزگاری اور معاشی ناہمواری کے عفریت (بھوت)

نسلِ انسانی کو اپنے آہنی پنجوں میں دبوچ کر اسکا خون نچوڑ رہے ہیں جس کے نتیجے میں بھتہ خوری، لُوٹ ماری، قتل وغارت گری اور اس طرح کے دیگر جرائم اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ زندگانی تنگ ہو کر رہ گئی ہے۔

تنگ زندگانی کی وجہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا ہم میں سے کسی نے سنجیدگی کے ساتھ کبھی اس بات پر غور کیا کہ آخر ہماری زندگانی اس قدر تنگ کیوں ہوگئی؟ ہم بلندیوں سے پستیوں کی طرف کیوں آگئے؟ اس قدر معاشی بدحالی کا شکار کیوں ہوگئے؟ کاروبار کے لاتعداد وسائل، روزگار کے اَن گنت مواقع اور ترقّی کے بے مثال ذرائع کے باوجود آخر کار ہم روز افزوں مَعاشی تنزلی کا شکار کیوں ہوتے جارہے ہیں؟ ذرا غور کیجئے! کہیں ان ساری پریشانیوں کی وجہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غفلت تو نہیں...؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کیلئے تنگ زندگانی ہے۔

صَدْرُالْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: تنگ زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اِتّباع (پیروی) نہ کرنے سے عملِ بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتارِ حرص (لالچ میں گرفتار) ہو جائے اور کثرتِ مال واسباب سے بھی

اس کو فراخِ خاطر (کُشادہ دلی) اور سُکونِ قلب میسّر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ "یہ نہیں وہ نہیں" حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن مُتوکّل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو "حیاتِ طیّبہ" کہتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ بندے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوفِ خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگانی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے منہ پھیرنے کی آفتیں کس قدر شدید ہیں کہ انسان کی معیشت تنگ ہو جائے گی، وہ ناجائز و حرام کاموں میں مبتلا ہو جائے گا، قناعت کی دولت چھن جائے گی اور حرص کی بھیانک آگ ہر طرف سے اسے اپنی لپیٹ میں لے لے گی، جتنا بھی کمالے گا اس کی حرص کی آگ نہیں بجھے گی۔ وہ مال کو پُر سکون زندگی کا ذریعہ سمجھے گا مگر دولت و شہرت حاصل ہونے کے باوجود اُسے قلبی سکون حاصل نہ ہو گا۔ آرام دہ بستر تو ہو گا لیکن چین کی نیند میسر نہ ہو گی۔ خواہشات کا سیلاب اسکے صبر و شکر اور خوشیوں کی عمارت کو بہالے جائے گا اور طرح طرح کے غم اسکی زندگی کو تاریک کر دیں گے، غرض وہ سکون کی اُس دولت سے محروم رہے گا جو حیاتِ طیّبہ (اچھی زندگی) کی صورت میں ایک مومن مُتوکّل کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام میں اُس "حیاتِ طیّبہ" کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ ترجَمۂ کنزالایمان: جو اچھا کام کرے مرد

اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ (پ۱۴، النحل:۹۷) ہو یا عورت اور ہو مسلمان، تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جِلائیں گے۔

صدر الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی دنیا میں رزقِ حلال اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنّت کی نعمتیں دے کر (اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں حیاتِ طیّبہ عطا فرمائے گا)۔ مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولت مند کافِر کے عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام میں رہتا ہے اور کافِر جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر نظر نہیں رکھتا وہ حریص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج وتَعَب (دُکھ اور تکلیف) اور تحصیلِ مال (مال حاصل کرنے) کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔

یاد رہے! کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو دنیا میں محض بے بس اور مجبور بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اسے اچھائی اور برائی کا شعور بھی عطا فرمایا ہے نیز قرآنِ پاک میں یہ بھی واضح کر دیا کہ کِن خُوش بختوں کو اچھی زندگی ملے گی اور کون سے بدبخت لوگ تنگ زندگانی کا شکار ہوں گے۔ اب ظاہر ہے جیسے ہم اعمال کریں گے ویسی ہی جزا پائیں گے۔ اگر ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کے راستے پر چلیں گے تو وہ ہماری زندگی کو "حیاتِ طیّبہ" میں تبدیل فرمادے گا اور اگر اس کی نافرمانیوں اور برائیوں کا راستہ اختیار کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے روگردانی کی، نماز کا وقت ہو جانے کے باوجود

دو پیسے کی خاطر نماز کے لئے اپنا کاروبار چھوڑنا گوارا نہ کیا نیز حُصُولِ مال میں حرام و حلال کا خیال نہ رکھا تو تنگ زندگانی کے بھیانک شکنجوں میں پھنسنا ہمارا مقدر ہو گا۔ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظ

ایک وسوسے کا جواب

ہو سکتا ہے بعض لوگوں کے ذہن میں شیطان یہ وسوسہ پیدا کرتا ہو کہ اسلام نے تجارتی مُعاملات میں بہت زیادہ سختیاں اور پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے مُسلمان معاشی ترقّی سے محروم ہیں اس کے برعکس اسلامی قُیُودات سے آزاد غیر مُسلم قومیں دن بہ دن ترقّی کرتی جارہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ 360 میں اس شیطانی وسوسے کی کاٹ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: تجارتِ حرام کے دروازے (جو) آج کل بکثرت کھلے ہیں ان کی بَنْدِش (روک تھام) کو اگر تنگی سمجھا جائے تو مجبوری ہے وہ تو بے شک شرعِ مطہر نے ہمیشہ کیلئے بند کئے ہیں۔ جو آج بے قیدی (آزادی) چاہے کل نہایت سخت شدید قید میں گرفتار ہو گا اور جو آج احکام کا مُقَیَّد (پابند) رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا۔ دنیا مُسلمان کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مُسلمانوں سے کس نے کہا کہ کافروں کی اموال کی وُسعت اور طریقِ تحصیلِ آزادی اور کثرت کی طرف نگاہ پھاڑ کر دیکھے، اے مسکین! تجھے تو کل کا دن سنوارنا ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد، مگر جو اللہ کے
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ حضور سلامت والے دل کے ساتھ حاضر ہوا۔

(پ۱۹، الشعراء:۸۸)

اے مسکین! تیرے ربّ نے پہلے ہی تجھے فرمادیا ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس دُنیوی زندگی کی آرائش کی طرف جو ہم نے کافروں کے کچھ مردوں و عورتوں کے برتنے کو دی تاکہ وہ اس کے فتنہ میں پڑے رہیں اور ہماری یاد سے غافل ہوں اور تیرے ربّ کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔

(پ۱۶، طٰہٰ:۱۳۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کلام سچا ہے، اس نے ہمیں جو حکم دیا اس کو مان لینا، اس پر راضی رہنا اور اس پر عمل کرلینا ہی ہماری بندگی کی معراج ہے۔ یاد رکھئے! دیگر چیزوں کی طرح تجارتی مُعاملات میں بھی اسلام نے مُسلمانوں کے نہ صرف اُخروی بلکہ دُنیوی مفادات اور ان کے تحفّظ کا خیال رکھا ہے اور طاقت واختیار سے بڑھ کر کوئی حکم ان پر مسلط نہیں کیا البتہ اسلام تجارتی اور غیر تجارتی تمام مُعاملات میں سُود اور حرام کی راہیں تنگ ہی نہیں بلکہ انہیں بند بھی کرتا ہے۔ تاریخ کے مُطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مُسلمانوں کی تجارت اور معیشت کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ سُودی نظام نہ ہونے کے باوجود مُسلمانوں کی معاشی خوشحالی کے ایسے ایسے شاندار اَدوار گزرے ہیں کہ ان کے بارے میں پڑھ کر

عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔

معاشی خوشحالی کا حسین دور

حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز تقریباً اڑھائی سال یعنی 30 مہینے خلیفہ رہے مگر ناجائز آمدنیوں کی روک تھام، ظُلم کے سدِّباب اور مال کی دیانتدارانہ تقسیم کے نتیجے میں ایک سال میں ہی لوگوں کے مالی حالات اتنے بہتر ہوگئے تھے کہ کوئی شخص بھاری رُقوم لاتا اور کسی اہم شخصیّت سے کہتا کہ آپ کی نظر میں جو ضرورت مند ہوں ان کو یہ مال دے دیجئے تو بڑی دوڑ دھوپ اور پوچھ گچھ کے بعد بھی کوئی ایسا آدمی نہ ملتا جسے یہ مال دے دیا جائے، بالآخر اسے وہ مال واپس لے جانا پڑتا۔[1]

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے مجھے افریقہ میں صدقہ وُصول کرنے کے لئے بھیجا میں نے صدقہ وُصول کر کے فقرا کو تلاشا کہ ان پر تقسیم کر دوں لیکن مجھ کو کوئی فقیر نہیں ملا کیونکہ حضرت سَیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے لوگوں کو دولت مند بنا دیا تھا، لہٰذا میں نے صدقہ کی رقم سے غلام خرید کر آزاد کر دیئے۔[2]

معاشی خوشحالی کی وجہ

معلوم ہوا کہ حضرت سیّدُنا عُمر بن عبد العزیز رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُبارک

1... حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، ص۴۵۸

2... حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، ص۴۵۹

دور میں تمام مُسلمان غنی ہو چکے تھے اور کوئی بھی زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔اس کی ایک وجہ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا عدل وانصاف تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اُس دور میں مُسلمانوں کی تمام تر کاروباری سرگرمیاں شرعی حُدود کے اندر رہ کر ہوتی تھیں گویا کہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے معاشی میدان میں بے مثال ترقّی کی ، یہاں تک کہ ہر طرف مال ودولت کی فراوانی، آسودگی اور خوشحالی عام ہو چکی تھی اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ معاشی ترقی کیلئے ہر طرح کی آزادی کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضامندی اور شریعت کی قید و پابندی ضروری ہے۔

معاشی بحران کا سبب

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے معاشی اصول حقیقی ترقّی اور خوشحالی کے ضامن ہیں اور ان کی خلاف ورزی ایسی معاشی برائیاں پیدا کرتی ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔کسی بھی جگہ آنے والے معاشی بحران کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ سرمائے اور دولت کا چند لوگوں اور چند اداروں کی تجوریوں میں رُک جانا بھی ہے کیونکہ سرمائے کا چند ہاتھوں میں ٹھہر جانا اعتدال اور توازُن کو ختم کر دیتا ہے اور درحقیقت یہی عدمِ توازُن معاشی بحران کا سبب بنتا ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں دو قسم کے معاشی نظام رائج ہیں۔ ❀ ایک اشتراکیت اور ❀ دوسرا سرمایہ داریت، لیکن یہ دونوں نظام اِفْراط وتَفْریط کا شکار ہیں کیونکہ اِشْتِراکی

نظام میں تمام لوگوں کی ذاتی ملکیتوں کو ان کی مرضی کے خلاف جبراً (زبردستی) چھین کر ایک مخصوص جماعت کی ملکیت میں دے دیا جاتا ہے البتہ اس کے بدلے ایک حد تک ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے جبکہ سرمایہ دارانہ نظام میں مالداروں کو اتنی کھلی چھوٹ دے دی جاتی ہے کہ وہ دولت سے اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے معاشی نظام میں نہ اشتراکیت کی قید ہے نہ سرمایہ داریت کی کھلی آزادی، بلکہ یہ نظام تقویٰ، احسان، ایثار، عدل، اخوت، تعاون، توکّل اور قناعت جیسی عظیم اخلاقی قدروں پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے معاشی نظام کو دیگر تمام نظاموں پر فوقیت حاصل ہے۔

معیشت کی تباہی میں سُود کا کردار

بدقسمتی سے اس وقت ہمارے ہاں جو معاشی نظام رائج ہے وہ سرمایہ داریت کا نظام ہے اور اس پورے نظام کی عمارت "سُود" کی بنیادوں پر کھڑی ہے۔ مثلاً: ایک شخص نے سُودی ادارے میں دس فیصد سُود پر دس لاکھ روپے جمع کروائے۔ اُس ادارے نے وہی دس لاکھ روپے پندرہ فیصد سُود پر صنعت کار کو دیئے، جب مہینہ پورا ہوا تو اس صنعت کار نے پندرہ فیصد سُود ادارے کو دیا، ادارے نے دس فیصد سُود رقم کے مالک کو دیا اور پانچ فیصد خود رکھ لیا۔ رقم کے مالک کو بھی فائدہ ہوا اور سُودی ادارے کو بھی مگر جس صنعت کار نے سُود ادا کیا اسے بھی کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ

اس نے سُود پر لی گئی رقم سے جو مصنوعات (Products) تیار کیں ان کی قیمت میں پندرہ فیصد اضافہ کر دیا۔ یوں اُس صنعت کار نے سُود کی رقم اپنی مصنوعات سے حاصل کر لی لہٰذا اُس کا بھی فائدہ ہو گیا۔ لیکن اس کا سارا بوجھ غریب عوام پر پڑا کہ جب اشیاء کی قیمتیں اسکی قوتِ خرید سے بڑھ گئیں اور ضروریاتِ زندگی کی چیزیں خریدنا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ اسی طرح کچھ کمپنیاں اپنی پروڈکشن بڑھانے اور مارکیٹ میں اپنا نام برقرار رکھنے کے لئے تشہیر (Advertisement) کا سہارا لیتی ہیں، عموماً اس تشہیر کے لئے سُود پر پیسہ لیا جاتا ہے اور اس سُود کی ادائیگی بھی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر کے عوام کے پیسوں سے ہی کی جاتی ہے غرض اس ظلم و ناانصافی اور معاشی تباہی کی ابتداء سُود (Interest) نے کی۔

سُود کا اُخروی نقصان

یقیناً سُود ایک ایسی برائی ہے جس نے ہمیشہ مَعِیْشت کو تباہ کیا ہے، قرآن و حدیث میں سُود کی نہایت سخت الفاظ میں مذمّت بیان کی گئی ہے، حتی کہ سُود سے باز نہ آنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے لڑائی کرنے والوں کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سُود اگر مسلمان ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور

بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔

(پ۳، البقرۃ: ۲۷۹)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ

ترجَمۂ کنز الایمان: وہ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سُود۔

(پ۳، البقرۃ: ۲۷۵)

صدرُ الْاَفاضل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سُود خوار کا ایسا ہی حال ہو گا کہ سُود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر پڑے گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سُود کی حرمت اور سُود خواروں کی شامت کا بیان ہے سُود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ ❀ سُود

میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدارِ مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ ❀دوم سُود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سُود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضَرَر (نقصان) پہنچاتی ہے۔ ❀سوم سُود کے رواج سے باہمی مودَّت (محبّت) کے سُلوک کو نُقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سُود کا عادی ہو تو وہ کسی کو "قرضِ حسن" سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ ❀چہارم سُود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سُود خوار اپنے مدیُون (مقروض) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے اس کے علاوہ بھی سُود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی مُمانَعَت عین حکمت ہے۔

سُود کی مذمت میں 4 احادیثِ مُبارکہ

1. حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے سُود لینے والے اور سُود دینے والے اور سُود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔[1]

2. حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن حَنْظَلَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: سُود کا ایک دِرہم جس کو جان کر کوئی کھائے،

1...مسلم، کتاب المساقاۃ...الخ، باب لعن اٰکل الربا و مؤکلہ، ص ۸۶۲، حدیث: ۱۵۹۸

وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔[1]

3. حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ کہا: یہ سُود خور ہیں۔[2]

4. حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے راویت ہے کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: سُود سے (بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔[3]

علّامہ عبدُ الرؤف مَناوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: سود کے ذریعے مال میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے مگر سود لینے والے شخص پر (مال کی) تباہی و بربادی کے جو دروازے کھلتے ہیں ان کی وجہ سے وہ مال کم ہوتے ہوتے بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔[4] سودی مال کی ہلاکت و تباہی کے بارے میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے۔

1... مسند امام احمد، مسند الانصار، حدیث عبد اللہ بن حنظلة، ۸/۲۲۳، حدیث: ۲۲۰۱۶

2... ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، ۳/۷۲، حدیث: ۲۲۷۳

3... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۲/۵۰، حدیث: ۳۷۵۴

4... فیض القدیر، ۴/۶۶، تحت الحدیث: ۴۵۰۵

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۶)

اس (آیت) سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں، گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہٰذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دے کر۔ دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ایسا کوئی مُسلمان نہیں ہو گا جو قرآن و حدیث کے ان واضح ارشادات کے باوجود بھی سُود سے باز نہ آئے اور اسے اپنی معاشی ترقّی کا ضامن سمجھے۔ یقیناً سود اور اس کے علاوہ دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ حرام مال دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث ہے آیئے اسی ضمن میں مالِ حرام کی تباہ کاریاں بھی ملاحظہ کیجئے۔

جیسی غذا ویسے کام

مال حرام کا وبال یہ ہے کہ جب لقمۂ حرام پیٹ میں پہنچتا ہے تو اس سے بننے والا خون انسان کو مزید برائیوں پر ابھارتا ہے۔ یوں وہ برائیوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اپنی عاقبت برباد کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کھایا جانے والا ہر لقمہ اپنے ہی جیسے افعال کا سبب بنتا ہے

1... نور العرفان، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۶

(یعنی اگر وہ لقمہ حرام کا ہو گا تو حرام کاموں کا سبب بنے گا، مکروہ ہو گا تو مکروہ اور اگر) مباح ہو گا تو مباح کاموں کا سبب بنے گا اور اسی طرح اگر کھانا بابرکت ہو گا تو اچھے کاموں کا سبب بنے گا اور بندے کے افعال میں برکت اور زیادتی کا باعث ہو گا۔[1]

لقمۂ حرام قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ

لقمۂ حرام کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ یہ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، اور غذا حرام، پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی۔[2]

لقمۂ حرام قبولیتِ اعمال میں رکاوٹ

جس طرح لقمۂ حرام کی نحوست سے دُعاؤں کی قبولیت رک جاتی ہے اسی طرح نیک اعمال بھی قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچ پاتے جیسا کہ محبوبِ ربُّ العالمین، جنابِ صادق وامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے سعد (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)! اپنی غذا پاک کر لو! مستجابُ الدعوات ہو جاؤ گے، اُس ذاتِ پاک کی قسم جس

1... تفسیر ابن عربی، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۶، ۱/۱۱۴

2... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، ۳/۲۲۰، حدیث: ۸۳۵۶

کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔[1]

بیان کردہ روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مالِ حرام ہلاکت ہی ہلاکت ہے لہٰذا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی بربادی سے بچنے کے لئے سود اور مالِ حرام سے کنارہ کشی اختیار کرلے خواہ اس کے بدلے اسے کتنا ہی بڑا دنیوی خسارہ کیوں نہ اُٹھانا پڑے۔ مگر افسوس! فی زمانہ جبکہ معاشرے میں رشوت، سُود، دھوکا اور بد دیانتی وغیرہ عام ہو چکی ہے اوپر سے نیچے تک تقریباً سارا نظام تہس نہس ہو چکا ہے، اگر دین کا درد رکھنے والا کوئی اسلامی بھائی سمجھانے کی کوشش بھی کرے تو اس قسم کی باتیں سُننے کو ملتی ہیں: ”بھئی کیا کریں مجبوری ہے، ہم تو بے بس ہیں، اس کے بغیر چارہ ہی نہیں، سب چلتا ہے، ہم اکیلے کر بھی کیا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ“ حالانکہ یہ باتیں درست نہیں، کیونکہ نہ تو ہم بے بس و مجبور ہیں اور نہ ایسا ہے کہ ان حرام کاریوں کے بغیر چارہ نہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلّق ہے کہ ہم اکیلے کیا کر سکتے ہیں تو جناب کم از کم اپنی ہی اصلاح کی کوشش کر لیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پورا نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ دراصل ہم چاہتے ہیں کہ دوا بھی نہ کھائیں اور مرض سے شفا بھی مل جائے، مانا کہ معاشی خوشحالی کے لئے پورے مُعاشرے کو سُود اور دیگر

1... معجم الاوسط، ۵/ ۳۴، حدیث: ۶۴۹۵

بُرائیوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے مگر یاد رکھیں! معاشرہ افراد سے بنتا ہے، جب تک افراد اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کریں گے سارے معاشرے کی اصلاح مشکل ہے۔ لہٰذا ہر شخص انفرادی طور پر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے معاشرے میں خود بخود تبدیلی آجائے گی اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی انتھک کوششوں کے نتیجے میں ملک و بیرونِ ملک کئی مقامات پر حیرت انگیز اصلاحی انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مُریدین و محبین کو اوّلاً اپنی ذات کی اور ثانیاً دوسروں کی اصلاح کا ذہن دیتے ہوئے یہ مدنی مقصد عطا فرمایا کہ **"مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے"** یہی وجہ ہے کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے والا ہر اسلامی بھائی مُعاشرے کے بجائے سب سے پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس مدنی ماحول کی برکت سے مُعاشرے کے بدترین لوگوں کا شمار بہترین لوگوں میں ہونے لگا، جُھوٹ، غیبت، چُغلی، وعدہ خلافی، گالی گلوچ، قتل و غارت گری، رشوت خوری، طرح طرح کے ناجائز کاروبار اور ان کے علاوہ سینکڑوں معاشرتی برائیوں میں مبتلا افراد توبہ تائب ہو گئے۔ آیئے اس کی ایک جھلک مُلاحظہ کیجئے۔

میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟

لانڈھی (باب المدینہ، کراچی) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خُلاصہ ہے:

ہمارے علاقے میں ایک ویڈیو سینٹر کے باہر دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائی اصلاحِ اُمّت کی کُڑھن میں موسمِ گرما کی حِدّت (تپش) اور موسمِ سرما کی شِدّت کی پروا کئے بغیر مُستَقِل مِزاجی سے چوک درس دیا کرتے تھے۔ اسلامی بھائی اس ویڈیو سینٹر کے مالک کو بھی درس میں شرکت کی دعوت دیتے رہتے لیکن وہ روزانہ مصروفیت کا کہہ کر معذرت کر لیتا بالآخر ایک دن چوک درس میں شرکت کر ہی لی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے درس شروع کیا تو خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفٰے سے بھرپور الفاظ تاثیر کا تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہو گئے۔ دل و دماغ پر چھائے غفلت کے پردے ہٹ گئے۔ ان پر چوک درس کی برکت سے فکرِ آخرت غالب آگئی۔ جب مبلغِ دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے انہیں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی تو فوراً راضی ہو گئے اور یوں وہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے اور دیگر مدنی کاموں میں حصہ لینے لگے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تھوڑے ہی عرصے میں ان میں مُثبت تبدیلی آنے لگی۔ انہوں نے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر لی اور گُناہوں میں مبتلا کرنیوالا کاروبار (ویڈیو سینٹر) ختم کر دیا اور دھاگہ، لیس کا کام شروع کر دیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ویڈیو سینٹر کے مالک میں کیسی زبردست مُثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ

نہ صرف وہ نیک اجتماعات میں شرکت کرنے لگے بلکہ ویڈیو سینٹر جیسا مذموم کاروبار بھی چھوڑ دیا۔ یقیناً اگر سارے مُسلمان کاروبار اور دیگر مُعاملات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام ترک کر دیں اور اس کی یاد کو اپنے دل میں بسالیں تو کیا بعید کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے رزق میں ایسی برکت عطا فرمادے کہ ان کے معاشی مسائل کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ آیئے احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں ترقیِ معیشت اور رزق میں برکت سے مُتَعَلِّق تین مدنی پھول مُلاحظہ کیجئے۔

رزق میں برکت کے روحانی علاج

﴿1﴾ نبیوں کے تاجْوَر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دُور فرمائے گا اور ہر تنگی سے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیگا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا۔[1]

﴿2﴾ ملفوظاتِ اعلیٰحضرت میں ہے: ایک صحابی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) خدمتِ اقدس (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی: دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا: کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار ہو کر، طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر "سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللہِ الْعَظِیْم وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللہ"[2] اُن

1... ابن ماجه، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۴/۲۵۷، حدیث: ۳۸۱۹

2... لسان المیزان، حرف العین، ۴/۳۰۴، حدیث: ۵۱۰۰

صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ”حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔“[1]

﴿3﴾ حضرت سَیِّدُنا سَہْلُ بن سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورِ اَقْدَس شفیعِ روزِ مَحْشَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام عرض کرو اور ایک بار قُلْ ھُوَاللّٰہ شریف پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں کی بھی خدمت کی۔[2]

اسلام میں نظریۂ زکوٰۃ

معاشی ترقی اور رزق میں برکت کا ایک بہترین طریقہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ یاد رکھئے! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رُکن اور اہم ترین مالی عبادت ہے۔ یہ ایسا خوبصورت نظام ہے جس کے ذریعے مُعاشرے کے نادار اور محتاج لوگوں کو مالی مدد ملتی ہے۔ اگر سارے مالدار لوگ درست طریقے سے زکوٰۃ ادا کریں تو غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جائے۔ قرآن مجید، فرقانِ حمید میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے

1... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۱۲۸

2... الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ۲۳۱/۲۰

بارے میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ

(پ۱۰، التوبۃ: ۳۴) دردناک عذاب کی۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے بارے میں تین احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے:

(1) جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔[1]

(2) دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر بھی ہے جو اپنے مال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔[2]

(3) جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہو گا اس کے لئے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔[3]

1... معجم الاوسط، ۳/۲۷۵، حدیث: ۴۵۷۷

2... صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع الزکاۃ... الخ، ۴/۸، حدیث: ۲۲۴۹

3... صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، حدیث: ۹۸۷، ص۴۹۱

زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمتیں

(1) سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب۔ اسلام نے زکوٰۃ کی ادائیگی جیسا پیارا عمل مسلمانوں کو عطا فرمایا تاکہ انسان میں سخاوت جیسا کمال پیدا ہو اور بخل جیسا قبیح عیب اس کی ذات سے ختم ہو۔

(2) جیسے ایک ملکی نظام ہوتا ہے کہ ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے وہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتی ہے اور پھر وہی ٹیکس ہمارے ہی مفاد میں یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے بلا تشبیہ ہمیں مال و دولت اور دیگر تمام نعمتوں سے نوازنے والی ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی پیاری ذات پاک ہے اور زکوٰۃ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے، جو ہمارے ہی غرباء پر خرچ کیا جاتا ہے۔

(3) ربّ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو سب کو مال و دولت عطا فرما کر غنی کر دیتا لیکن اس کی مشیّت ہے کہ اس نے اپنے ہی بندوں میں بعضوں کو امیر اور دولت مند کیا اور بعضوں کو غریب رکھا اور امیروں یعنی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کر دی تاکہ اس سے امیروں اور غریبوں میں محبت و انسیّت اور باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کو سب مل بانٹ کر کھائیں اور اس کا شکر ادا کریں۔

(4) شریعت نے زکوٰۃ فرض کر کے کوئی انہونی چیز فرض نہیں کی بلکہ اگر ہم اپنے اطراف میں غور و فکر کریں تو زکوٰۃ کی حقیقت ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے کہ پھلوں کا گودا انسان کے لیے ہے مگر چھلکا جانوروں کا حق ہے۔ گندم میں پھل ہمارا حصہ مگر

بھوسہ جانوروں کا، گندم میں بھی آٹا ہمارا ہے تو بھوسی جانوروں کی۔ ہمارے جسم میں بال اور ناخن وغیرہ کا حدِّ شرعی سے بڑھنے کی صورت میں علیحدہ کرنا ضروری ہے کہ یہ سب جسم کی زکوٰۃ یعنی اضافی چیز مَیل ہیں۔ بیماری تندرستی کی زکوٰۃ، مصیبت راحت کی زکوٰۃ، نمازیں دنیاوی کاروبار کی گویا زکوٰۃ ہیں۔

(5) اگر ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کا التزام کرلے تو مسلمان کبھی دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کی ضرورتیں مسلمانوں سے ہی پوری ہوجائیں گی اور کسی کو بھیک مانگنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔[1]

بہر حال دولت کو تجوریوں میں بند کرنے کے بجائے زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں راہِ خدا میں خرچ کریں ورنہ یقین کیجئے کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا آخرت کے دردناک عذاب اور دنیا میں معاشی بدحالی کا سبب بن سکتا ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اِرتکازِ دولت (Concentration of wealth) کے اس سلسلے کو ختم کرنے اور دل کھول کر راہِ خدا اور نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی نیت کریں پھر دیکھئے گا معیشت بھی ترقّی کرے گی، لوگوں کی قوّتِ خرید بھی بڑھے گی اور معاشی نظام میں بھی خوشحالی آئے گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

تعارفِ دعوتِ اسلامی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس پُرفتن دور میں تبلیغ

1... رسائل نعیمیہ، ص۲۹۸، بتصرف

قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** ساری دنیا میں دین کی تبلیغ اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ لاکھوں عاشقانِ رسول بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شب و روز انتھک کوششوں کے نتیجے میں **دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام تادمِ تحریر دنیا کے 192 سے زائد ممالک میں پہنچ چکا ہے** اور بے شمار مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کو مُنَظَّم طریقے سے آگے بڑھانے کے لئے وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت مُختلِف مجالس اور شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا جاتا رہا **حتی کہ تادمِ تحریر 95 سے زائد شعبہ جات قائم کئے جا چکے ہیں** مَثَلاً مساجد کی تعمیرات کے لئے **"مجلس خدامُ المساجد"**، مدنی منّوں اور مدنی منّیوں کے حفظ و ناظرہ کے لئے **"مدرِسۃ المدینہ"**، انہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دُنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے **"دارُ المدینہ"**، بالِغان کی تعلیمِ قرآن کے لئے **"مدرِسۃُ المدینہ برائے بالِغان"**، فتاویٰ کیلئے **"دارُ الافتاء اہلسنّت"**، عُلَماء اور عالمات کی تیاری کے لئے **"جامعۃُ المدینہ"**، تربیتِ اِفتاء کے لئے **"تَخَصُّص فی الفقہ"** اور امّت کو درپیش جدید مسائل کے حل کیلئے **"مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ"**، پیغامِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو عام کرنے اور اصلاحی کتب کی فراہمی کیلئے **"مجلس المدینۃُ العلمیۃ"**، تصانیف و تالیفات کو شرعی اَغلاط سے مَحفوظ رکھنے کیلئے **"مجلسِ تفتیشِ کتب و رَسائل"**، روحانی علاج کیلئے **"مجلسِ مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ"**، مختلف محکموں کے آفیسرز، تاجر حضرات اور اہم شخصیات کو نیکی

کی دعوت دینے اور دعوتِ اسلامی سے متعارف کرانے کے لئے **"مجلسِ رابطہ"**، میڈیا کے ذریعے دُنیا بھر کے لوگوں تک اسلام اور سنتوں کا پیغام پہنچانے کے لئے **"مدنی چینل"** اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں **"مدنی قافلوں اور ہفتہ وار اجتماعات"** کا مدنی جال بچھایا جاچکا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خطیر رقم کے بغیر اس قدر زائد شعبہ جات میں دین کا کام کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے جس کا اندازہ چند ایک شعبہ جات کے درج ذیل سالانہ، ماہانہ یا روزانہ کے اخراجات سے لگایا جاسکتا ہے۔

چند شعبہ جات کے اخراجات

1. **جامعۃ المدینہ (للبنین، للبنات):** پاکستان میں جامعۃ المدینہ (للبنین وللبنات) کی تعداد 347، طلبہ وطالبات کی تعداد 20173 اور سالانہ اخراجات تقریباً (661,670,000) چھیاسٹھ کروڑ سولہ لاکھ ستر ہزار روپے ہیں۔
2. **مدرسۃ المدینہ (للبنین وللبنات):** ان مدارس کی تعداد تقریباً: 2064، طلبہ وطالبات کی تعداد تقریباً: 101410، اس سال حفظ کرنے والے طلبہ وطالبات کی تعداد: 3730، سالانہ اخراجات: (696823128) اُنہتّر کروڑ اَڑسٹھ لاکھ تیئیس ہزار ایک سو اٹھائیس روپے ہیں۔
3. **مدرسۃ المدینہ بالغان:** پاکستان بھر میں مدرسہ المدینہ بالغان کی تعداد تقریباً 5000 ہے جن میں تقریباً 43532 اسلامی بھائی قرآن پاک کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔
4. **مدرسۃ المدینہ بالغات:** مدرسہ المدینہ بالغات کی تعداد 3505 ہے جن میں تقریباً

34500 اسلامی بہنیں علم دین حاصل کرتی ہیں۔

5. **مدرسہ آن لائن (للبنین وللبنات):** مدرسہ المدینہ آن لائن طلبہ کی تعداد تقریباً 2300 اور مدنی عملہ کی تعداد 250 ہے۔ سالانہ اخراجات (38400000) تین کروڑ چوراسی لاکھ روپے ہے۔ (واضح رہے آن لائن مدرسہ میں اسلامی بھائیوں کو اسلامی بھائی اور اسلامی بہنوں کو اسلامی بہنیں پڑھاتی ہیں)

6. **مجلسِ اعتکاف:** گذشتہ سال پاکستان بھر میں پورے ماہِ رمضان کا اعتکاف 104 مقامات پر ہوا اور معتکفین کی تعداد: 10180 رہی۔ جبکہ آخری عشرے کا سنّتِ اعتکاف 1375 مقامات پر ہوا جس میں معتکفین کی تعداد: 73541 رہی۔ گزشتہ سال اعتکاف پر ہونے والے اخراجات تقریباً 7 کروڑ 50 لاکھ ہیں۔ اس سال پاکستان بھر میں پورے ماہِ رمضان اعتکاف کا ہدف 119 مقامات اور آخری عشرے کے اعتکاف کا ہدف 4100 مقامات ہیں۔

7. **مجلس خدام المساجد:** صرف باب المدینہ کراچی میں 6 ماہ میں 50 کروڑ روپے مساجد کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔ جبکہ پورے پاکستان میں 375 مساجد زیر تعمیر ہیں۔

8. **اجیر:** اس وقت تقریباً 12000 اجیر دعوتِ اسلامی کے تحت کام کر رہے ہیں۔

9. **مجلس علاج:** علاج معالجہ پر مجلس علاج کے سالانہ اخراجات تقریباً (15600000) ایک کروڑ چھپن لاکھ روپے ہیں۔

10. **دارالمدینہ:** پاکستان بھر میں 38 دارالمدینہ ہیں۔ جن میں 8000 طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں دارالمدینہ پر سالانہ 28 کروڑ 80 لاکھ روپے اخراجات آتے ہیں۔

11. **مدنی چینل:** مدنی چینل کے یومیہ اخراجات تقریباً 15 لاکھ روپے اور ماہانہ اخراجات تقریباً چار کروڑ پچاس لاکھ روپے (45000000) ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مستقل بنیادوں پر اور وہ بھی اتنے بڑے پیمانے پر اخراجات یقیناً زکوٰۃ و صدقات کے مدنی عطیات ہی کے ذریعے ممکن ہے لہٰذا آپ بھی اپنی زکوٰۃ، فطرہ، صدقات وغیرہ سے مُتَعَلِّق تمام مدنی عطیات دعوتِ اسلامی کو دے کر سرمایہ آخرت اکٹھا کیجئے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اسلاف کے اندازِ تجارت کے مطابق سچائی، دیانتداری اور مُسلمانوں کی خیر خواہی کا خیال رکھتے ہوئے تجارت و ملازمت اور کاروبار کرنے نیز خوشدلی سے زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

زکوٰۃ کون لے سکتا ہے؟

شریعتِ مُطَہَّرہ نے زکوٰۃ کا حقدار ہونے کے لیے ایک مالی معیار مقرر کیا ہے جس میں حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں کی اعانت ہو سکے جو انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مستحقِ زکوٰۃ (شرعی فقیر) کے لئے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو جبکہ وہ ہاشمی یا سیِّد نہ ہو۔ قرض اور حاجت اصلیہ میں مشغول تمام اموال کو نکال کر درج ذیل باتیں اس میں پائی جاتی ہوں۔

1. اس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو۔
2. ساڑھے باون تولہ چاندی اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

3. ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو رقم بنتی ہے وہ اس کے پاس نہ ہو۔ مثلاً 03 شعبان المعظم 1434ھ مطابق 13 جون 2013ء کو چاندی کی قیمت فی تولہ 860 روپے کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم 45150 روپے بنتی ہے لہٰذا اتنی رقم بھی اس کے پاس نہ ہو۔

4. ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر اس کے پاس کسی قسم کا مالِ نامی مثلاً مالِ تجارت، پرائز بانڈز وغیرہ نہ ہوں۔

5. اتنی ہی قیمت کے برابر اس کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد اشیاء مثلاً اضافی فرنیچر، گھریلو ڈیکوریشن کا سامان نہ ہو۔

6. سونا یا چاندی اگر اوپر بیان کردہ مقدار سے کم ہے لیکن سونے یا چاندی کے ساتھ ساتھ دیگر وہ چیزیں بھی اس کے پاس ہیں کہ مالک نصاب ہونے میں جن کا شمار کیا جاتا ہے تو اب سب کی قیمت ملا کر دیکھیں گے اگر تمام کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر آتی ہے تو ایسا شخص بھی زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔ مثلاً ایک شخص کے پاس 10 ہزار روپے کے پرائز بانڈز، 5 ہزار روپے کیش اور ایک تولہ سونا تھا جس کی قیمت فی زمانہ تقریباً باون ہزار سات سو روپے بنتی ہے جب ان تمام کو ملایا گیا تو کُل 67,700 روپے ہوئے اور اتنی مالیت کا حامل شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں لہٰذا ایسے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

7. اسی طرح اگر سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہے مگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے مساوی ہے مثلاً فی زمانہ ڈیڑھ تولہ سونا کی رقم بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم سے زائد ہے اگر اتنی مقدار میں بھی سونا اس کے پاس ہے تو وہ زکاۃ نہیں لے سکتا۔

8. دو رشتے ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(1) اولاد اپنے والدین کو اوپر تک اور والدین اپنی اولاد کو نیچے تک۔(2) شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو۔

مدنی پھول: جو خود زکوٰۃ کا مستحق نہ ہو لیکن اس کے بالغ بچے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی مستحق زکوٰۃ ہوں یا اس کی بیوی زکوٰۃ کی مستحق ہو تو ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

عطیات جمع کروانے کے لئے بنک اکاؤنٹ نمبرز

برائے زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ	برائے عطیات وصدقاتِ نافلہ
A/C No.0388514411000260	A/C No.0388841531000263
Title : Dawateislami	Title : Dawateislami
Bank : MCB Bank	Bank : MCB Bank
Cloth Market Branch (0063)	Cloth Market Branch (0063)
Karachi.	Karachi.

زکوۃ کس طرح نکالی جائے

سب سے پہلے زکوۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ کا تعین کرلیں۔ زکوۃ واجب ہونے کی قمری / اسلامی تاریخ	

اِس تاریخ کو ملکیت میں موجود قابل زکوۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق مالیت کا تَعَیُّن درجِ ذیل طریقے سے کیجئے، ضروری اموالِ زکوۃ چارٹ میں درج کر دئے گئے ہیں۔

	قابل زکوۃ اثاثوں کی مالیت		رقم	وہ رقم جو زکوۃ کی رقم سے الگ کرنی ہے / Liablities	رقم
1	سونا	سونا (زیورات)		اگر قرضہ لیا ہوا ہے	
2	چاندی	چاندی (زیورات)		مکان، دکان اشیاء کی واجب الادا قسطیں	
3	کرنسی	ملکی و غیر ملکی کرنسی موجودہ ریٹ		کمیٹی (BC) کے بقایاجات (جبکہ یہ کمیٹی مل چکی ہو)	
		بینکوں میں جمع شدہ رقم (علاوہ سود)		یوٹیلیٹی بلز، بجلی، گیس وغیرہ اگر سال پورا ہونے سے پہلے آچکے ہوں۔	

Go To Index

		پرائز بانڈز		پارٹیوں کی ادائیگیاں	
		پراویڈنٹ فنڈ میں جمع شدہ رقم		ملازمین کی تنخواہیں	
		بی سی اور کمیشن میں جمع شدہ رقم		گزشتہ سال کی زکوۃ جو ادا نہ کی گئی ہو۔	
4	مالِ تجارت	خام مال فیکٹری وغیرہ میں			
		تیار شدہ مال فیکٹری یا دکان وغیرہ میں			
		تجارتی پلاٹس، مکان یا فلیٹ			
		کاروبار میں شراکت کے قابل زکوۃ			
		اثاثہ جات			
			500000		300000

کل مالِ زکوۃ (رقم) 500000

منہا شدہ رقم 300000

قابل زکوۃ رقم 200000

زکوۃ نکالنے کا فارمولا: کل رقم کو 40 پر تقسیم کریں 200000÷40=5000

Go To Index

ماخذ و مراجع

#	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
.1	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
.2	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
.3	اسد الغابہ	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.4	الاصابہ	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.5	البدایہ والنہایہ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
.6	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
.7	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.8	تاریخ دمشق	علامہ علی بن حسن متوفیٰ ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
.9	الترغیب والترہیب	امام عبد العظیم بن عبد القوی مندری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
.10	تعارف امیر اہلسنت		مکتبۃ المدینہ کراچی
.11	تعظیم نبی	فقیہِ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	مصطفیٰ فاؤنڈیشن لاہور
.12	تفسیر ابن عربی	محمد بن علی الطائی الحاتمی المعروف بابن عربی، متوفی ۶۳۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۱۱ء
.13	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.14	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ

.15	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیہ، مصر
.16	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
.17	جامع احکام القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی	دار الفکر، بیروت
.18	الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع	امام حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	مکتبۃ المعارف، الریاض ۱۴۰۶ھ
.19	جذب القلوب	شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.20	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
.21	حدائقِ بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
.22	حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی ۴۲۵ حکایات	المدینۃ العلمیۃ	مکتبۃ المدینہ
.23	حلیہ الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم اصفہانی التوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ
.24	حیاتِ اعلیٰ حضرت	حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.25	خزائن العرفان	صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
.26	الخصائص الکبری	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.27	دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.28	دلائل النبوۃ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت
.29	ذوقِ نعت	شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی
.30	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.31	رسائل ابن عابدین	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۱۱ھ
.32	رسائل نعیمیہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

.33	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
.34	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ خثعمی، متوفی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
.35	الریاض النضرۃ	امام شیخ ابو جعفر احمد طبری متوفی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.36	الزہد الکبیر	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ
.37	سبل الہدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۸ھ
.38	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.39	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
.40	سنن ابی داؤد	الإمام ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستاني المتوفي 275ھ	دار إحیاء التراث العربي بیروت.
.41	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
.42	سنن الدارمی	الامام الحافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی السمرقندی المتوفی 255ھ	دار الکتاب العربی
.43	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
.44	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
.45	سیر اعلام النبلاء	الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی 748ھ	دار الفکر بیروت
.46	السیرۃ النبویۃ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
.47	السیرۃ النبویۃ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۲ھ

.48	سیرتِ مصطفےٰ	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
.49	شرح الزرقانی علی المواہب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.50	شرح المواہب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
.51	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
.52	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
.53	شعب الإیمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.54	الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
.55	صحیح ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی الدارمی، متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.56	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمۃ النیسابوری، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
.57	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
.58	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
.59	صفۃ الصفوۃ	ابو الفرج ابن جوزي المتوفي 597ھ	دار الکتب العلمیۃ
.60	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ھاشمی متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.61	عیون الحکایات	ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
.62	فتاوی رضویہ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
.63	فردوس الاخبار	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ

.64	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءُوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
.65	فیضانِ سنّت	امیر اھلسنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادري رضوی	المکتبۃ المدینۃ
.66	فیضانِ صدیق اکبر	المدینۃ العلمیہ شعبہ فیضانِ صحابہ واہل بیت	مکتبۃ المدینہ، کراچی
.67	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
.68	کتاب التاریخ الکبیر	الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعیل البخاري التوفي 256ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت.
.69	کتاب الزھد	الامام عبد اللہ بن مبارک مروزي التوفي 181ھ	دار الکتب العلمیۃ
.70	کتاب الزھد	الإمام أحمد بن حنبل التوفي 241ھ	دار الغد الجدید
.71	کتاب الزھد	الإمام وکیع بن الجراح التوفي 197ھ	مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ
.72	کتاب الزھد	الإمام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستاني التوفي 275ھ	دار المشکاۃ للنشر والتوزیع حلوان
.73	کتاب الزھد الکبیر	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی التوفی 458ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ.
.74	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ	مکتبۃ الآداب، قاہرہ مصر
.75	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	
.76	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.77	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
.78	کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	انتشارات گنجینہ، تہران
.79	لسان المیزان	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت

.80	مرآۃ المناجیح	حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
.81	المستدرک	امام محمد بن عبد اللہ حاکم النیسابوری 405ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ
.82	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
.83	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
.84	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.85	المصنف	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
.86	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
.87	المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
.88	معرفۃ الصحابہ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
.89	المغازی للواقدی	ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی، متوفی ۲۰۷ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت ۱۴۰۹ھ
.90	مکاشفۃ القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.91	ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ
.92	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
.93	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی کراچی
.94	نیکی کی دعوت کے فضائل	شیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.95	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	دار المنہاج بیروت ۱۴۲۳ھ

رسائل دعوتِ اسلامی کیا ہیں؟

اللہ پاک کی رحمت سے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی اہمیت کے پیشِ نظر انہیں تحریری شکل میں لانے کا سلسلہ تقریباً 2009 سے شروع ہوا اور تادمِ تحریر 37 کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ! یہ سب کتب و رسائل سات جلدوں میں پیش کیا جارہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- پہلی جلد میں 8 رسائل ہیں۔
- دوسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- تیسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- چوتھی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- پانچویں جلد میں 4 رسائل ہیں۔
- چھٹی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- ساتویں جلد مدنی چینل کے سلسلے **"اسلام اور شادی"** کی 14 اقساط کے تحریری مجموعے پر مشتمل ہے۔